۵۷۸۹
حقیقت سیادت
۵۷۹۰
اموی سیاست

حقیقت اسلام و مسیحیت

در مطبع نظامی واقع وکٹوریا اسٹریٹ لکھنو طبع شد

سادات بنی فاطمہ کے دوستدارو

جیسی زمانہ کی ضرورت ویسی ہماری خدمت ملاحظہ کرو

ایک اسلام میں بجائے ایک دو زبردست مذہب سنی و شیعہ چار شریف قومیں سید شیخ مغل پٹھان اور بہت سے رذیل پیشے جابجا نظر آتے ہیں انہیں کچھ صرف آل رسول و اہلبیتؑ کے فدائی ہیں تو بہت سے چار یاری دم لگاتے ہیں ایسے غلط مبحث میں اس بات کی نادر تفنوں کے سامنے خاص کر جتلانے کی سخت ضرورت ہوئی کہ وہ پہلے آل رسول و اہلبیتؑ کو جانیں کہ وہ کون ہیں اصحاب رسول کون تھے اور دونوں کو رسول سے کیا علاقہ تھا۔

(د) مسلمانوں کی چاروں شریف قوموں میں شیعہ مذہب کس قوم سے خاص ہے اور مذہب سنت والجماعت کس کس قوم اور رذیل پیشوں سے مخصوص ہے ان کی درمیانی گتھیاں ہر اک طالب حق پر عیاں ہو جائیں کہ سامنے حق و باطل میں ایسی تمیز ہو جائے کہ وہ حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھیں اسی قدر کافی ہے خواہ وہ اپنے باطل کو نہ چھوڑیں وہ بات دوسری ہے

پس اے برادر ایمانی اپنے حسینی مشن کی ایسی مطبوعہ کتب کی جلد قدر کرو خریداری میں پس وپیش نہ کرو۔ تا مقدور بہت سے رسالے خرید کر اپنے پرایوں کو مفت بٹوا دو اپنے ائمہ کو خوش کرو۔

۱۵ / جنوری سنہ ۱۹۳۲ء

معرفت اہلبیت و حقیقت سادات ایک نئی چیز ہے جلد منگا لیجے۔ قیمت ۳/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منصف اور حق پسندوں کی خدمت میں
واجبی عرض ہے

کہ اس کتاب کو از اول تا آخر عالی ہمتی سے تھوڑا سا وقت خدا کے واسطے نکال کر بغور ملاحظہ فرمائیں جو امر اپنے خلاف مزاج خلاف اعتقاد اس میں پائیں تو بلا اس کتاب کو نفرت سے نہ دیکھیں بغیر ختم کیے نہ چھوڑیں بخوف خدا انصاف سے کام میں اسکی تحقیق ان کتابوں سے کریں کہ جنکے نام اسمیں درج ہیں جسقدر الزام دینا یا جسقدر بُرا کہنا ہو وہ ان کتابوں کے مصنف عالموں اور راویوں کو دیں کہ جنھوں نے اپنے مذہب و اعتقاد کے خلاف مُضر باتیں اور اہلبیت کی اطاعت و خلافت ثابت کرنیوالی مفید باتیں دونوں اپنی کتابوں میں درج کر دی ہیں جن سے خدا سے ڈر کر انجام کے درست کرنے والے بسبب مرضی خدا اور رسول اہلبیت کے صراط مستقیم کو حاصل کر لیتے اور کورانہ تقلید کرنے والے حق و انصاف کو بالائے طاق رکھ کر اپنے آبائی اعتقاد پر بدستور جمے رہنے کو برحق اور عین مرضی خدا اور رسول جانتے ہیں۔

ہم اپنے ناواقف نادان بھائیوں کے سامنے موافق اور مخالف باتیں اسلئے خدا سے ڈر کر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے ناواقف بھائی اچھی بری باتوں سے واقف ہو کر راہ صواب حاصل کرنے کی بابت ذاتی رائے لگانے کی جرات کر سکیں اور آبائی کفر کی برائیاں چھوڑنے اور اسلام کی اچھائیاں معلوم کر کے اختیار کرنے پر اصحاب رسول کی طرح ہمت کر سکیں نجات کی خاطر تبادلہ خیالات کو کتابوں سے مذہبی تحقیقات کو عیب نہ سمجھیں۔ آپس میں نفرت بغض و عداوت اور اذیت رسانی سے بچیں ہر شخص اپنا اعتقاد و عمل لے کر اپنی قبر میں سووے گا۔ اور بعد خدا و رسول آل نبی کی محبت امامت کا سوال حسن حسین و دیگر ائمہ کے سب مردوں سے ہوگا جو بھی خلافت امامت کا قائل نہیں تو وہ ہرگز نہ بخشا جائے گا اگر اسکے جنازہ کو ہزاروں نے مل کر دفن کیا ہو اور جو رسول کے اہلبیت کی خاندانی خلافت امامت پر مرا ہے اسکے جنازہ کو غسل و کفن نہ ملے۔ نماز یا قبر بھی میسر نہ ہو تو یہ اور بری باتیں اسکے نجات اور مغفرت حاصل کرنے میں ضرر نہ پہنچائیں گی۔

حصہ اول

حقیقت سادات و معرفت اہلبیت

از کتب اہلسنت

(۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم ارشاد رسول ہے کہ ہر کام سے پہلے بسم اللہ کہو۔ تو کام پورا ہوگا اور نہ کہو گے تو کام خراب ہو جائے گا جبکہ بسم اللہ دنیا کے تمام جائز وحلال کاموں کو فتح اور کامیاب کرنے کا باعث اور قرآن کی سورہ توبہ کے سوا ہر آیت پڑھنے اور اسکے کھولنے کی کنجی ہے یا کہ کاموں کے فتح کرنے کا باب ہے تو حضرت علی کا ابن عباس ایسے جلیل القدر صحابی رسول سے ایک رات کو بسم اللہ کی تفسیر صبح تک بیان کرتے ہوئے یہ فرمانا کہ دیکھو ابن عباس مستقہ ربانی دنیا بھر کی قرآن میں ہیں وہ سب سورہ فاتحہ یعنی سورہ حمد میں ہیں اور جو کچھ سورہ فاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ میں ہے اور جو بسم اللہ میں ہے وہ بائے بسم اللہ میں ہے اور جو بائے بسم اللہ میں ہے وہ اس نقطہ میں ہے کہ جو ب کے نیچے دیا جاتا ہے اور وہ نقطہ میں ہوں۔ جسکے مطالب ایک دو نہیں پچاسوں ایسے نکلتے ہیں کہ جن سے بعد خدا و رسول فقط علی ع کی واحد ذات ایسی دکھائی کہ جو قرآن یا کہ تمام دنیا کے کروڑوں مقاصد مطالب ومتناؤں کا مرجع و نتیجہ یا مبدا و منتہی ہوگی جیسے دریائے علم قرآنی و علم لدنی علی جیسے کوزہ یا نقطہ میں سما دیا گیا ہو ادھر تو خود حضرت علی ع اپنے قول سے

شباہت کر دکھاتے ہیں کہ جس طرح خدا کے نام بسم اللہ سے سارے کام کھلتے آسان ہوتے ہیں اسی طرح میرے نام علی سے جو خدا کا نام ہے زبان پر جاری کرنے یا کہ معرفت علی حاصل کرنے سے ہر مخلوق کے مقاصد حل ہو جاتے ہیں جس طرح ہر حرف کی تمیز نقطہ سے ہوتی ہے تو مجھ ہی سے حق و باطل میں دُنیا کو تمیز ہو گی اور نقطہ کے بغیر خدا ساخطاکر ایک حرف بھی نہیں بن سکتا تو پورا اسم نہیں بن سکتا پس آپ کا مطلب یہ ہے کہ تمام زمین و آسمان کے بننے بگڑنے حرکت و سکون کا کھیل اور تماشہ تو میرے نقطہ اور ایک نکتہ پر ہے۔ تمام کائنات عرش و فرش کے حالات مجھ سے پوچھ لو۔ یہ کیفیت مختصر تو بسم اللہ اور نقطہ بسم اللہ کی بیان ہوئی اُدھر رسولؐ نے بھی علیؑ کو دروازہ اور اپنے آپ کو شہر علم فرمایا ہے تو اے مسلمانو تمام دُنیا کے لوگو جس شہر کا دروازہ ایسا ہو جس کا مختصر بیان صرف ب کے نقطہ سے ہوا ہے تو بتاؤ اُس شہر کی کیا صفات ہونگے۔

پس علیؑ جیسے نقطہ کی معرفت و اطاعت پر خدا و رسول اور قرآن و احادیث کی معرفت و اطاعت کل عالم کی حقیقت کا مدار ہے جس شہر کے دروازہ کی یہ رفعت ہو کہ قلعہ نبوت کا باب بنا دیا جائے تو شہر و قلعہ نبوت کے علم کی وسعت کا اندازہ تو خدا ہی کر سکتا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ کہ جو نالیوں پرنالوں کو یا کہ دیوار پھاندنے خود ساختہ سیڑھیاں یا کہ نئے نئے دروازے لگا لگا کر شہر میں بغیر مرضی بغیر قاعدہ گھس جانے کو چھوڑ کر علیؑ جیسے بلند کھلے دروازہ سے بلحاظ رسول کی قدم بوسی کریں۔ ورنہ بغیر علیؑ جیسے دروازہ کے مذکورہ بالا صورتوں سے شہر میں گھسنے والا ضرور مجرم خدا اور رسول ہو جائے گا۔

(۲) سورہ الحمد میں۔

اھدنا الصراط المستقیم ٥ سے محمدؐ و آل محمدؐ کا طریقہ مراد ہے جسکو امام ثعلبی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں مسلم ابن حیان سے بزبانی ابوہریرہ روایت کی ہے۔ (معالم التنزیل اردو و النص الجلی) پھر صراط الذین انعمت علیھم راستہ (طریقہ) ان کا کہ جن پر تو نے اپنی نعمت نازل کی ہے جن سے محمدؐ و آل محمدؐ مراد ہیں اور انعمت علیھم نعمتی سے خدا نے تصدیق کی ہے۔

(۳) پ ۱۴ رکوع ۳ - (۴۱) قال ھذا صراط علی مستقیم ٥ کہا اللہ نے شیطان سے کہ یہ سیدھا راستہ ہے کہ جو مجھ تک پہونچتا ہے۔ یہ علیؑ کا راستہ سیدھا ہے۔
مناقب خوارزمی میں حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ وہ اس آیت کو صراط علیٍ مستقیم پڑھتے تھے اور اسمیں لکھتے ہیں کہ یہاں علیؑ کا سیدھا راستہ مراد ہے۔ تفسیر در منثور جلد ۳ مطبوعہ مصر میں علامہ سیوطی نے رسول سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ جسطرح انبیا کے وارث خدا کی کتاب میں اور نبی کی حدیث کے ہوتے آئے ہیں ایسے ہی تم میرے وارث ہو خدا کی کتاب اور میری احادیث کے۔ تم میرے بھائی میرے قصر جنت میں میرے ہمراہ رہوگے۔

(۴) ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العلمین ٥
علامہ ثعلبی اپنی تفسیر میں اعمش سے اور وہ ابن وائل سے ناقل ہیں کہ ابن مسعود کے کلام مجید میں آل عمران کے بعد وآل محمد علی العالمین موجود تھا (نص جلی)

(۵) آل یٰسین آل محمد آل رسول اہلبیت ہیں

پارہ نمبر ۲۳ سورۂ والصافات میں خدا سلام علی آل یٰسین کہکر آل محمد آل رسول یعنی اہلبیت سادات پر سلام بھیجتا ہے۔

امام رازی اپنی تفسیر میں اور کلبی اور فضل ابن زوربہان اپنی کتاب میں آل یٰسین سے مراد آل محمد روایت کرتے ہیں کیونکہ یٰسین محمد کا نام ہے اس پر سب کا اتفاق ہے۔

اور سات قاریوں میں سے ابن عامر۔ نافع یعقوب کی قراءت میں بجائے الیاسین کے آل یٰسین پڑھا ہے اسکی تائید میں دو روایتیں ہیں جنکو ابن حاتم نے۔ طبرانی نے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آل یٰسین آل محمد ہی ہیں۔ (دیکھو تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد ۵ صفحہ ۲۸۶ سطر ۳۶ مطبوعہ مصر۔

کتاب اہلسنت کنوز الحقائق میں بحوالہ طبرانی یہ روایت ہے کہ رسول نے فرمایا اہلبیت سے

اصبروا آل یٰسین فان موعدکم الجنۃ۔ کہ اے آل یٰسین تم اپنی اذیتوں پر صبر کرو کیونکہ تمہارا وعدہ گاہ جنت ہے۔

(۶) کتاب احسن الانتخاب کے صفحہ ۱۶ میں ہے حضرت فاطمہؑ کی اولاد و ابناء سے حضرت کی کہی جاتی ہے خود رسول نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ہر نبی کی ذریت اسکے صلب میں خدا نے قرار دی اور میری اولاد علی کے صلب میں قرار دی ہے یہ خصوصیت صرف حضرت فاطمہؑ کی اولاد کے لیے ہے اور کسی صاحبزادی

کے لیے نہیں (ذخرت المودۃ لآل محمد) (اسعاف الراغبین وصواعق محرقہ)۔
(۷) اہلبیت میں سے بارہ اماموں میں امامت منحصر ہے (از بخاری و مسلم)
(۸) اور اخطب خوارزمی کے مناقب میں اور سید علی ہمدانی کی کتاب مودۃ القربیٰ
میں سلمان فارسی سے روایت ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں گیا دیکھتا ہوں
کہ حضرت کے زانو پر حسینؑ بیٹھے ہیں اور آپ انکی آنکھوں کو منہ کو چومتے
جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے حسینؑ تو سید ہے اور سید کا بیٹا ہے۔
اور تو امام ہے اور امام کا بیٹا ہے تو حجت ہے اور حجت کا بیٹا ہے اور تو
نو حجتوں کا باپ ہے نواں ان کا قائم آل محمدؐ ہے یعنی مہدی ہے اور
ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں اور علیؑ اور حسنؑ حسینؑ
اور نو شخص اولاد حسینؑ سے معصوم ہونگے۔ اور یہ فرمایا کہ اولنا محمد
و آخرنا محمد و اوسطنا محمد و کلنا محمد قائم بالقسط والعدل

نوٹ جبکہ بسم اللہ کے ب کے نقطہ کو علیؑ نے بتادیا کہ میں ہوں بغیر میرے
پہچانے کسی کام کی ابتدا ور تمیز نہیں ہوسکتی اُدھر رسولؐ نے علیؑ کو اپنے
شہر علم کا دروازہ بنا کر علانیہ بتادیا کہ جو شخص مجھ سے ملے علیؑ جیسے دروازے
کے ذریعہ سے مجھ سے مل سکتا ہے۔ عبث پھاڑ کے یا دیوار پھاند کر یا کہ اپنی
اپنی نئی سیڑھیاں لگا کر میرے پاس نہ آئے ورنہ وہ سرکار الٰہی کی تعزیرات
دفعہ میں قانونی مجرم ہوکر گرفتار ہوجائے گا پھر سورہ الحمد کی آیت میں
صراط مستقیم سے مراد طریقہ محمدؐ و آل محمدؐ پر قائم رہنے کی پانچوں وقت دعا مانگنے
سے اور آل یٰسین سے آل محمدؐ اور فاطمہؑ علیؑ کی اولاد حسنؑ حسینؑ اور انکی معصوم

اولاد باقی ائمہ رسول اللہ کی اولاد کہی جانے اور امامت و خلافت اقوال
رسول اور آیات سے بارہ اماموں میں منحصر ہونے انکے معصوم اور محبت خدا
ثابت ہونے اور ہر ایک کے نام محمد ہونے سب کے سب محمد ہو کر ایک ذات وصفات
کے اعتبار سے متحد ہونے سے ہر ایک منصف مزاج پر علانیہ روشن ہو سکتا ہے
کہ حق خلافت وحکومت کے لیے صرف اہلبیت ہی زیبا تھے اور یہی ہر امت
اور امامت کے عہدے کے لیے خاص کر دنیا میں پیدا کیے گئے تھے سوا ان سے
تبلیغ ہدایت محمدی جاری رکھنے کا کام بعد رسول خدا نے لیا اور تا قیامت
لیتا رہے گا۔

اور باقی صحابہ کی اطاعت حکومت خلافت طریقہ عبادت اور اسکے
احکام و اعمال فقط ان کی ذاتی رائے پر ہو کہ جنکی تقرری میں اور خلافت
کے ایک اصول پر باقی رہنے اور دیگر احکام اسلام اصول و فروعات کے
جاری کرنے میں بڑا اختلاف ہوتا آیا اور مذاہب کی ایجادات بہا ایجادات ہوتی
آئیں اور تا قیامت طرح کے اعتقادات ایجادات ہوتے رہینگے۔

(۹) جناب امیر کے القاب آداب جناب امیر کے القاب سوسے زیادہ
بے شمار ہیں انکے۔ امیر المومنین۔ امام المتقین مولی المومنین سید المسلمین سید الصادقین
سید المومنین سید العرب سید فی الدنیا والآخرہ۔ یعسوب الدین
والمومنین خاتم الوصیین خیر الوصیین امام الاولیا صدیق اکبر فاروق
اعظم۔ امام البررہ قاتل الفجرہ۔ صاحب الرایہ معلیم الحجہ۔ اسد اللہ حجۃ اللہ
سیف اللہ ولی اللہ صفوۃ اللہ۔ خلیفۃ الرسول۔ شیخ المہاجرین والانصار۔

قسیم الجنۃ والنار۔ وارث الرسول۔ وزیر رسول اللہ۔ خیر البشر۔ صالح المومنین
دابۃ الجنۃ ایلیا۔ قباب اہل الفتنہ۔ خلیل جیسے یعسوب الامہ

نوٹ: صرف جناب امیرؑ کے نام القاب خطابات سرکار خداوندی سے سوات زیادہ ہیں جو کہ مفصل طور سے سُنی و شیعہ کتب میں موجود ہیں اہلسنت کی مروجہ حال کی کتابوں میں ارجح المطالب مولفہ عبید اللہ امرتسری میں یا احسن الانتخاب مولفہ پیر محمد علی حیدر صاحب کاکوری کے صفحہ ۲۴ و ۲۵ میں ملاحظہ کر لیجیے یوں اکثر نام تو مسلمانوں کی زبان پر بھی جاری رہتے ہیں۔

القاب و خطاب سرکار عالیہ سے اُسی کو ملتے ہیں کہ جو اپنے تمام امتحانوں میں کامیاب ہو کر خود کو کسی حکومت کے لیے اہل ثابت کر چکا ہو ہر کس و ناکس کو خواہ مخواہ خطاب نہیں ملا کرتے۔

سرکار سے جس جس کو جو عہدے اور خطابات ملتے ہیں تو وہ کیا بیکار دیے جاتے ہیں کیا وہ اپنے عہدے پر تعینات ہو کر اپنے برابر والوں سے افضل اور اپنے ماتحتوں پر حکمرانی نہیں کیا کرتے۔

جبکہ دُنیا کے چھوٹے بڑے بادشاہوں کے عطا کیے ہوئے خطابات انکے عہدہ داروں کے لیے بیکار ثابت نہیں ہوتے بقدر اپنے خطابات کے حکمرانی کیا کرتے ہیں تو حضرت علیؑ کے جملہ خطابات عطیہ کردگار جن سے صحابہ کیا تمام دین و دنیا کی چیزوں کے حاکم سردار مالک مختار مقرر کیے گئے مسلمانوں کے نزدیک کیوں بیکار بے مصرف کر دیے گئے اگر کلمہ طیبہ

اولاد باقی ائمہ رسول اللہ کی اولاد کہی جانے اور امامت و خلافت اقوال رسول اور آیات سے بارہ اماموں میں منحصر ہونے انکے معصوم اور محبت خدا ثابت ہونے اور ہر ایک کا نام محمدؐ ہونے سے سب محمدؐ ہو کر ایک ذات وصفات کے اعتبارات سے متحد ہونے سے ہر ایک منصف مزاج پر علانیہ روشن ہو سکتا ہے کہ حق خلافت وحکومت کے لیے صرف اہلبیت ہی زیبا تھے اور یہی ہدایت و امامت کے عہدے کے لیے خاص کر دنیا میں پیدا کیے گئے تھے سوان سے تبلیغ ہدایت محمدی جاری رکھنے کا کام بعد رسول خدا نے لیا اور تا قیامت لیتا رہے گا۔

اور باقی صحابہ کی اطاعت حکومت خلافت طریقہ عبادت اور اسکے احکام و اعمال فقط ان کی ذاتی رائے پر تھی کہ جنکی تقرری میں اور خلافت کے ایک اصول پر باقی رہنے اور دیگر احکام اسلام اصول و فروعات کے جاری کرنے میں بڑا اختلاف ہوتا آیا اور مذاہب کی ایجادات بہ ایجادات ہوتی آئیں اور تا قیامت طرح طرح کے اعتقادات ایجادات ہوتے رہینگے۔

(۸) جناب امیر کے القاب و آداب | جناب امیر کے القاب سو سے زیادہ ہیں منجملہ انکے۔ امیرالمومنین۔ امام المتقین مولی المومنین سید المسلمین سید الصادقین سید المومنین سید العرب سید فی الدنیا والآخرہ۔ یعسوب الدین والمومنین خاتم الوصیین خیر الوصیین امام الاولیا صدیق اکبر فاروق اعظم۔ امام البررۃ قاتل الفجرۃ۔ صاحب الرایہ بطیم الحجہ۔ اسد اللہ حجۃ اللہ سیف اللہ ولی اللہ صفوۃ اللہ۔ خلیفۃ الرسول۔ شیخ المہاجرین والانصار۔

قسیم الجنۃ والنار۔ وارث الرسول۔ وزیر رسول اللہ خیر البشر صالح المؤمنین
دابۃ الجنۃ ایلیا۔ قباب اہل الفتنۃ۔ شبل عیسے یعسوب الامہ۔

نوٹ۔ صرف جناب امیرؑ کے نام القاب خطابات سرکار خداوندی سے
تین سو سے زیادہ ہیں جو کہ مفصل طور سے سُنی وشیعہ کتب میں موجود ہیں اہلسنت
کی مروجہ حال کی کتابوں میں ارجح المطالب مولفہ عبید اللہ امرتسری یا
احسن الانتخاب مولفہ پیر محمد علی حیدر صاحب کاکوڑی کے صفحہ ۲۴ و
۲۵ میں ملاحظہ کریں۔ یوں اکثر نام تو مسلمانوں کی زبان پر بھی جاری
رہتے ہیں۔

القاب و خطاب سرکار عالیہ سے اُسی کو ملتے ہیں کہ جو اپنے تمام امتحانوں
میں کامیاب ہو کر خود کو کسی حکومت کے لیے اہل ثابت کر چکا ہو ہر کس و
ناکس کو خواہ مخواہ خطاب نہیں ملا کرتے۔

سرکار سے جس جس کو جو عہدے اور خطابات ملتے ہیں تو وہ کیا بیکار
دیے جاتے ہیں کیا وہ اپنے عہدے پر تعینات ہو کر اپنے برابر والوں سے
افضل اور اپنے ماتحتوں پر حکمرانی نہیں کیا کرتے۔

جبکہ دُنیا کے چھوٹے بڑے بادشاہوں کے عطا کیے ہوئے خطابات انکے
عہدہ داروں کے لیے بیکار ثابت نہیں ہوتے بقدر اپنے خطابات کے
حکمرانی کیا کرتے ہیں تو حضرت علیؑ کے جملہ خطابات عطیہ کردگار جن سے
وہ صاحبہ کیا تمام دین و دنیا کی چیزوں کے حاکم سردار مالک مختار مقرر کیے
گئے مسلمانوں کے نزدیک کیوں بیکار بے مصرف کر دیے گئے اگر کلمہ طیبہ

لا الہ کی نفی اور خدا کے جملہ صفات کاملہ - تمام دیوتاؤں کی حکومت اور
خداؤں کو باطل کرنے کے لیے ہیں یا کہ رسول اور دیگر انبیا کے مخصوص
صفات دُنیا کے خود ساختہ پیشواؤں کو باطل کرنے کے لیے مقرر کیے گئے
ہیں بیکار نہیں ہیں مسلمانوں کے نزدیک واجب الاطاعت ہیں تو پھر صحابہ
کو مخاطب کرکے رسول کا حضرت علی کو امیر المومنین امام المتقین مولی المومنین
سید المسلمین سید الصادقین یعسوب الدین یعسوب الامہ صاحب الرایہ
حجۃ اللہ - ولی اللہ سید العرب والعجم وارث رسول خلیفۃ الرسول -
وصی رسول - امام البررہ - قاتل الکفرہ - شیخ المہاجرین والانصار -
صدیق اکبر فاروق اعظم - سید فی الدنیا والآخرہ وغیرہ وغیرہ القاب
آداب عطا کرنا اور اہلبیت کی بابت طرح طرح سے فضائل ومناقب
اور اپنے ساتھ اتحاد وخصوصیت جتانا اپنی اطاعت کو انکی اطاعت
قرار دینا مسلمانوں کو بیکار نہ کر دینا چاہیے اور علیؑ کو فقط ان القابات
خطابات ہی سے بعد رسول بلا فصل خلیفۃ المسلمین واجب الاطاعت
ماننا چاہیے - یہی خطابات حضرت علیؑ کے خلیفہ بلا فصل امیر المومنین ہونے
کی ایسی زبردست مستحکم ڈگریاں ہیں کہ جنہوں نے اپنے مقابل اپنے اہلبیت
کے مقابل جملہ خلفا کے جملہ انکے معتقدین کے اعتقادات واعمال کو بیکار کرکے
انکی خلافتوں کو ناجائز کر دیا یوں لوگ اپنے اعتقاد کی ضد میں باطل باتوں
کو پوجتے رہیں اور علیؑ اور حسنؑ حسینؑ کے مقابل دیگر خلفا کو مانتے رہیں
تو وہ ہمیشہ خدا اور رسول کے باغی ہونگے انکی نجات ہرگز نہ ہوگی -

(۹) علی کے فضائل کا احاطہ ممکن نہیں

بہت سی کتابوں کے علاوہ مسند الفردوس دیلمی - کفایۃ المہمہ - ارجح المطالب از مولوی عبید اللہ امرتسری - اور احسن الانتخاب کے صفحہ ۴۴ میں مشہور روایت حضرت ابن عباس سے ہے۔

قال رسول اللہ لو کان البحر مدادا والاشجار اقلاما والانس کتابا والجن حسابا ما احصوا فضائلك یا ابا الحسن۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر تمام دریا سیاہی بن جائیں تمام درخت قلم بن جائیں تمام انسان لکھیں تمام جن حساب کریں تو اے ابوالحسن تیرے فضائل کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

نوٹ حضرت ابن عباس کی روایت سے رسول کا یہ ارشاد کہ اے علیؑ تیرے فضائل کا احاطہ مخلوقات کی طاقت سے باہر ہے مذکورہ کتب کے علاوہ بہت سی کتابوں میں صحیح ملے گا تو صحابہ کا کیا ذکر جنکے ایمان ہی کا پتہ دشوار ہے انبیا و ملائکہ سے افضل ثابت کر رہے ہیں۔ پھر جو شخص علیؑ کو رسولؐ کا خلیفہ بلا فصل تسلیم کرنے کے بجائے صحابہ کو افضل سمجھ کر خلیفہ رسول مانے گا اس کا حشر کہاں ہوگا۔

(۱۰) آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہونے پر سرداران عرب کے سامنے علیؑ کو کہا کہ تو میرا وصی وارث اور خلیفہ ہے۔

تاریخ طبری۔ مسند احمد بن حنبل۔ تفسیر معالم التنزیل

(۱۱) پارہ پچیس سورہ زخرف کی اکسٹھویں آیت وانہ لعلم للساعۃ۔ یعنی بلاشک وہ یعنی علیؑ یا ان کی اولاد میں امام مہدی کی ایک روشن دلیل ہیں۔

ابن مغازلی عالم فقیہ مذہب شافعی نے مناقب میں اپنے اسناد کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی اِنَّ عَلِیًّا لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ یعنی بلاشک علیؑ قیامت کی ایک روشن دلیل ہے۔ اور علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اور صباغ مکی نے فصول المہمہ میں اور علامہ سیوطی نے درمنثور میں روایت کی ہے کہ یہ آیت امام مہدی آخرالزماں کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۱۲) علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اور امام احمد حنبل نے آٹھ طرح سے بیان کیا ہے کہ ایک واقعہ کے سلسلے میں آپ نے علیؑ سے خطاب کر کے مجمع کے سامنے فرمایا کہ اے علیؑ تمہاری مثال عیسیٰ کی طرح ہے کہ جس طرح عیسیٰ کی دوستی میں انکو خدا کا بیٹا کہنے والے اور عیسیٰ سے عداوت کرنے والے دونوں گمراہ اور ہلاک ہوئے ایسے ہی تیری دوستی میں خدا کہنے والے اور تجھ سے عداوت رکھنے والے دونوں ہلاک ہیں۔

(۱۳) نساوان نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت کی حدیث ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلھا فی النار الا واحدۃ کہ میری امت میں تہتر فرقے ہونگے ان میں سے ایک جنتی باقی سب ناری ہے۔ اور جنتی وہ لوگ ہیں کہ جنکے بارے میں خدا نے

وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّۃٌ یَّھْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِہٖ یَعْدِلُوْنَ ۵ — اور ہماری مخلوقات میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جو دین حق کی ہدایت کرتے ہیں اور برحق فیصلہ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ میں اور میرے شیعہ ہیں (دیکھو اپنی کتاب علامہ ابن مردویہ میں)۔

عہد الست اور حضرت علیؑ کی ولایت

(۱۴) عالم الست سے علی فقط مسلمانوں کے نہیں تمام انبیاء و ملائکہ وغیرہ کل مخلوقات کے امیر اور حاکم ہو چکے

دیکھو کتاب فردوس الاخبار باب ۴۲ - (ردیمی میں) ہے کہ خدا نے عالم نے عالم الست یا عالم ارواح میں انبیاء ملائکہ اور تمام انسانوں کی روحوں سے اپنی وحدانیت رسول کی نبوت اور علیؑ کی امارت کا اقرار لیا عربی عبارت مع ترجمہ یہ ہے -

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم - لو یعلم الناس متی سُمّی علی امیر المومنین ما انکروا فضلہ - سُمّی امیر المومنین و آدم بین الروح والجسد قال عز و جل و اذا اخذ ربك من بنی آدم من ظہورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی فشھد ناہ وقال اللہ تعالیٰ انا ربکم و محمد نبیکم و علی امیرکم -

فرمایا رسول خداؐ نے اگر لوگ جانتے کہ علیؑ کا نام امیر المومنین کب رکھا گیا تو اسکی فضیلت سے انکار نہ کرتے - علی امیر المومنینؑ اسوقت سے کہلائے کہ جب آدم کا جسم و روح درست نہ ہوا تھا - جیسا کہ خدا عالم الست کے وقعہ میں و اذا اخذ ربك سے آخر آیہ غافلین تک (یعنی اے رسول تم یاد دلاؤ کہ) جب تمہارے پروردگار نے آدم کی اولاد سے یعنی انکی پیٹھوں سے باہر نکالکر انکی اولاد سے خود انکے مقابل میں اقرار کرا لیا تو اسوقت ان سے پوچھا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں - تو سب کے سب بولے ہاں سب انکے گواہ ہیں (یہ ہم نے اسلئے کہا کرا لیا تھا) کہ کہیں تم قیامت کے دن بول اٹھو کہ ہم تو اس سے بالکل بیخبر تھے (ترجمہ پورا ہوا)

آیت ۱۷۲) (پارہ نہم سورۂ اعراف رکوع ۲۲) تو خدا نے اس اجماع سے یہ تین قول
علانیہ ظاہر کر کے عہد و اقرار لے لیا۔

قال اللہ تعالیٰ الست بربکم و محمدٌ نبیکم و علی امیرکم قالوا
سب کہا سب نے
بلیٰ ۔ شہدنا
ہاں ہم اسکے گواہ ہیں

خدا نے اس اجماع سے کہا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں اور محمد تمہارے نبی نہیں اور علی ولی تمہارے امیر اور حاکم نہیں۔
سے اقرار کر لیا۔ اب دنیا میں اپنے اقراروں کی پیروی کریں
تو اسکا علاج کیا ہے۔

(۱۵) یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ؁

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ مراد اولی الامر سے اہلبیتؑ ہیں۔

(۱۶) انما ولیکم اللہ و الرسول والذین یقیمون الصلوۃ و یؤتون الزکوۃ وھم راکعون ؁

بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اسکا رسول ہے اور وہ جو کہ نماز کو قائم کرتا اور بحالت رکوع زکوٰۃ دیتا ہے وہ تمہارا ولی ہے

(۱۷) رب ھب لی حکماً والحقنی بالصالحین واجعل لی لسان صدق فی الآخرین ؁

اے پروردگار مجھکو علم و فہم عطا فرما۔ اور مجھکو نیکوں میں شامل کر اور آنے والی نسل میں میرا ذکر خیر قائم رکھ۔

یہ دعا حضرت ابراہیم نے مانگی تھی جسکے بابتہ علامہ ابن مردویہ نے روایت
کی ہے کہ لسان صدق سے مراد علیؑ ہیں کہ جب علیؑ کی ولایت حضرت ابراہیم
کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے یہ فرمایا اللھم اجعلہ فی ذریتی۔ خدایا
تو اسکو میری ذریت سے کر خدا نے یہ دعا قبول کی اور ابراہیم کی سچی زبان

علیؑ کی صورت میں ظاہر ہو کر مقبول ہو گئی۔

(۱۴) ووھبنا لھم من رحمتنا وجعلنا لھم لسان صدق علیا سورۂ مریم، رکوع ۳

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ۵

ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد صادقین سے علیؑ ہیں اور جعفر بن محمدؑ سے روایت ہے کہ مراد محمدؐ و علیؑ یا محمدؐ و آلہ ہیں۔

حلیۃ الاولیا از حافظ ابو نعیم، تفسیر ثعلبی، تذکرہ خواص الامہ ابن جوزی میں لکھا

(۱۵) علیؑ کی یہ جملہ باتیں کہ وہ مستحکم ہیں اور جملہ خلافتوں کو باطل نیست نابود کرنیوالی ہیں

جناب امیرؑ نے جبکہ عبدالرحمن بن عوف نے عثمان کے ہاتھ پر بیعت کی تو اس وقت حاضرین کو متوجہ کر کے ایک خطبہ پڑھا جس میں لوگوں کو اپنے فضائل کی احادیث کی جانب یاد دلائی کہ کوئی تم میں ایسا ہے کہ جسکے بارے میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا (۱) انت اخی فی الدنیا والاخرۃ۔ (۲) من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ (۳) انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (۴) پھر سورۂ برات لیجانے کا امین قرار دے کر یہ الفاظ بجز میرے اور کسی کے حق میں ارشاد فرمائے لا یؤدی عنی الا انا او رجل من اہلبیتی وعترتی۔ (۵) نیز تمام لڑائیوں میں حضرت نے میرے اوپر بھی کسی کو امیر کیا ہے۔ اور مجھ کو سب پر امیر بنایا ہے (۶) اور انا مدینۃ العلم وعلیؑ بابھا رسول نے میرے لیے ارشاد نہیں کیا (۷) پھر تم یہ نہیں جانتے کہ جب اکثر صحابی رسول کو دشمنوں کے خطرہ میں چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ گئے تو میں ثابت قدم رہا سب نے کہا سچ ہے۔

(۸) سب سے پہلے اسلام کون لایا (۹) اور نماز کس نے پہلے پڑھی (۱۰) کون
مجھ سے زیادہ آنحضرت کا قریب ہے۔ (از احسن الانتخاب کا کوری شریف)

نوٹ: ثلاث عشرہ کا سلسلہ یہ دس باتیں تمام صحابہ اور دنیا کے لوگوں
کے سامنے ایسی اٹل پہاڑ ہیں کہ کسی طاقت سے اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتیں
اور اول و آخر اپنے مقابل کل خود رو خود ساختہ یافتہ خلافتوں کو باطل کرنیوالی
ہیں۔ کاش کہ ہمارے برادران اسلام اگر معتقدین علیؑ کو ان باتوں کے مفصل دہرانے
سے بُرا کہتے ہیں تو خود علیؑ کے اس قول سے جسکو حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت
کرتے وقت فرما کر سب کو لاجواب کر دیا نیز اس سے قبل ہو ابو بکر کو بھی حاضرین کے اپنے انہیں
مذکورہ فضائل سے ابو بکر کی بیعت کرنے پر لاجواب کر کے بغیر بیعت ابو بکر کی
کیے وہاں سے اٹھ کھڑے ہونے سے تسلی و اطمینان حاصل کریں۔

سچ فرمایئے کہ جملہ احادیث جو کہ خود علیؑ نے مجمع کے سامنے دوہرائیں۔
مسلمانوں نے ان سب کو نہ مان کر حضرت علیؑ و فاطمہؑ کو حقیر و ذلیل نہیں
کیا بلکہ خود عمل نہ کر کے خدا اور رسول کی ذلت و توہین کے باعث ہوئے۔

(۱) علیؑ پر ملک مقرب پیغمبر مرسل کا یا بعضوں کو خدا کا گمان ہونا۔ اور صرف انکے معجز نما کمالات سے انکی خلافت و نیابت رسول پر راہب کا ایمان لانا

(ر) احسن الانتخاب کے صفحہ ۱۹۶ ایسے ہی از روضۃ الشہدا روضۃ الصفا و شواہد النبوۃ۔ اثنائے سفر میں جب لشکر پیاسا ہوا تو آپ نے ایک دیر کے راہب سے پانی کا پتہ پوچھا وہاں
آپ نے ایک جگہ کھودنے کا حکم دیا۔ تو پتھر نکلا جسکو کوئی اُٹھا نہ سکا پھر آپنے

دست حیدری سے اسکو اٹھا کر پھینکا سب نے پانی پیا اور بھر لیا پھر آپ نے خود اس
پتھر کو وہیں ڈھانک دیا اور بانٹنے سے منع کیا۔

یہ دیکھ کر راہب نے عرض کیا کہ آپ پیغمبر مرسل ہیں یا فرشتہ مقرب ہیں
آپ نے کہا نہیں میں پیغمبر مرسل محمد مصطفےٰ کا وصی اور ابن عم ہوں پھر فرمایا کہ
اسی طرح ایک مرتبہ حضرت کے زمانہ میں میرے لڑکپن میں قریش کے مجمع میں ایک
پتھر جبل ابو قبیس سے گرا کر مجھے حکم دیا کہ اٹھا کر پھینک دو۔ کفار نے مضحکہ اڑایا
کہ اس لڑکے سے کیا اٹھ سکے گا میں نے بحکم حضرت اسکو اٹھا کر پھینک دیا
اسی قوت سے میں نے اسے پھینکا۔ راہب کہنے لگا مجھے مسلمان کر لیجیے آپ نے
مسلمان ہونے کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ میں نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے
اور عالموں سے سنا ہے کہ یہاں اک چشمہ ہے جس کا پتھر بجز نبی مرسل یا اسکے
وصی کے بغیر دوسرا نہیں اٹھا سکتا۔ سو میں نے آپ کو یہ دیکھ کر یقین کیا کہ آپ
وصی ہیں۔ پھر وہ آپ کے ساتھ رہا اور جنگ صفین میں شہید ہوا جناب امیر
نے اسپر نماز پڑھی اور مقبرہ شہدا میں دفن کیا۔ اور دعا کرتے تھے کہ یہ میرا
دوست تھا۔

نوٹ۔ مسلمانوں کی نہایت افسوس اور کسقدر شرمناک بات ہے کہ اہلبیت کے
معجزوں سے غیر مسلم قومیں عیسائی اور راہب لوگ علیؑ کو پیغمبر یا فرشتہ سمجھیں اور علیؑ
کے قول اور عمل سے وصایت و نیابت رسولؐ کی تصدیق پر ایمان لے آئیں اور
مسلمان ان باتوں کو سن کر اپنے اعتقادی صحابہ کے مقابل سرسری کر کے ٹال دیں

اور فرماں سے برحق بات نہ حاصل کریں علیؑ کو وصی اور خلیفۂ رسول کہنے میں

انہیں یا کہ صحابہ کی عار سمجھیں۔

حسن الانتخاب صفحہ ۱۹ سطر ۳۵ حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسولؐ نے

علیؑ سے فرمایا کہ تم خلیفہ ہوگے اور تمہاری ڈاڑھی سر کے خون سے رنگین ہوگی

پھر فرمایا کہ میری امت کے لوگ میرے بعد ناخوشی کا کام کرینگے اور تمہارے

زمانہ میں اختلاف ہوگا تو اپنے بچاؤ کی کوشش کرنا (مشکوٰۃ)

جنگ صفین میں اہل شام نے قرآن جب بلند کرکے صلح چاہی تو علیؑ نے

فرمایا کہ یہ قرآن صامت ہے میں قرآن ناطق ہوں۔

پھر رسولؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو گروہ حکم مقرر ہو کر آپس میں گمراہ ہوئے

اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا ایسے ہی میری اُمت میں اختلاف ہوکر دو حکم مقرر

ہوں گے اور خود گمراہ ہوکر لوگوں کو بھی گمراہ کرینگے۔

پھر علیؑ نے فرمایا کہ حضرت نے مجھے قاسطین (صفین والوں) سے

ناکثین (جمل والوں) سے مارقین خوارج سے لڑنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ

میرے بعد اے علیؑ تم سے میری اُمت جدا ہو جائے گی اور تم میرے طریقہ پر

جنگ کروگے جو تم کو دوست رکھے گا وہ مجھے دوست رکھے گا اور جو تمہیں دشمن

سمجھے گا وہ مجھے دشمن رکھے گا۔ اور تم میرے بعد بڑی سختی اور مصیبت میں

پڑوگے۔ علیؑ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ میرا دین سلامت رہے گا آنحضرت نے

فرمایا کہ ہاں تیرا دین سلامت رہے گا۔

چنانچہ جناب امیرؑ سختیاں برابر اٹھاتے رہے اور آپ کے زمانہ خلافت

میں تو کوئی حد نہ رہی۔ صفحہ ۱۹۷ احسن الانتخاب صفحہ ۲۶۹ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ اپنے فعل علیؑ سے جنگ کرنے پر عمر بھر افسوس کرتی رہیں کہ کاش کہ میں بیس برس پہلے مر جاتی۔ اور مجھے حضرت کے قریب دفن نہ کرنا جنت البقیع میں دیگر ازواج کے ساتھ دفن کرنا بات رک میں اتنا اور ہے کہ میں نے آنحضرت کے بعد اک جرم کیا ہے اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب آپ آیہ وقرن فی بیوتکن پڑھتیں تو اسقدر روتیں کہ آنچل تر ہو جاتا۔

لہ فردوس دیلمی ۱۲
۲ے دراثی ۱۲
۳ے دراثی ۱۲
۴ے کنز العمال

دیگر احادیث ہائے مناقب جلیلہ و مآثر جمیلہ حضرت علیؑ از کتب اہلسنت والجماعت

(۱) قال رسول اللہ صلعم انا خاتم الانبیاء وانت خاتم الاوصیاء

(۲) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللھم اکرم من اکرم علیا

(۳) قال رسول اللہ صلعم اللھم انصر من نصر علیا واخذل من خذل علیا وعاد من عادی علیا

(۱) رسول نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیا اور تو اے علیؑ خاتم الاوصیا ہے۔

(۲) فرمایا کہ اے خدا تو بھی اُسکا اکرام کر جو علیؑ کا اکرام کرے پس علیؑ اور دیگر ائمہ کو خلافت سے محروم و معطل کرکے محکوم اور خوار کرنے والے اور خود کو حاکم کرنے والے خدا اور رسول کے نزدیک عزت دار نہ ہوں گے۔

(۳) فرمایا اے خدا تو اسکی مدد کر جو علیؑ کی مدد کرے اور اسکو چھوڑ دے جو کہ علیؑ کو چھوڑ دے۔ پس کمو غدیر خم پر اقرار خلافت اور بیعت علیؑ کر کے پھر بعد رسول بیعت کو توڑ کے علیؑ کو چھوڑ کر خود کو خلیفہ اور حاکم بنانے والوں کو خدا و رسول نے چھوڑ دیا اور بیچارے کو مع معتقدین دشمن کر دیا۔
اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو

(۴) عن ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلعم حُبّ علی عبادۃ

(۴) حضرت عائشہ نے روایت کی کہ رسول نے فرمایا کہ علیؑ کی دوستی عبادت ہے تو علیؑ سے لڑنے والے ... حکومت کرنے والے دشمنان خدا ہیں کہ نہیں۔

(۵) قال ابن عباس رضی اللہ عنہما حب علی ابن ابی طالب یاکل الذنوب کما تاکل النار الحطب ولو اجتمع الناس علی حب لما خلق اللہ جہنم۔

(۵) حضرت ابن عباس نے رسول سے روایت کی کہ علیؑ کی محبت گناہوں کو مومنین کے اس طرح کھا لیتی ہے جیسے آگ لکڑی کو جلا کر کھا جاتی ہے اور اگر تمام لوگ علیؑ کی محبت پر اتفاق کر لیتے تو خدا جہنم کو پیدا نہ کرتا۔

(۶) قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم اذا اجتمع الناس علی حُبّ علی ابن ابی طالب ما خلق اللہ النار

(۶) حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جبکہ لوگ علیؑ کی محبت پر متفق ہو جاتے تو خدا جہنم کو پیدا نہ کرتا۔

(۷) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سید العرب علیؑ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ سید العرب ہے۔

(۸) قال رسول اللہ صلعم لعلی سلام اللہ علیک یا ابا الریحانتین

( ) رسول اللہ نے علیؑ سے کہا کہ سلام ہو تجھ پر اے دو پھولوں کے باپ۔

قال رسول اللہ صلعم یا علی انت عبقری جہنم

( ) اے علیؑ تو اس امت میں سب سے زیادہ نورانی ہے۔

(۹) قال رسول اللہ صلعم صاحب سری علی ابن ابی طالب

( ) رسول نے فرمایا کہ میرے بھیدوں کا جاننے والا علیؑ ہے۔

(١٠) قال رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم انا وعلی حجة الله علی عبادہ

( ) رسولؐ نے فرمایا کہ میں اور علیؑ حجت خدا کی ہیں زمین پر

(١١) عن ابی سعید رضی اللہ عنہ ان النبی صلعم قال الحق معہ ذی الحق یعنی علیاً

( ) ابی سعید نے روایت کی رسولؐ نے فرمایا کہ حق اپنے صاحب حق کے پاس ہو یعنی علیؑ کے۔ تو علیؑ کے خلاف حق کے یعنی خدا و رسول کے مخالف ہوے۔

(١٢) وقال رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم انا المنذر وعلی الھادی

( ) رسولؐ نے فرمایا کہ میں لوگوں کو ڈرانے والا ہوں اور علیؑ ان کو ہدایت کرنے والا ہے۔

(١٣) علی منی بمنزلة الراس والجسد

( ) رسولؐ نے فرمایا کہ علیؑ کی منزلت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی سر کو جسم سے ہوتی ہے۔

(١٤) خصائص میں امام نسائی نے اور استیعاب میں عبد اللہ ابن البر نے عباد بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ

انا عبد الله واخو رسول الله انا الصدیق الاکبر لا یقول ذلك بعدی الا کاذب

میں بندۂ خدا اور رسول اللہ کا بھائی ہوں میں (ہی) صدیق اکبر ہوں اس لقب کو میرے بعد کوئی نہیں کہے گا مگر وہ جو کاذب ہوگا۔

(١٥) روایت ہے کہ جناب امیر رسول اللہؐ کے بھائی ہیں اور داماد ہیں اور علماے ربانیین میں سے ایک ہیں۔ اور ایک وہ ہیں کہ جنھوں نے قرآن جمع کرکے رسول اللہ کے سامنے پیش کیا تھا۔

(از ابن عساکر و تاریخ الخلفا و نور الابصار وغیرہ)

(١٦) قال رسول الله صلعم لکل نبی وصی

( ) رسولؐ نے فرمایا ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے

فردوس دیلمی و کنز العمال و خطیب بغدادی
ابو یعلی
مسند دیلمی و احمد حنبل
ابن مردویہ و تفسیر ابن جریر و تاریخ ابن عساکر و حاکم فی مستدرک و کنز العمال و ابن ابی حاکم

وعارثی وعلیٌ وصیّی ووارثی۔
(کنز العمال جلد ششم)

(۳) قال رسول اللہ صلعم ھذا علیٌ لحمہٗ لحمی ودمہٗ دمی

(۴) عن فاطمہ علیہا السلام قالت قال رسول اللہ من کنتُ ولیّہٗ فعلیٌ ولیّہٗ ومن کنتُ امامہٗ فعلیٌ امامہٗ

اور میرا وصی و وارث علی ہے کیا نبی کے...
علی کو خلیفہ اول کہنے میں مسلمانوں کو کوئی...
(۳) مسلمانو دیکھو یہ علی ہے اسکا گوشت میرا
گوشت اس کا خون میرا خون ہے۔
(۴) جناب فاطمہ صدیقہ سے روایت ہے کہ...
نے فرمایا کہ جسکا میں والی ہوں اسکا علی والی
ہے اور جس کا میں امام و پیشوا ہوں پس
علی ہی اسکا امام ہے۔

پس مسلمان اگر محمد کو اپنا پیشوا و ولی جانکر ان پر ایمان لائے تھے تو یہ حدیث...
علی ہے کو جو اپنا امام اور والی خلیفہ اول نہ مانے گا وہ قول رسول کی تو ہین...
کریگا پھر خدا اور رسول پر ایمان لانا کب درست ہو گا۔

(۵) وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم لام سلمہ رضی اللہ عنہا یا ام سلمہ علیٌ منی وانا من علیٍ لحمہٗ من لحمی ودمہٗ من دمی وھو منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ یا ام سلمہ واسمعی واشہدی ھذا علیٌ سیّد المسلمین ○
اور لفظ انت خلیفتی بھی آیا۔

(۵) حضرت ابن عباس سے روایت ہے
کہ رسول اللہ نے حضرت ام سلمٰی سے فرمایا کہ
ام سلمٰی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے
ہوں اسکا گوشت میرا گوشت اسکا خون میرا
خون ہے اور بمنزلہ ہارون کے ہے...
ہے۔ اور اے ام سلمٰی سن اور میری گواہ رہ
کہ یہ علی سید المسلمین ہے۔

(فرخومی کلام رود خانہ اصلی)

قال رسول الله صلعم لعلیؓ مرحبا
بسید المسلمین و امام المتقین

و قال رسول الله صلعم مثل علیؓ فی
الناس مثل قل هو الله الاحد
فی القرآن۔

عن ابی هریرة و جابر ابن عبد
الله قال قال رسول الله صلعم
علی ابن ابی طالب صاحب حوضی
یوم القیامة

در خبر آمده است که ساقی حوض کوثر علی
مرتضی بود رضی الله عنه و امروز هر که سیراب
محبت و تشنہ لقائے او نیست مشکل که از آن
حوض آب خورد۔ (تکمیل الایمان محدث دہلوی)

(۱) حلیۃ الاولیاء میں حافظ ابو نعیم علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں
کہ رسولؐ نے علیؑ سے کہا کہ اے علی مرحبا شاباش
کہ تو تمام مسلمانوں کا سردار اور تمام متقیوں کا امام ہے

(۲) رسول اللہ نے یہی ارشاد فرمایا کہ علیؑ کی مثال
لوگوں میں ایسی ہے کہ جیسے قرآن میں سورہ قل
ہو اللہ ہے (زینۃ المجالس)

(۳) ابوہریرہ اور جابر ابن عبد اللہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ
قیامت کے روز میرے حوض کوثر کا صاحب
اور مالک علیؑ ابن ابی طالب ہوگا۔

(۴) اسیطرح تکمیل الایمان میں محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ
ساقی کوثر علیؑ ابن ابیطالب ہونگے اور جو شخص دنیا میں
انکی محبت اطاعت پر ایمان نہ رکھیگا تو آب کوثر
سے سیراب ہونا مشکل ہوگا۔

نوٹ: علیؑ سے محبت اُسی مسلمان کی صحیح قابل نجات ثابت ہوگی جو کہ علیؑ اور
حسنؑ و حسینؑ کو بعد رسولؐ حاکم سردارات خلیفۃ المسلمین اور فاطمہ کو انکے حق
فدک پر حقدار مانے اور جو نہ مانے تو ایسے کلمہ گو مسلمان دشمنان اہلبیت ثابت
ہوتے ہیں اور ان کے فضائل کو بیکار و معطل کر کے خود کو بقول ملا جامی آب کوثر
سے محروم کرتے ہیں۔

آسمان کے مقابل علیؑ کے ایمان کی استقامت گراں قدری دکھائی کہ زمین آسمان
کی چیزوں کا وزن خدا اور رسول کے نزدیک سبک ثابت ہو گیا لیکن صحابہ خود کو
اور معتقدین اپنے صحابہ کو جبکہ تخت فضیلت دنیاوی پہ بیٹھ گئے تب وہ علیؑ کے
بھاری ایمان کے مقابل بجز ایمان نہ معلوم کس منطق سے خود کو خلافت
حاصل کرنے کی خاطر اسے گراں تر سمجھنے لگے کہ انکے مقابل کائنات کی کسی
صورت سے افضل نہ ہو سکے۔ اور علیؑ کے کل ایمان کے مقابل میں صحابہ کی
کمائی قسطاط ایسی بڑھتی چڑھتی [illegible] گئیں کہ اب علیؑ کے ایمان کے ساتھ
رسولؐ کے ایمان میں اب پہلی سی گرانی باقی نہ رہی اور علیؑ کے ساتھ رسولؐ
سے بھی صحابہ کو افضل بتا رہی ہے۔

(نزہۃ المجالس)

(۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
عن النبی صلعم قال ما مررت
بسماء الا واہلہا مشتاقون الی علی
ابن ابی طالب

(ترجمہ) ابن عباس نے بیان کیا کہ مجھ سے رسولؐ
نے فرمایا کہ میں نے شب معراج ساتوں کے
رہنے والوں کو علیؑ کی زیارت کا مشتاق پایا

(نزہۃ المجالس)

(۶) عن علی رضی اللہ عنہ قال کانت لی
منزلۃ من رسول اللہ صلعم
لم تکن لاحد من الخلائق

(ترجمہ) خصائص امام نسائی اور مسند احمد بن حنبل
میں ہے کہ علیؑ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ سے ایسا
قرب و منزلت تھی کہ دنیا میں کسی کو حاصل نہ تھی

(امام نسائی و مسند احمد حنبل)

حضرت علیؑ کا یہ قول واقعا جبکہ صحیح ہے اور صحابہ بھی واقف تھے تو پھر کس طمع
سے ان میں کس فضیلت کو علیؑ سے بڑھا کر تخت خلافت پر بٹھا دیا۔

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یقضی دینی الا علی۔

(۲) قال انس قال قال رسول اللہ صلعم لعلی توتی یوم القیامۃ بناقۃ من نوق الجنۃ فترکبھا وترکبتک معی رکبتی حتی ندخل الجنۃ جمیعا۔

(۳) قال رسول اللہ صلعم حق علی علی ھذہ الامۃ کحق الوالد علی الولد۔

( ) رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے قرض یا امانت کو سوائے علی کے کوئی نہیں ادا کر سکتا۔
(مسند احمد حنبل)

( ) انس ابن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا نے علی سے کہا کہ بروز قیامت جنت سے ایک ناقہ لایا جائے گا جس پر تو سوار ہوگا اور تیری سواری میری سواری کے ساتھ ساتھ برابر ہوگی یہاں تک کہ ہم دونوں جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (احمد بن حنبل)

( ) پھر رسول نے فرمایا کہ علی کا حق تمام امت محمدی پر ایسا ہے کہ جیسا باپ کا حق بیٹوں پر ہوتا ہے۔

(۴) منقول ہے کہ جب حضرت علی گھر سے باہر نکلتے تو جو شخص ان کے چہرہ پر نظر کرتا تو بیساختہ یہ کلمہ زبان پر جاری کرتا۔
لا الہ الا اللہ ما اشرف ھذا الفتی لا الہ الا اللہ ما اکرم ھذا الفتی لا الہ الا اللہ ما اشجع ھذا الفتی۔ (اللہ حسن دہ تکابب)

(۵) آپ گہوارہ میں تھے پہاڑ پر سے سانپ قریب آیا اُس نے حملہ کرنا چاہا آپ نے اُسکے کلے پکڑ کر چیر ڈالا۔ ہاتف غیبی سے سُنا کہ یہ حیدر اژدہا کو چیرنے والا ہے اپنے دشمن کیطرف لپکا اور قتل کیا۔ (مرتبۃ المجالس بحوالہ ابن جوزی)

(۱) قال رسول الله صلعم ضربۃ علی
یوم الخندق افضل من عبادۃ
الثقلین الی یوم القیامۃ

(۲) قال رسول الله صلعم لعلی ان
الله یغضب لغضبک و یرضی
لرضاک

(۳) عن مطلب بن عبد الله عن
ابیہ قال قال رسول الله صلعم
فی خطبتہ اوصیکم
بحب ذی القربی اقربھا
اخی وابن عمی علی ابن
ابی طالب فانہ لا یحبہ
الا مومن ولا یبغضہ الا
منافق فمن احبہ
فقد احبنی ومن
ابغضہ فقد ابغضنی ومن
احبنی ادخلہ الله الجنۃ ومن
ابغضنی ادخلہ الله النار

(۱) خدا اور رسول کے نزدیک علیؑ کی ایک ضربت
بروز جنگ خندق عمرا بن عبدود کے سر پر
تمام جن و انسان کی تا قیامت عبادت سے
زیادہ افضل و بہتر ہے اور تا قیامت رہے۔

(۲) مسند احمد حنبل میں ہے کہ رسولؐ نے علیؑ سے
فرمایا کہ خدا غضبناک ہوتا ہے جس پر تو
غضبناک ہوتا ہے اور تیری رضی پر راضی ہوتا

(۳) مطلب بن عبد اللہ نے اپنے باپ سے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ نے ایک خطبہ میں کہ
میں وصیت کرتا ہوں تم کو میرے قرابتداروں کی
محبت کرنے کی جس میں زیادہ قریب علیؑ ابن
ابیطالب ہیں کہ جن کو سوائے مومن کے
دوسرا دوست نہیں رکھتا اور سوائے منافق
کے اور کوئی بغض و عداوت نہیں رکھتا جس نے
اُسکو غضبناک کیا اُسنے مجھے غضبناک کیا اور
جسنے اُسے دوست رکھا اُسنے مجھے دوست
رکھا تو اُسکو خدا جنت میں داخل کرے گا
اور جس نے مجھے بوجہ علیؑ غضبناک کیا اُسکو
خدا جہنم میں ڈالے گا۔ (مسند احمد حنبل)

[illegible]

( ) عن زید ابن ارقم قال سمعت
رسول اللہ صلعم یقول من احب ان
یتمسک بالقضیب الاحمر الذی غرسہ
اللہ بیمینہ فی جنۃ عدن فلیتمسک
بحب علی ابن ابی طالب
( ) قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لابی بُردہ ان ربّ العالمین
عھد الیّ عھداً فی علی ابن
ابی طالب رضی اللہ عنہ انّہ رایۃ
الھدی ومنارۃ الایمان وامام
الاولین والآخرین ونور جمیع
من اطاعنی یا ابا بردہ علی ابن
ابیطالب امینی غداً فی القیامۃ
وصاحب رایتی فی القیامۃ علی
ابن ابی طالب معہ مفاتیح خزائن
رحمۃ ربی
( ) عن مجاھد قال قیل لابن
عباس ما تقول فی شان علی
ابن ابیطالب فقال واللہ ھو

( ) زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ کہا سنا میں نے رسول اللہ
کو فرماتے تھے کہ جو شخص تمسک کرے سرخ شاخ سے
جسکو خدا نے جنت میں لگایا ہے پس اُسے علی ؑ
ابن ابی طالب سے تمسک کرنا چاہیے۔

( ) زینۃ المجالس میں ہے کہ نبی نے ابی بردہ
سے کہا کہ خدا نے مجھ سے علی کے باب
میں عہد و اقرار لیا ہے کہ وہ ہدایت کا
نشان و علم ہے اور ایمان کا روشن
منار ہے۔ اول و آخر کے تمام مخلوق انسانی
کا امام ہے اور میری مطیع اور مقلدین
کا نور ہے۔ اور علی ؑ بروز قیامت
میرا امین ہوگا اور میرے علم لوائے
حمد کا حامل ہوگا اور علی ؑ کے ساتھ رحمت
خدا کی کنجیاں ہوں گی۔

( ) ینابیع المودۃ۔ اخطب خوارزم میں مجاہد سے
روایت ہے کہ کسی نے حضرت ابن عباس سے
پوچھا کہ تم علی ابن ابیطالب کے بابت کیا کہتے ہو
پس انہوں نے کہا کہ وہ رسول کی

۳۰ امام احمد بن حنبل ۳۱ زینۃ المجالس ۳۲ ینابیع المودۃ ۳۳ خطیب خوارزم المستدرک ۱۲۵

احب الثقلین سبق بالشہادتین
وصلی القبلتین وبایع البیعتین
وھو ابو السبطین الحسن و
الحسین وھو مولای
ومولی الثقلین ومثلہ فی
الامۃ مثل ذی القرنین
وردت علیہ الشمس
مرتین ۝

(۲)
ملا جامی علیہ الرحمہ نے معجزہ شق القمر
و معجزہ رد الشمس کے متعلق جناب
رسول علیہ السلام و حضرت علی مرتضیٰ ؑ
کی شان میں کیا خوب کہا ہے ۔ ؎
اے افسر سروراں و اے افسر سر
فرماں بر ہر یک ز شما شمس و قمر
از ہر یکے دو پارہ گردید یکے
وز مہر دگر دو بارہ گردید دگر

وہ دونوں کہ بزرگ سے قرآن و اہلبیت میں
سے ایک ہیں کہ جس نے کلمۂ شہادتین ادا
کرنے میں سبقت کی اور نماز دونوں قبلوں
کی طرف پڑھی اور حسن و حسین جیسے سبطین
کے باپ ہیں اور وہ میرے مولا ہیں اور ثقلین
یعنی جن و انس کے مولا ہیں اور امت میں
انکی مثال ذوالقرنین کی ہے اور وہ ہیں کہ
جنکے نماز ادا کرنے کی خاطر بعد غروب ہو جانے
کے سورج دو مرتبہ مغرب سے پلٹا۔

جس واقعہ کو ملا جامی علیہ الرحمہ نے کس خوبی
کے ساتھ نظم کرکے دونوں بھائیوں کے
معجزہ شق القمر کو اور معجزہ رد شمس کو
اپنی رباعی میں ثابت کیا ہے ۔ ؎
اے تمام دین و دنیا کے سرتاجوں کے افسر اور سرتاج
تم ہر ایک کا قمر اور شمس دونوں تمہارے
فرمانبردار ہیں ایک کے لیے دو ٹکڑے ہو کر چاند علیحدہ
اور دوسرے بھائی کیلئے دو دفعہ سورج لوٹا۔

احادیث رسول بکثرت شیعوں کے نجات پر فائز ہونے اور رسول کے شجرہ طیبہ
کے پتے قرار دینے کے باب میں کتب اہلسنت سے ملیں گی چند حدیثیں کتب اہلسنت سے یہاں بھی لکھی جاتی ہیں

قال رسول اللہ صلعم یا علی انت وشیعتک تردون علی الحوض رواء ؕ

(۲۹) ہیں ارشاد ہوتا ہے قال رسول اللہ شیعۃ علی ھم الفائزون یوم القیامۃ ؕ

(۳۰) قال رسول اللہ یا علی ان اللہ غفر لک ولذریتک (از کتاب دیلمی)

(۳۱) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی خلقت انا وانت من شجرۃ انا اصلہا وانت فرعہا والحسن والحسین اغصانہا فمن تعلق بغصن من اغصانہا دخل الجنۃ (نزہۃ المجالس)

(۳۲) عن ابن عباس عن النبی انا شجرۃ وفاطمۃ حملہا وعلی لقاحہا والحسن والحسین ثمارہا ومحبونا اھل البیت ورقہا وکلنا فی الجنۃ حقا حقا۔

(نزہۃ المجالس)

(۳۳) قال رسول اثبتکم علی الصراط اشدکم حبا لاھل بیتی

فرمایا رسول پاک نے اے علیؑ تو اور تیرے شیعہ حوض کوثر پر وارد ہونگے۔ سیراب ہونگے (از کنوز الحقائق)

فرمایا رسول نے کہ علیؑ کے شیعہ بروز قیامت جنت پہ فائز ہونگے۔ (از کتاب فردوس دیلمی)

فرمایا رسول نے اے علی تجھکو اور تیری ذریت کو بالتحقیق خدا نے بخشدیا ہے (از فردوس الاخبار دیلمی)

رسول نے فرمایا اے علیؑ میں اور تم دونوں ایک درخت سے پیدا کیے گئے ہیں کہ جسکی جڑ میں ہوں اور تم موٹی شاخ ہو اور حسنؑ و حسینؑ اسکی شاخیں ہیں پس جو انہیں سے ایک شاخ کو پکڑ لیگا یعنی اسکی اطاعت کریگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فرمایا رسول مقبول نے کہ میں درخت ہوں فاطمہؑ اسکا حمل ہے اور علیؑ اسکا باعث حمل ہے اور حسنؑ و حسینؑ اسکے پھل ہیں اور ہم اہلبیت کے محب اسکے پتے ہیں اور ہم سب بلا شک جنت میں ہوں گے۔

رسول نے فرمایا کہ تم میں پل صراط پر سب سے زیادہ ثابت قدم رہنے والا وہ ہوگا کہ جو میرے اہلبیت کی محبت میں زیادہ سخت ہوگا۔ (کنوز الحقائق۔ وسناوی بحوالہ طبرانی)۔

(۴۲) قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ شَفَاعَتِیْ لِاُمَّتِیْ مَنْ اَحَبَّ اَھْلَ بَیْتِیْ (خطیب بغدادی)

فرمایا رسول نے میری شفاعت میری امت میں اس کے لیے ہوگی کہ جو میرے اہلبیت کو زیادہ دوست رکھے

(۴۳) عن ابی ھریرۃ اَنَّ الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال خیرکم خیرکم لاھلی من بعدی (حاکم)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تم میں وہ شخص بہتر ہے کہ جو میرے بعد میرے اہلبیت کے حق میں بہتر ہو

نوٹ عربی فارسی لغات میں دیکھو کہ شیعہ کے معنی تابعدار پیرو فرمانبردار دوست کے ہیں خدا نے کلام پاک میں جناب ابراہیم جیسے خلیل اللہ کے لئے لفظ شیعہ کو پسند کیا ہے۔ پھر دوسری آیت میں لفظ شیعہ بمعنے دوست کے مقابل لفظ عدو بمعنی دشمن استعمال کیا ہے۔

رسول نے بحکم خدا ایک صورت سے نہیں مختلف الفاظ سے شیعوں کے فائز جنت ہونے نیز آپ کی شفاعت کی ذمہ داری لینے پل صراط پر تیزی سے گزرنے اور اپنے شجرۂ طیبہ علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ کی شاخوں اور پھلوں کی شیعہ جیسے پتوں سے سرسبز کرنے کی بہت سی مدحیں بیان کیں اور وہ سب قدرت کی طاقت سے ان لوگوں کے قلم سے ان کی کتابوں میں رجسٹری کرا دیں کہ جو علی کو خلیفہ بلافصل نہیں مانتے تھے۔ باقی اماموں کو خلیفہ رسول نہیں سمجھتے تھے۔

مذکورہ احادیث کے بابت دیگر علمائے قدیم و محدثین اہلسنت نے کچھ زیادہ پرواہ نہ کرکے اپنا منشا جدا ظاہر نہیں کیا لیکن مولانا شاہ عبد العزیز مرحوم دہلوی کو ایک لطیفہ کی بات بہت سوجھی لیکن نہ سمجھے کہ یہ بات بجائے مدح کے قابل مضحکہ اور شیعوں کی تقویت کا باعث ہو جائے گی آپ اپنی کتاب تحفہ میں تحفہ ارشاد

فرماتے ہیں جو قرآن میں لفظ شیعہ آیا جبکہ رسول نے شیعوں کے فضائل بیان کئے اور داخل جنت

حقیقت سادات

حصہ دوم در معرفت اہلبیت علیہم السلام

مسلمانو! چونکہ تمہارا اعتقاد رسول پاک پر ہے تو اپنے رسول کی اولاد کی مختصر طور سے معرفت حاصل کرو تو نجات دارین پاؤ۔

(۱) رسول و اہلبیت کی نورانی خلقت — خود ہی رسول ارشاد فرماتے ہیں:-

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُورِی — خدا نے پیدائش دُنیا سے ہزاروں برس پہلے میرا نور پیدا کیا۔

پھر ارشاد فرماتے ہیں:-

(۲) اَنَا وَ عَلِیٌّ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ — میں اور علیؑ دونوں ایک نور سے ہیں

اہلسنت کی کتابوں سے ثبوت — ینابیع المودۃ - مودۃ القربیٰ - کفایت الطالب از عبداللہ گنجی شافعی - کتاب بحر الانساب از سید محمد بن جعفر مکی - فرائد السمطین - ہدایۃ السعداء از شہاب الدین - ریاض الفضائل از شیخ محمد واعظ ہروی - خصائص العلویہ - کتاب زین الفتیٰ - کتاب الاربعین از جمال الدین بن عطاء اللہ نیشاپوری وغیرہ بہت سی معتبر کتب اہلسنت میں اور کتب شیعہ میں محمدؐ و علیؑ کے ایک نور ہونے کے علاوہ فاطمہ حسنؑ و حسینؑ کے پانچوں انوار مقدسہ کی خلقت عبادت کو کئی ہزار برس پہلے دکھایا ہے۔

شیعہ کتب کے نام — بحار الانوار - عبقات الانوار - کافی - کتاب الامالی والمجالس۔

کتاب الخصال از شیخ صدوق ۔ غایۃ المرام وغیرہ ۔

(۳) رسول کا علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ سے کمال اتحاد

(۱) مشکوٰۃ شریف باب مناقب علیؑ فصل اوّل ۔ رسولؐ نے فرمایا اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ۔

صواعق محرقہ میں احمد حنبل نے ترمذی نے امام نسائی نے ابن ماجہ نے حبشی ابن جنادہ نے ، روایت کی کہ فرمایا رسول خدا نے ۔ یا علی اَنْتَ مِنِّی وَ اَنَا مِنْکَ ۔ (۲) عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَلَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ یَا عَلِیُّ لَحْمُکَ لَحْمِیْ وَدَمُکَ دَمِیْ حَرْبُکَ حَرْبِیْ وَ سِلْمُکَ سِلْمِیْ ۔ فرمایا کہ تمام آدمی بشمول انبیاء شامل ہیں مختلف درختوں سے ہیں اور میں اور علیؑ ایک درخت سے ہیں یا کہ دونوں ایک طینت ابراہیمی سے ہیں اَلْفَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اٰذَاھَا فَقَدْ اٰذَانِیْ اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ ۔

نوٹ: جبکہ علیؑ کا فاطمہؑ کا حسنؑ و حسینؑ کا رسولؐ کے ساتھ خود بارشادِ رسول اتحاد ثابت ہے تو ان سے لڑائی ان سے بیزاری ان کی اذیت اور دولت چھینے رسولؐ کی توہین اور خدا سے جنگ و عداوت و بغاوت یکساں ثابت ہوگی کہ جو فاطمہؑ کا فدک چھین لے ۔ اور علیؑ کو حسنؑ کو حسینؑ کو باقی تو اماموں کو خلافت سے محروم کرکے خود کو خلیفۃ المسلمین کہلوائے اور اگر فاطمہؑ کو کسی صحابی سے اذیت پہنچنے والی نہ ہوتی سارے قدر دان ہوتے تو رسول کا یہ قول بیکار ثابت ہوگا کہ جو فاطمہؑ کو ستاوے وہ مجھے یا خدا کو ستاوے گا ۔ غیر تو ترس کھاتے ہیں پاس رہنے والے لوگ ہی ستاتے ہیں فدک کی بڑی جائداد کے محروم ہونے سے بعد عمر و ابوبکر کے حضرت فاطمہؑ

صدیقہ کو جھٹلانے سے جو اذیت پہونچی ہے وہ کتابوں میں موجود ہے اگر اس سے
اذیت نہیں ہوئی تو علیؑ کو خلافت سے محروم معطل کیے جانے اور غیر دینگے خود کو
خلیفہ رسول کہنے پر شوہر کی ہتک سے فاطمہؑ پاک خدا اور رسولؐ ضرور خوش ہو گئے ہونگے

(۳) قرآن اور حق علیؑ کے ساتھ ہیں | سوانح عمری کے صفحہ ۳۶ میں رسول اللہ سے

حضرت عائشہ وغیرہ نے روایت کی الحق مع علی و علی مع الحق
علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے علیؑ جدھر رُخ کرے
کتاب اوسط میں طبرانی نے حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول نے
علی مع القرآن والقرآن مع علی - قرآن علیؑ کے ساتھ اور علیؑ قرآن کے ساتھ
لا یفترقان حتی یردا علی الحوض -

نوٹ | یا اور رسول پاک کا یہ قول کہ علیؑ حق اور قرآن کے ساتھ ہے سچا ہے تو
اسکے مقابل صحابہ کے بابت جملہ اقوال رسول کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے
ہیں جدھر وہ ہدایت کریں اُدھر تم ہدایت پاؤگے جھوٹے ہوں گے دونوں کی
راہ کا صحیح ہونا محال ہے ان دونوں راستوں کے درمیان ضد و منافرت ہونے کے
علاوہ رسول نے کسی حدیث میں بجز اہلبیت کی طاعت فضیلت کے اصحاب کی
اطاعت و فضیلت کا حکم نہیں دیا دیگر اصحاب کی اطاعت کیسی - کیونکہ
فقط خلافت ہی نے صحابہ کے باطل کو اہلبیت کے حق سے جدا کر دکھایا - اس خلافت
نے بجائے اتحاد کے دوراہ حق و باطل جدا ایسی قائم کردی ہے کہ صحابہ
کے معتقدین کو خلیفہ بلا فصل کا سُننا تک گوارا نہیں ہوتا اور فوجداری کرنے
مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں تو جیح فرمایئے کہ جسکے گھر سے خلافت یعنی نبی ہاشم

نقل کر صحابہ جب مہاجرین حقدار ملک میں چلی جائے تو وہ بھلا علی جیسا فریق دیکھنا کب
گوارا کرتے جب تو ایماندار نہ اپ رست مہاجرین و دیگر منافق مسلمانوں نے خدا و
رسول کی فیصل شدہ علی کی خلافت کو توڑ موڑ کر اپنی آپس کی خود ساختہ عطا کردہ
چندہ روزہ خلافت کی شان کو ہی فخر و ناز سمجھا اور علیؑ کو حسنؑ و حسینؑ کو معطل و گوشہ نشین
کس مپرسی بنا دیا تھا جبکہ سخت ضرورت پڑتی تو جواب مسائل کا آن کر انہی کے دروازہ
سے پوچھا کرتے خیر تاہم دیانت اور خدا پرستی و صفائی قلبی کی قابل تعریف دیانت
جبکہ یہ بات ہوتی کہ اگر با حقیقت ناحق شناس نا قدر دان لوگوں نے بظاہر بحضرت
ابو بکر کی پیرانہ سالی سن رسائی سے اور حضرت عمر کی تیزی و طراری جلد بازی
اور ہوشیاری کی رعایت سے ابو بکر و عمر کو خلیفہ بنا لیا تھا تو یہ اپنا بار علیؑ کی
گردن پر زبردستی رکھ کر خود اُن سے مددگار ہو جاتے تو سارے مسلمان تا قیامت
عمر و ابو بکر کے اس حکمتی فعل پر تحسین و آفرین کی تالیاں بجاتے ایمانداری کی
تعریف کرتے مگر کھرا اتحاد نمایاں دکھائی دیتا ۔ جبکہ ایسا نہیں ہوا تو پھر صحابہ کی
نیتوں اور خلافتوں کی دال میں کالا خود بخود عیاں ہو گیا ۔ ان کے فعل
باطل نے علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کے برحق راستہ کو جدا کر دیا ۔

نوٹ جبکہ علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ نور خدا و رسول ثابت ہوتے ہوں علی کعبہ میں
پیدا ہوں رسول کی گود میں لعاب نبوت چوس کر پلیں تو ان کی سرتاپا علم و ایمان
میں خود اور جملہ قدرتی طاقتوں میں کامل ہو کر افضل انبیاء و ملائکہ ہونے میں کچھ شبہ
نہ ہوتے ہوئے علی کو حسنؑ و حسینؑ کو امام و خلیفہ رسول نہ ماننا تیئس چالیس برس کے
کفر و شراب سے پختہ کار صحابہ کو افضل کر کے خلیفہ بنانا ماننا سرسر رسول سے

صحابہ کو افضل کرنا اور معصوم آل رسول کی تخفیف اور رسول کی توہین کرنا ہے۔

عالم الست میں اہلبیت کا انتخاب انبیاء پر

تاریخ مروج الذہب اور معادن الجواہر عربی میں کئی صفحوں میں رسول و آل رسول کی نورانی پیدائش لکھی ہے یہاں عربی عبارت کے چند ضروری جملوں کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ (ارواح انبیاء و اولیا ملائکہ کے سامنے ہر ایک خدا خطاب فرماتا ہے۔ کہ اے رسول تیرے اہلبیتؑ کو ہدایت کے لیے قائم کر کے ان کو ایسا علم مخفی (لدنی) بخشوں گا کہ ان پر کوئی باریکی (قدرتی چیزوں کی) مشتبہ نہ رہے گی اور کوئی امر مخفی ان کو عاجز نہ کر سکے گا۔ میں ان کو اپنی مخلوقات پر حجت قرار دونگا اور وہ (اہلبیت) میری قدرت و وحدانیت سے لوگوں کو آگاہ کرنے والے ہونگے پھر حق تعالیٰ نے سب سے اپنی وحدانیت و ربوبیت کی شہادت لی اور قبل عہد میثاق سب ارواح انبیاء و ملائکہ وغیرہ پر جناب رسالتمآبؐ اور انکی آل پاک کا انتخاب فرما کر یہ بتایا کہ آنحضرتؐ نور حق ہیں اور ہدایت ان کی جانب سے ہے اور منصب امامت انکی آل کے لیے ہے تاکہ طریقۂ عدل کو تقدم ہو اور خلق کو کوئی عذر باقی نہ رہے۔ بعدہ نور رسالت کے انبیاء میں منتقل ہونے کا ذکر ہو کر حضرت علیؑ کا قول نقل کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

ثم انتقل النور الی غرائزنا ولمع فی ائمتنا فنحن انوار السماء و انوار الارض فینا النجاۃ ومنا مکنون العلم والینا مصیر الامور وبمہدینا تنقطع الحجج و

پھر وہ نور (محمدی) منتقل ہو کر ہم آئمہ میں چمکا جو کہ آسمان و زمین کے انوار اور باعث نجات ہیں ہم سے علوم مخفیہ ظاہر ہوتے ہیں جنکی طرف تمام امور (دینی و دنیاوی) کا مرجع ہے اور جن کے آخر اس مہدی موعود پر خدا کی حجتوں کا

خاتمۃ الائمۃ ومنقذ الامۃ وغایۃ النور و مصدر الامور

کیا بلافصل بعد رسول الجنۃ کی امامت علی کو وراثت میں مقصود خدا ثابت نہیں کرتی

انقطاع وانتظام ہے جن امور کے سلسلہ کا خاتمہ ہو وہ امت کا نجات دینے والا ہو ولا ثابت خدا اور مصدر ... سنہ ۱۳۲۴ھ

از مسلسل حمایت نواب محمد حسین صاحب بہادر ضلع پر جناب کرم۔ (تاریخ احمدی)

نوٹ برادران اہلسنت کی کتب سے جسقدر برحق فائدہ اہل تشیع کو ہونچا ہے وہ تا قیامت ممنون رہیں گے اہلسنت کو بجز اپنے حسب اعتقاد تائیدی باتوں سے اعتقادی فائدہ حاصل کر لینے کے کوئی برحق فائدہ نہ خود تصنیف کرنے والے سنی عالموں نے اٹھایا نہ سنی راویوں نے اور نہ ان کتابوں کے پڑھنے والے سنی مذہب کے لوگوں نے۔

اپنے مطلب کے موافق ایک دو کتابوں کا حوالہ کافی ہوتا ہے شیعوں کے جملہ اعتقادات جملہ اصول و فروع اور طریقہ اذان و نماز وضو و تلقین میت کا ثبوت پچاسوں کتب اہلسنت میں موجود ہے جسکو وہ سلف سے ثبوت دیتے آئے ہیں اور وہ تا قیامت ثابت کرتے رہیں گے اب جسکو خدا توفیق دیتا ہے اپنی عاقبت بخیر کرنا چاہتا ہے وہ خود برحق بات مان لیتا اور عقل کے خلاف ظلم و ناانصافیوں سے باطل مہمل باتوں سے جلد بچ جاتا ہے۔ مگر ہٹ دھرم متعصب شخص اپنی بات پر اڑا رہتا ہے۔

علیؑ کے نام خدا کے نام پر | خدا کے نام علی۔ ولی۔ اعلیٰ۔ مولی۔ ناصر وغیرہ ہیں تو خدا نے بھی اپنے حبیب کے نام علی۔ ولی اور مولی رکھا ہے اور

نفس اللہ، ید اللہ، لسان اللہ، جنب اللہ، سیف اللہ، نفس نفس رسول اللہ وغیرہ القاب بہت سے عطا فرمائے ہیں۔

علاوہ اس کے علامہ ابوبکر ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس اور انس بن مالک سے نیز بریدہ اور حضرت سے روایتیں بیان کی ہیں کہ رسول نے علی کو ابوتراب۔ ابوالحسن۔ امیرالمومنین۔ قائد غرالمحجلین سید المسلمین امام المتقین۔ یعسوب الدین، خاتم الوصیین سید العرب اسد اللہ ید اللہ لسان اللہ وجہ اللہ جنب اللہ اذن اللہ خطاب عنایت کیے (دیکھو ۱۸ سے ۱۹ تک علی کے بہت سے نام سوانح عمری عبید اللہ امرتسری میں ملیں گے) اور صواعق محرقہ ۔

خدا نے اپنے نام پر پنجتن کے نام رکھے ہیں	امام ابوالقاسم عبدالکریم رافعی اور ابراہیم حموینی رحمہما اللہ نے حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے (اصل عربی عبارت معہ ترجمہ دیکھنا ہو تو سوانح عمری حضرت علی عبید اللہ امرتسری بسمل امرتسری کے صفحہ ۲۶ سے ۳۰ تک دیکھو) وہ کہتے ہیں کہ رسول کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سُنا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جبکہ حضرت آدم کو پیدا کیا تو انہوں نے عرش کی طرف داہنی جانب دیکھا کہ پانچ تن کا نور رکوع و سجود کر رہا ہے۔ تو عرض کیا کہ اے خدا مجھ سے بھی پہلے کسی کو پیدا کیا ہے۔ رب العزت نے کہا نہیں۔ آدم نے عرض کیا کہ پھر یہ کون ہیں خدا نے فرمایا کہ یہ تیری اولاد سے پانچ تن ہیں جس سے میں نے تجھے پیدا کیا ہے یہ اس سے نہیں۔

ان کے لیے میں نے اپنے ناموں میں سے پانچ نام مشتق کیے اگر یہ نہ ہوتے
تو میں کچھ نہ پیدا کرتا پس میں محمود ہوں تو اس کا نام محمد رکھا میں علی واعلیٰ
عالی ہوں تو یہ علی ہے میں فاطر ہوں یہ فاطمہ ہے میں احسان ہوں تو یہ
حسن ہے میں محسن ہوں تو یہ حسین ہے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ جو
ذرا بھی ان کا بغض لے کر میرے پاس آئے گا تو میں اسکو دوزخ میں
ڈالوں گا۔ اے آدم یہ میرے برگزیدہ ہیں میں ان کی وجہ سے بہت
لوگوں کو نجات دوں گا اور بہتوں کو ہلاک کروں گا۔ جب تجھے کوئی
حاجت پیش آیا کرے تو ان کی ذات کے واسطہ سے دعا مانگا کر۔
اس کتاب کے علاوہ مجلات الانوار جلد تین یہی کتاب بھری ہے
رسول کا ہم نظیر و ہم مثل علی ہے | مولوی عبید اللہ امرتسری مطبوعہ لاہور کے
صفحہ میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ

مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَلَهُ نَظِيْرٌ فِيْ اُمَّتِهٖ فَعَلِيٌّ نَظِيْرِيْ

علی کی مثل ساری امت سے سادات

فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ ہر نبی کا نظیر کوئی
امت میں ہوتا ہے پس میرا نظیر علی ہے
مولوی عبید اللہ بسمل نے سواکحمری کے
صفحہ میں لکھا ہے کہ مسند میں ابی الحمرا سے روایت کی ہے کہ سرور عالم نے
فرمایا کہ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو فہم میں حضرت نوح کو حلم میں حضرت
ابراہیم کو زہد میں حضرت یحیٰی کو حملہ میں حضرت موسیٰ کو دیکھنا چاہے تو علی ابن
ابی طالب کو دیکھے یا کہ ان کے چہرہ پر نظر کرے۔ اس حدیث کے ذیل میں
فخر الاسلام امام فخر الدین رازی عالم زبردست اہلسنت لکھتے ہیں جسکا ترجمہ

کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث رسول اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ علیؑ ان صفات میں جملہ انبیا کے مساوی ہوئے۔ اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ انبیا ہمارے تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ اور مساوی افضل کا افضل ہوتا ہے تو واجب ہوا کہ علیؑ بھی جملہ صحابہ سے افضل ہوں۔ (تو پھر صحابہ کا خلیفہ ہونا اور امامان سب تشریف لے گیا)۔

محمدؐ اور علیؑ ایک ہی درخت سے ہیں فرمایا جناب رسول خداؐ نے کہ اے علیؑ تمام آدمی مختلف درختوں سے ہیں لوریں اور تو ایک ہی درخت سے ہیں۔

اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ تو اور میں ایک طینت ابراہیم سے مخلوق ہوئے ہیں (وسیلۃ النجاۃ ملا مبین فرنگی محل لکھنؤ صفحہ ۷۹)

بعد رسولؐ علیؑ سب صحابہ سے بہتر صفحہ ۱۳ میں عبید اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ میرا بھائی اور وزیر علیؑ ہے جسکو میں اپنے بعد سب میں بہتر چھوڑتا ہوں۔ علامہ خوارزمی نے بھی مناقب میں یہی لکھا ہے۔

عبداللہ بن مسعود اور سلمان فارسی سے ہے کہ رسول نے فرمایا کہ اپنے بعد جنکو میں چھوڑتا ہوں ان میں علیؑ سب سے بہتر ہیں۔ سوانح عمری صفحہ ۲۶ و صفحہ ۲۷ بعد علیؑ کے انتقال پر امام حسنؑ نے خطبہ میں فرمایا کہ لوگو تم سے آج وہ جدا ہو گیا ہے کہ پہلے لوگ اُس سے کسی بات میں بڑھے ہوئے نہ تھے اور بعد والے لوگ اُس تک مرتبہ میں نہ پہونچ سکیں گے۔ سوانح عمری صفحہ ۱۱

نوٹ جبکہ پنجتن کے نام خدا کے نام ہوں سراپا نور خدا۔ دیگر انبیا کے مساوی کیا ان سے افضل ہوں۔ رسولؐ کیساتھ علیؑ فاطمہؑ اور حسنینؑ کا گوشت پوست

اور خون میں اتحاد و نفاق وصفاتی ہونا رسولؐ کے ہم شکل وہم نظیر ہوں تو
مسلمانوں کی نظر میں نہ سمائیں یاں آبائی اعتقاد سے وہ لوگ خلیفہ رسولؐ
مان لئے جائیں کہ جن کا تیس چالیس برس کی بڑی مقدار کفر سب کو مسلّ
پھر بعد اسلام ایمان و محبت کے کارہائے نمایاں خدا اور رسولؐ پر
ثابت ہوں۔ اسقدر بڑی مقدار ایمان گھٹنے پر وہ سب خلیفہ رسولؐ
سمجھے جائیں اور ماں کے پیٹ سے معصوم بچے اپنا نماز کعبہ میں پیدا
رسالتؐ کی گود میں لعاب سے پلیں وہ بعد رسولؐ اطاعت حکومت اسلا
سے کل محروم و داخل کر دیے جائیں یہ کیسا ایمانی اندھیر اسلام میں ہوگیا

آوازِ غیبی لا فتیٰ الا علی سے دنیا بھر میں نقارہ علیؑ بجا
مرد میدان شیر یزداں ہونے کی خدا اور رسولؐ گواہی

جنگ احد میں اسلا
اور خدا اور رسولؐ
جانثاری دکھا کر علیؑ نے جو عمل سے کیا خدا اور رسولؐ سے بآواز غیبی
زمین و آسمان والے سن لیں داد شجاعت لی اور خود کو دنیا بھر میں جوا
خدا کے نزدیک ثابت کر دیا اور صحابہ نے بھگوڑے بنکر خرد کو بزکو
کی رفتار سے تشبیہ دی اور خدا نے قرآن میں جدا ہجانے کا قصد

علیؑ خدا اور رسولؐ کے نزدیک محبوب ترین مخلوق ہیں

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے
بیٹے دیکھا کر رسولؐ کے پاس ایک بھنا ہوا طائر
گوشت آیا تو آپ نے اس وقت دعا کی کہ اے خدا تو میرے پاس لے
بھیج کہ جو تیرے نزدیک تمام خلقت سے زیادہ مجکو محبوب ہو اور میرے
ساتھ یہ پرند کھائے دروازہ کے کواڑ بند تھے علیؑ نے آکر کھلوانا چ

تو انس نے رد کر دیا کہ آپکو نہیں بلایا دوبارہ رسولؐ نے پھر دعا کی
خدا نے بآواز غیبی علیؑ کو خبر پہونچائی۔ علیؑ دروازہ پر آئے پھر
انس نے واپس کر دیا تیسری مرتبہ پھر رسولؐ نے دعا کی اور
علیؑ آواز کے سنتے ہی دروازہ کے اندر داخل ہو گئے اور اس
پرندِ کو رسولؐ کیساتھ تناول کیا۔

علیؑ خدا و رسولؐ کو دوست رکھنے والے اور خدا و رسولؐ دونو علیؑ کے دوست ہیں

جناب رسول خدا جنگ خیبر کے موقع پر درد سر میں مبتلا تھے

آپکے اصحاب میں سے حضرت ابا بکر و عمر و عثمان خود کفار کے مقابل
جا جا کر بغیر فتح کئے یا بغیر لوگوں کو مقتول کئے بغیر خون میں نہائے واپس
ہوئے حضرت کو یہ معلوم کر کے کہ فلاں فلاں وہاں گئے اور
بغیر قتل و مقتول کئے واپس آئے۔ تو آپنے نہایت جوش میں یہ
قول ارشاد فرما کر نہایت تہذیب میں اپنے ناکامیاب اصحاب کو
عورتیں بنا دیا۔ اور علیؑ کے مرد میدان ہونے بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے
صحابہ کے بھاگنے ناکامیاب ہونے اور علیؑ کی خدا و رسولؐ
کیساتھ اور خدا و رسولؐ کی علیؑ کے ساتھ دوستی ثابت ہو جانے
پر مہر کر دی۔

فرمایا لاعطین الرایۃ غدا رجلاً
کرار غیر فرار یحب اللہ و
رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ

کہ کل ایسے مرد بہادر کو علم عطا کرونگا کہ جو
بڑھ بڑھ کر حملے کرنیوالا ہو بھاگنے والا ہو خدا
و رسول کو دوست رکھتا ہو اور خدا و رسول اسکو دوست رکھتے ہوں

بعد وہ جماعت من الصحابہ متواتر (دیکھو مدارج النبوۃ) و مشکوۃ شریف باب مناقب علی فصل اول بروایت منقول از بخاری و مسلم)

و دیگر کتب تاریخ خمیس - تاریخ ابو الفدا
سیرۃ ابن ہشام - مدارج النبوۃ - تاریخ د
مسند احمد بن حنبل وغیرہ میں مفصل مذ

نوٹ اس قسم کی بہت سی حدیثوں سے جبکہ علیؑ دنیا بھر میں خدا اور رسول کے انتخاب میں آپ کے کار نمایاں کے خاطر محبوب ترین خلق ہو گئے چالیس برس بعد جانثاری صحابہ کی کارگذاری اور خدا اور رسولؐ کی رضامندی کی شاباشی جب اظاہر ہو گئی تو محبوب ترین خدا و رسول کے انتخاب کو توڑ کر اپنے کو فضل دکھانا علیؑ سے بعد رسولؐ سب مسلمانوں کو برگشتہ کر دینا انکے بجائے خود کو خلیفہ رسولؐ کہلانا ظلم و بغاوت بمقابلہ خدا و رسولؐ نہ تھی تو کیا ایمان
ہوئی۔

علیؑ کے ہاتھ دوش رسولؐ پر اور بت شکنی سے کعبہ کی طہارت

باوجود ازواج صحابہ کی موجودگی صرف علیؑ کو رسولؐ نے بغرض بت شکنی بحکم خدا اپنے کاندھے پر جبکہ چڑھایا تو آپ نے علیؑ سے پوچھا کہ خود کو کیا پاتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میرا سر اسقدر بلند ہے کہ میں چاہوں تو عرش کو چھو لوں۔ اور تمام آسمان کے پردے مجھ پر کھل گئے ہیں۔ بعد بت شکنی کندھوں سے کود کر آپنے فرمایا کہ میں اسقدر بلندی سے کودا مجھکو ذرا چوٹ نہیں لگی۔ جناب رسولؐ نے ارشاد کیا کہ اے علیؑ تمکو گزند کیسے پہونچتا بلند کرنیوالے تم کو رسولؐ اور اتارنے والے تم کو جبرئیل امین۔ کہ نعرہ صلواۃ

بستر رسولؐ پر علیؑ کی جانثاری پر خدا کی جانب سے فخر و مباہات	مشہور آیت و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ و اللہ رؤف بالعباد

یعنے خدا فرماتا ہے کہ لوگوں میں کچھ ایسے بھی خدا کے بندے ہیں جو خدا کی مرضی پر اپنی جان بیچ ڈالتے ہیں۔ اور اللہ تو اپنے ایسے بندوں پر مہربان ہوتا ہے۔

رسولؐ نے اپنے پیچھے اپنا اپنے خاندان کا وارث جانشین علیؑ کو اپنے بستر پر بٹھا کر دنیا کو یہ جتا دیا کہ یوں جانثاری کر کے نیابت حاصل کیجاتی اور بخوشی ایسو کو دیجاتی ہے اپنی جان بچا کر بھاگنے والوں نے آجتک بجز جنگ و جدل اور جبر و تشدد کئے برضامندی کوئی عہدہ کسی نے نہیں پایا ہے۔ ہاں بھاگنے والوں کو سرکاری حکم سے پہلے پیچھے صف والے گولی سے مار ڈالتے ہیں اور اگر اس زد سے بچ گئے تو تا قیامت لعنت ملامت کی گولیاں برسائی جاتی ہیں۔ الٹا اپنے عہدہ سے معزول و مردود کر دیا جاتا اور اکثر حاکم وقت بھاگنے والوں کی جائدادیں ضبط کر لیتے اور شہر بدر کر دیتے ہیں۔

مگر رسولؐ پر ایمان لانیوالے کیسے منصف ایماندار تھے کہ ان کی نگاہیں مذکورہ صفات کے جانثار رسولؐ علیؑ پر تو نہ پڑیں لیکن خدا و رسولؐ کو کفار میں دو تین مرتبہ چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگنے والوں اور جنازہ رسولؐ کی آخری زیارت کے شرف سے محروم ہونیوالوں پر کود کر جا پڑیں اور انکو نائب رسولؐ خلیفۃ المسلمین امیر المومنین سمجھا اور علیؑ کو ایسا معطل کر کے

اور قرآن میں اتحاد ذاتی و صفاتی جتنا رسولؐ کے ہم شکل و ہم نظیر ہونے تو دو
مسلمانوں کے نظر میں نہ سمائیں یاں آبائی اعتقاد سے وہ برگ خلیفہ رسولؐ
مان لئے جائیں کہ جن کا تیس چالیس برس کی بڑی مقدار کفر سب کو مسلم
ہو پھر بعد اسلام ایمان و محبت کے کارہائے نمایاں خدا اور رسولؐ پر
ثابت ہوں۔ اسقدر بڑی مقدار ایمان گھٹنے پر وہ سب خلیفہ
سمجھے جائیں اور ماں کے پیٹ سے معصوم بچے ایسا نمازکعبہ میں پیدا
رسولؐ کی گود میں لعاب سے پلیں وہ بعد رسولؐ اطاعت حکومت اسلام
سے کل محروم و معطل کردیے جائیں یہ کیسا ایمانی اندھیر اسلام میں ہوگیا

باوازغیبی لا فتی الا علی سے دنیا بھر میں نقد اکر علیؑ کے
مردمیدان خیبر شکن ہونے کی بابت خدا اور رسولؐ کی گواہی

جنگ احد میں اسلا
اور خدا اور رسولؐ پر
جانثاری دکھاکر علیؑ نے جبرئیلؑ سے کیا خدا اور رسولؐ سے باواز غیبی
زمین و آسمان والے سن لیں داد شجاعت لی اور خود کو دنیا بھر میں جوا
خدا کے نزدیک ثابت کردیا اور صحابہ نے بھگوڑے بنکر خود کو بز کو
کی رفتار سے تشبیہ دی اور خدا نے قرآن میں جدا جانے کا تذکرہ

علیؑ خدا و رسولؐ کے نزدیک
محبوب ترین مخلوق ہیں

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے
ہے کہ دیکھا کہ رسولؐ کے پاس ایک بھنا ہوا طائر
گوشت آیا تو آپ نے اسوقت دعا کی کہ اے خدا تو میرے پاس اسے
بھیج کہ جو تیرے نزدیک تمام خلقت سے زیادہ تجکو محبوب ہو اور میرے
ساتھ یہ پرند کھائے دروازہ کے کواڑ بند تھے علیؑ نے آکر کھلوانا چا

تو اس نے رد کر دیا کہ آپکو نہیں بلایا دوبارہ رسولؐ نے پھر دعا کی
خدا نے بآواز غیبی علیؑ کو خبر پہونچائی۔ علیؑ دروازہ پر آئے پھر
اس نے واپس کر دیا تیسری مرتبہ پھر رسولؐ نے دعا کی اور
علیؑ آواز کے سنتے ہی دروازہ کے اندر داخل ہو گئے اور اس
پرند کو رسولؐ کیساتھ تناول کیا۔

علیؑ خدا و رسولؐ کو دوست رکھنے والے
اور خدا اور رسولؐ دونوں علیؑ کے دوست ہیں

جناب رسول خداؐ جنگ خیبر کے
موقع پر درد سر میں مبتلا تھے
آپکے اصحاب میں سے حضرت ابا بکر و عمر و عثمان خود کفار کے مقابل
جا جا کر بغیر فتح کئے یا بغیر لوگوں کو مقتول کئے بغیر خون میں نہائے واپس
ہوئے حضرت کو یہ معلوم کر کے کہ فلاں فلاں وہاں گئے اور
بغیر قتل و مقتول کئے واپس آئے۔ تو آپنے نہایت جوش میں یہ
قول ارشاد فرما کر نہایت تہذیب میں اپنے ناکامیاب اصحاب کو
عورتیں بنا دیا۔ اور علیؑ کے مرد میدان ہونے بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے
صحابہ کے بھاگنے ناکامیاب ہونے اور علیؑ کی خدا و رسولؐ
کیساتھ اور خدا و رسولؐ کی علیؑ کے ساتھ دوستی ثابت ہو جانے
پر مہر کر دی۔

فرمایا لاعطین الرایۃ غداً رجلاً
کراراً غیر فرار یحب اللہ و
رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ

کہ کل ایسے مرد بہادر کو علم عطا کرونگا کہ جو
بڑھ بڑھ کر حملے کرتا ہو الٹا پھر بھاگنے والا نہ ہو خدا
و رسولؐ کو دوست رکھتا ہو اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں

سوا دو جماعت من الصحابہ متواتر (ازالۃ الخفاء) مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علی فصل دوم بروایت منقول از بخاری و مسلم

دیگر کتب تاریخ خمیس۔ تاریخ ابو الفداء۔ سیرۃ ابن ہشام مدارج النبوۃ۔ تاریخ دول مسند احمد بن حنبل وفردوس دیلمی [illegible]

نوٹ اس قسم کی بہت سی حدیثوں سے جبکہ علیؑ دنیا بھر میں خدا اور رسولؐ کے انتخاب میں اپنے کار نمایاں کے خاطر محبوب ترین خلق ہو گئے چالیس برس بعد جانثاری صحابہ کی کارگزاری اور خدا اور رسولؐ کی رضامندی لوگ [illegible] سے ظاہر ہو گئی تو محبوب ترین خدا و رسولؐ کے انتخاب کو توڑ کر اپنے کو فضل دکھانا علیؑ سے بعد رسولؐ سب مسلمانوں کو برگشتہ کر دینا انکے بجائے خود کو خلیفہ رسولؐ کہلانا ظلم و بغاوت بمقابلہ خدا و رسولؐ نہ ہوئی تو کیا ایمانداری کہی ہی۔

علیؑ کے ہاتھوں دوش رسولؐ پر چڑھ کر اور بت شکنی سے کعبہ کی طہارت

باوجود از دواج صحابہ کی موجودگی صرف علیؑ کو رسولؐ نے بغرض بت شکنی بحکم خدا اپنے کاندھے پر جبکہ چڑھایا تو آپ نے علیؑ سے پوچھا کہ خود کو کیا پاتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میرا سر اسقدر بلند ہے کہ میں چاہوں تو عرش کو چھو لوں۔ اور تمام آسمان کے پردے مجھ پر کھل گئے ہیں۔ بعد بت شکنی کندھوں سے کود کر آپنے فرمایا کہ میں اسقدر بلندی سے کودا مجھکو ذرا چوٹ نہیں لگی۔ جناب رسولؐ نے ارشاد کیا کہ اے علیؑ تمکو گزند کیسے پہونچتا بلند کرنیوالے تم کو رسولؐ اور اُتارنے والے تم کو جبرئیل امین۔ [illegible] مشکوٰۃ

بستر رسولؐ پر علیؑ کی جانثاری پر خدا کی جانب سے قدر مباہات

مشہور آیت ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللّٰہ و اللّٰہ رؤف بالعباد

یعنے خدا فرماتا ہے کہ لوگوں میں کچھ ایسے بھی خدا کے بندے ہیں جو خدا کی مرضی پر اپنی جان بیچ ڈالتے ہیں۔ اور اللہ تو اپنے ایسے بندوں پر مہربان ہوتا ہے۔

رسولؐ نے اپنے پیچھے اپنا اپنے خاندان کا وارث جانشین علیؑ کو اپنے بستر پر بٹھا کر دنیا کو یہ جتا دیا کہ یوں جانثاری کر کے نیابت حاصل کیجاتی اور بخوشی ایسو نکر دیجاتی ہے اپنی جان بچا کر بھاگنے والوں نے آجتک بجز جنگ و جدل اور جبر و تشدد کئے برضامندی کوئی عہدہ کسی نے نہیں پایا ہے۔ ہاں بھاگنے والوں کو سرکاری حکم سے پہلے پیچھے صف والے گولی سے مار ڈالتے ہیں اور اگر اس زد سے بچ گئے تو تا قیامت لعنت ملامت کی گولیاں برسائی جاتی ہیں۔ الٹا اپنے عہدہ سے معزول و مردود کر دیا جاتا اور اکثر حاکم وقت بھاگنے والوں کی جائدادیں ضبط کر لیتے اور شہر بدر کر دیتے ہیں۔

مگر رسولؐ پر ایمان لانیوالے کیسے منصف ایماندار تھے کہ ان کی نگاہیں مذکورہ صفات کے جانثار رسولؐ علیؑ پر تو نہ پڑیں لیکن خدا و رسولؐ کو کفار میں دو تین مرتبہ چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگنے والوں اور جنازہ رسولؐ کی آخری زیارت کے شرف سے محروم ہونیوالوں پر کود کر جا پڑیں اور انکو نائب رسولؐ خلیفۃ المسلمین امیر المومنین سمجھا اور علیؑ کو ایسا معطل کر کے

ذلیل حقیر مسلمانوں نے خود کر دیا کہ مہذب فقرہ خلیفہ بلا فصل از منبر
سننا بھی حرام سمجھا ہے۔

علیؑ کا ذکر اور چہرہ پر نظر کرنا عبادت خدا ہے

کتاب نزل الابرار میں علامہ بدخشیؒ لکھتے ہیں
کہ طبرانی اور حاکم اور ابن مغازلی نے ابن مسعود
سے اور ابن عساکر نے حضرت ابو بکر اور حضرت عائشہ سے روایت کی
کہ رسولؐ پاک نے فرمایا کہ علیؑ کا ذکر کرنا علیؑ کے چہرہ پر نظر کرنا بھی
عبادت خدا ہے سوانح عمری صفحہ ۱۳۰

علیؑ کا علم اور دعوےٰ

سوانح عمری کے صفحہ ۱۳۰ میں کتاب اربعین امام
فخر الدین رازی سے منقول ہے۔ اور کتاب وسیلۃ النجاۃ ملا مبین
مرحوم فرنگی محلی صفحہ ۱۴۳ میں بھی ہے کہ علیؑ نے فرمایا کہ اگر میرے لئے
مسند بچھا دی جائے تو میں مسند پر توریت والوں کا توریت سے انجیل
والوں کا انجیل سے اہل زبور کا زبور سے قرآن والوں کا قرآن
فیصلہ کر دوں۔

سوانح عمری کے صفحہ ایک سو چھتیس ۱۳۶ میں ابو طفیل سے روایت ہے
کہ حضرت علیؑ کو یہ کہتے ہوئے میں نے سُنا کہ میں ہر آیت کی بابت کہ
وہ پہاڑ پر نازل ہوئی کہ زمین ہموار میں اتری اسکے اسباب و واقعات کے ساتھ بتا سکتا
ہوں امام ابو عمر نے بھی اسے روایت کیا ہے نیز یہ بارہا فرمایا ہے
پوچھ لو مجھ سے عرش کے اوپر اور زمین کے نیچے کی باتیں قبل اس کے
تم مجھے دنیا میں نہ پاؤ۔ ایسا دعویٰ کرنا اور کر کے دکھانا بعد رسول

کسی صحابی نے ترک کیا کسی نبی نے کتابوں میں قبل رسولؐ نہیں کیا۔ دیکھو صواعق محرقہ کے صفحہ ۷۵ میں اور وسیلۃ النجاۃ صفحہ ۱۳۶

اسنی المطالب صفحہ ۲۱۳ صواعق محرقہ کے صفحہ ۷۵ میں فرمایا۔ انا مدینۃ العلم و علی بابھا۔ جا بجا مشہور ہے کہ میں شہر علم ہوں اور علیؑ اسکا دروازہ ہے۔ کہنے پر پھر تشریح بھی کیجاتی ہے کہ جو مدینہ علم رسولؐ میں آئے وہ علیؑ جیسے دروازہ کے ذریعہ سے ہو کر آوے تو دین و دنیا کے مطالب بر آوینگے اور دوسرا دروازہ لگا کر یا کہ دیوار پھاند کر خلاف قاعدہ قانون خدا وندی آویگا وہ آپ گرفتار ہو جاویگا۔

نیز امام حسنؑ سے منقول ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ علیؑ ابن ابی طالب بعد میرے تمام لوگوں سے زیادہ عارف باللہ اور تمام کلمہ گو مسلمانوں کے واسطے محبت اور تعظیم کرنے کے لائق ہیں سوانح عمری صفحہ ۱۲۳

علیؑ کی محبتؑ و لایت کا اقرار کرنے پر بجز رسول تمام انبیا کی بعثت ہوئی

قرآن میں خدا ارشاد کرتا ہے۔

وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا۔ اے رسولؐ اُن رسولوں سے پوچھو جنکو ہم نے تجھ سے قبل بھیجا ہے

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابو نعیم نے اور تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کہ شب معراج خدا نے سب رسولوں کو جمع کر کے رسولؐ سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ اے انبیائے مرسلین تم کس بات پر دنیا میں مبعوث

ہوئے تھے۔ تو سب نے متفق ہو کر کہا کہ ہم کلمہ لا الہ الا اللہ کی شہادت
کا تیرے نبی کی نبوت اور علیؑ کی ولایت و محبت کا اقرار لیکر دنیا میں
بھیجے گئے تھے۔ نیز فرمایا کہ علمائے امتی کانبیائے بنی اسرائیل۔

نوٹ | اگر علما سے عربی فارسی کے معمولی یا زیادہ قابلیت کے
مولوی ملا مراد لے کر انبیائے بنی اسرائیل کے مانند ہو سکتے ہوں تو
اولاد رسول خدا بدرجہ اولیٰ انبیا کے برابر ثابت ہونگے اور اگر دنیا کے غیر معصوم
علما کو انبیائے بنی اسرائیل معصوم سے برابری کرنے میں زیادہ کیا قباحتیں
پیدا ہوتی ہوں تو پھر معصوم صفت آل رسول اہلبیت نبی کو انبیائے سابقین سے
افضل مانا جائے تو کیا ایمان میں حسب فرمودہ رسولؐ قباحت ہو جائیگی

پس سب سے قیامت میں علیؑ کی محبت کی بابت جواب طلب ہوگا | اس آیت وقفوھم انھم مسئولون سورۂ والصافات میں اور دوسری آیت
ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم کی تفسیر میں ہے کہ بروز قیامت پھر
نعیم کی بابت پوچھا جائیگا۔ حافظ ابو نعیم امام جعفر صادق علیہ السلام سے
روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کو جنت سے پہلے ٹھہرا کر بابت محبت اہلبیت سوال
ہوگا اور نعیم سے اس آیت میں نعمت ولایت و محبت علیؑ مراد ہے جسکی
بابت پوچھا جائیگا۔

انکار محبت و خلافت علیؑ کرنیوالوں کی سزا | زبردست علمائے سنت یعنی حاکم اپنی
تفسیر مستدرک میں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے
روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں ان مخالفین کے چہرے برے بنائے جائینگے

چونکہ علی کرم اللہ وجہہ کے تقرب خدا کی منزلت سے رنج کھا کر نعمت خدا یعنے امامت علیؑ سے انکار کیا کرتے تھے تو ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ یہ بدلا اس بات کا ہے جس کا تم دنیا میں یہ دعوے کیا کرتے تھے کہ علیؑ کی مخالفت اور ان سے لڑائی کرنا ایک ایسا امر ہے کہ جس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

علیؑ سے لڑنے والے مسلمانوں کے تین گروہ کا نتیجہ

یہ آیت فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۝ حضرت علیؑ کی شان میں ہے ابن مردویہ اور فردوس دیلمی میں اور تفسیر سیوطی میں جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ علیؑ بعد میرے مسلمانوں کے تین گروہ یعنی ناکثین علیؑ کی بیعت توڑنے والے حضرت عائشہ کے طرفدار جنگ جمل والے اور ساقطین جنگ صفین والے مراد ہیں کہ جن کو علیؑ قتل کریں گے۔

آل رسول اہلبیتؑ کی معرفت

(۱) آل رسول اہلبیت اور ذوی القربیٰ کون ہیں جنکی محبت و اطاعت مسلمانوں پر واجب ہے

جبکہ سنہ ۹ھ میں مقام نجران کے عیسائیوں سے اسلام کے برحق ہونے پر رسولؐ کا مقابلہ ہوا تو خدا نے بغرض مباہلہ اس آیت سے فیصلہ کر دیا

قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين

اے رسول نجران کے پادریوں سے کہدو کہ آؤ ہم تم اپنے بیٹوں کو لاؤ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ ہم اپنی عورتوں کو لائیں تم اپنے نفسوں کو لاؤ ہم اپنی جانوں اور نفسوں کو لائیں۔

پھر ایک میدان میں ہر ایک دوسرے کو خوب کوسیں بد دعا کریں پھر خدا کی جھوٹوں پر لعنت قرار دیں۔

جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو آپ حضرت فقط ان صورتوں کو اپنے ہمراہ حمائل
ہیں ہو کر اپنے اور خدا کے نزدیک پہنچنے کا ملجا ان ہو کر بھی برحق اور دنیا
عیبوں اور ناپاکیوں سے پاک پاکیزہ و ثابت ہو چکے ہوں ایمانی حقیقت جس
ظاہری برحق صورت نیز حق و باطل میں حسین جیسے پاک نفسوں کو کسی کمبل کی محدود
دائرہ کے اندر گھیر کر دنیا کو دکھائے اور اپنے برحق اہلبیت کو نام بنام جتا لے نیز جگہ
رکھی اس وجہ سے رسول نے تین چالیس برس کم و بیش کفر کے بعد آدھے تمام
ابو بکر اور دیگر اصحاب و ازواج میں کسی کو بھی بحکم خدا ساتھ نہیں لیا صرف
انھیں مبارک ہستیوں کو کمبل میں لیا کہ جو رسول کی نورانی ذات والا
صفات سے متحد ہو کر سوائے خدائے برتر کے مخلوقات میں کسی حاجت
سر نہ جھکایا نہ دست حاجت بلند کیا ہو جنکی طہارت و لطافت کی
اور بجز خدا غیر سے استغنا کر دینے کی آیۂ تطہیر نے اتر کر تصدیق
کر دی۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا ۔	کہ اے رسول خدا نے یہی ارادہ کیا کہ اے اہلبیت دوست تم کو نجاست سے دور رکھے اور جو حق پاک پاکیزہ رکھنے کا ہے ویسا ہی پاک پاکیزہ رکھے

صحیح مسلم شریف میں سعد بن ابی وقاص سے اور مشکوٰۃ شریف فصل اول باب
فضائل اہلبیت و مناقب علی میں حضرت عائشہ سے اور صواعق محرقہ کے صفحہ ۱۱۲
سطر ۲۳ میں نیز دیگر بہت سی تفاسیر و احادیث و مختلف اخبار کو بین نے روایت کی ہے

کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ نے علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کو ایک کملی میں جمع کر کے اللھم ھؤلاء اھل بیتی ارشاد کیا کہ یہ میرے اہلبیت ہیں تو اُس وقت حضرت عائشہ اور حفصہ کے نام کی بابت کسی قوی یا ضعیف مورخ و مفسر نے لکھا ہی نہیں کہ انھوں نے خود کو داخل کرنے کی خواہش کی ہو حالانکہ خود حضرت عائشہ اس واقعہ کی چشم دید راوی ہیں۔ ہاں حضرت ام سلمہ زوجہ رسول اُس موقع پر جس جگہ رسول سب کو کملی کے اندر لیے ہوئے تھے موجود تھیں اُنھوں نے یہ عجیب قابل فخر بات دیکھ کر اپنے داخل کرنے کی تمنا رسول سے ظاہر کی تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے ام سلمہ انت علی الخیر یعنی تو نیکی پر ہے یا کہ تیرا انجام بخیر ہے لیکن تم اہلبیت میں نہیں ہو۔ اور جبرئیل کے کہنے پر ان کو لے لیا

کملی چادر تطہیر اوڑھا کر فقط چار لوگوں کو اہلبیت بنانے کی کیا ضرورت

جبکہ لڑکے لڑکیوں کی طرح گڑیوں کا یا لڑکوں کا کھیل تماشہ دیکھو رسول سے ایسا عبث فعل بیکار انگشت نما ہرگز نہیں ہوسکتا لفظ اہلبیت کے معنی مطلب سمجھنے سمجھانے کے لئے ہر ایک کے عقل و دماغ میں آنے والی بات یہ ہے کہ دنیا میں کون ایسا بے وقوف نادان ہے کہ جو اہلبیت کے معنی گھر والے نہ سمجھے یا گھر والوں میں جس قدر تعداد میں بیٹے اور بیٹیاں ہوں یا مرد کے ساتھ جسقدر ازواج ہوں سب سے پہلے داخل سمجھی جائیں جس بنا پر رسول کے کنبہ میں گھر میں نو بی بیاں ہوتیں جتنے لڑکے لڑکیاں اور مرد عزیز ہوتے وہ سب کے سب اچھے برے گناہگار بے گناہ اہلبیت سمجھے جانے قابل نجات قابل اطاعت ہو جاتے لہذا عوام کے اسی دنیاوی مروجہ مطلب کو توڑنے اور حق کو باطل سے بیچ کر چھانٹ سے

علانیہ روشن کرنے کی غرض سے خدا نے رسول کو آدھے تہائی چوتھائی
کے اصحاب ازواج کے صرف معصوم برحق ذاتوں کو کملی میں گھیر کر محدود کرنے
حکم دیا کہ معصوم اور مقرب بارگاہ ایزدی حق نا صور ہیں باطل پیروں سے متاثر
کملی (چادر تطہیر) میں جدا کر دی جائیں اور ان کو حسب حال ہر محمد کر دنیا کو دکھایا
پھر میدان مباہلہ میں موثر کامیاب بنائے جائیں اور جھوٹ باطل مذہب کے مقابل
ایسے سچے ایماندار لائے جائیں کہ جن سے سوائے حق پرستی کے باطل پرستی جھوٹ
کسی وقت شمہ برابر بھی نہ ظاہر ہو سکا ہو۔ و حقیقتاً خدا کے نزدیک سچا وہی ہے
کہ جس کا سر اور دل و دماغ بجز خدا کسی مخلوق کی جانب بغرض تمنا رجوع نہ
ہو۔ لیے رسول نے بحکم خدا کعبہ کو بتوں سے پاک صاف کرنے میں اور سچے
اسلام کے مقابل جھوٹے عیسائیوں کو باطل کرنے کے لیے تمام نجران
میں سوائے علیؑ و فاطمہ حسنؑ حسینؑ کے ازواج کو شامل نہیں کیا اور نہ کسی
اصحاب کو ہمراہ لیا کیونکہ جھوٹوں کے مقابل بت پرست جھوٹے نہیں
لائے جا سکتے

صرف اہلبیت کی جانب آیۂ تطہیر کا ثبوت عزیز

واقعہ مباہلہ اور آیۂ تطہیر کے شان نزول کا ثبوت فقط علیؑ فاطمہؑ
حسنؑ حسینؑ کے بابت بہت سی احادیث و تفاسیر و تواریخ
اہلسنت میں مذکور ہے۔ مثل تاریخ خمیس روضۃ الاحباب مدارج النبوۃ۔ حاکم
نے مستدرک میں۔ دیکھو

مکانات علی و فاطمہ کی عظمت انبیاء کے گھروں سے

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا
مصباح الخ کی تفسیر میں ابن مغازلی نے امام محمد باقرؑ سے

روایت ہے کہ مراد مشکوٰۃ سے رسول اللہ ہیں اور مصباح سے فاطمہؑ اور زجاجہ سے
مراد علیؑ۔ اور شجرہ مبارکہ سے حضرت ابراہیم اور لا شرقیہ و لا غربیہ سے مراد ہے کہ
فاطمہؑ نہ یہودیہ تھیں نہ نصرانیہ اور نور علی نور سے ائمہ مراد ہیں کہ جو ایک دوسرے
کے بعد ہوتے رہینگے اور یہدی اللہ لنورہ من یشاء سے مراد یہ کہ اللہ تعالے
ولایت سے جسے چاہے ہدایت کر سکتا ہے ولایت سے حب اہلبیت مراد ہے (انفس الجلی)

خانۂ علی و فاطمہ کی فضیلت انبیا کے گھروں سے

سورۂ نور میں آیہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والآصال۔ جن گھروں میں خدا نے اپنے نام کے ذکر کیے جانے اور بلند ہونے کا حکم دیا ہے صبح و شام اس میں اسکے لیے تسبیح کی جاتی ہے۔

تفسیر ثعلبی تفسیر در منثور میں علامہ سیوطی نے انس بن مالک اور بریدہؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول نے صحابہ کے سامنے اس آیت سے اہلبیت کے گھر کی اسطرح فضیلت ظاہر کی کہ کچھ گھروں میں خدا نے حکم دیا ہے کہ وہ بلند مرتبہ کیے جائیں کیونکہ ان میں صبح شام خدا کا نام لیا جاتا ہے اور اسکی تسبیح کی جاتی ہے۔ تو یہ سن کر ایک شخص نے پوچھا کہ وہ کون سے گھر ہیں جنکے مرتبوں کو خدا ظاہر کرتا ہے تو رسول نے فرمایا کہ وہ انبیا کے گھر ہیں۔ تو حضرت ابو بکر کو تاب نہ رہی اور لعین سے رسولؐ سے پوچھتے ہیں کہ کیا علیؑ و فاطمہؑ کا گھر بھی ان میں داخل ہے تو رسول نے فرمایا کہ اں بلکہ نبیوں کے مکانوں سے بہتر ہے۔ (در منثور جلد ۵ صفحہ ۵۰ سطر مطبوعہ مصر)۔

(۱) بحالت جنب بجز اہلبیت کسی کو مسجد نبوی میں داخل ہونے کی اجازت نہیں

وسیلۃ النجاۃ کے صفحہ چھیانوے میں ہے کہ چند اصحا
دروازے مسجد نبوی کی جانب تھے کہ اس سے
گزرتے تھے تو خدا کا حکم رسول کو ہوا کہ سوائے
کے سب اپنے دروازوں کو بند کر دیں۔ اس پر لوگوں نے چون و چرا کی۔ رسول
سن کر دوبارہ سخت حکم دیا کہ قبل اس کے تم پر خدا کا غضب عذاب نازل ہو
اپنے دروازوں کو بند کر ڈالو۔ تب سب نے بند کیے اور علیؑ کے دروازے
بدستور رہنے پر چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ موسیٰؑ کی طرح مجھے خدا
حکم ہوا کہ تم بھی ایسی مسجد بناؤ کہ جو صرف تمہارے معصوم اہلبیت کے لیے
مخصوص ہو سو میں نے بحکم خدا بنائی۔ اب میں خدا کے حکم سے منع کرتا ہوں
نہ کسی چیز کو کھولتا نہ بند کرتا ہوں۔ ہاں حکم سے مجبور ہوں دیکھو کتاب جذب
محدث دہلوی تاریخ ابوالفدا اور خصائص امام نسائی

(۲) علیؑ کی مواخاۃ رسولؐ سے

جس قدر مسلمان ہیں وہ مذہبا بھائی یوں ہی ہو جا
ہیں لیکن رسول نے بلحاظ باطن کے اختلاط و اشتراک سے مزید علیؑ کو رسولؐ
کے ساتھ بھائی ہونے کے خاص مرتبہ کو دکھانے کے لیے ہر ایک کو دوسرے
بھائی بنا کر صرف علیؑ کو اپنے سینہ سے لگا کر کہا کہ تو ہی میرا بھائی میرا وزیر
دنیا و آخرت میں (تاریخ ابوالفدا۔ احیاء العلوم)

(۳) ذوی القربیٰ جن کی محبت خدا نے مسلمانوں پر واجب کی وہی اہلبیت رسول ہیں

جبکہ یہ آیت مودہ۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ نازل ہوئی۔

یعنی اے رسول مسلمانوں سے کہہ د
میں تم سے کوئی اجر رسالت نہیں طلب کرتا
صرف ذوی القربیٰ کی محبت چاہتا ہوں

تو صحابے نے پوچھا کہ آپ کے وہ کون قرابتی لوگ ہیں کہ جنکی محبت خدا نے ہم پر واجب کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ علیؑ و فاطمہؑ اور ان کے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ اس روایت کو امام احمد بن حنبل اور حاکم نے۔ طبرانی نے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ دیکھو صواعق محرقہ کے صفحہ ایکسو چار میں۔

نوٹ جبکہ مسلمان صحابہ و غیر صحابہ اور ازواج پیغمبر اہلبیت کی محبت و اطاعت واجب سمجھ کر صحابہ اور ازواج کی اطاعت بحکم خود مسلمانوں نے خود واجب کر کے آپ ہی خلافت کی ڈگری دیدی۔ پس صحابہ کی اطاعت و خلافت کے ماننے والے خدا و رسول کے مخالف و دشمن ثابت ہو رہے ہیں۔

اہلبیت کی محبت و اطاعت اور تسلیم خلافت کو خدا نے اسقدر اہمیت دی کہ رسول کی تمام محنتوں اذیتوں اور جانفشانیوں کا معاوضہ کبھی دنیاوی دولت و ثروت کو یا کہ لوگوں کی واہ واہ کرنے یا صرف خدا و رسول کے عشق و محبت رکھنے کو قرار نہیں دیا بلکہ خدا نے اپنی اور رسول کی محبت رضامندی کی تکمیل اہلبیت کی اطاعت و خلافت میں حق رسالت قرار دیا۔ جبکہ یہ حق صحابہ سے لے کر مع معتقدین صحابہ جیسے مسلمانوں سے ادا نہ ہو گا تو اب اسکی ذمہ داری و جوابدہی مسلمانوں پہ عاید ہوئی جسکے بابت قبر میں عرصہ محشر میں بعد اعتقاد خدا و رسول پہلے سوال ہو گا۔

حکم درود جس وقت کہ یہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔	بیشک خدا اور اسکے ملائکہ درود بھیجتے ہیں اپنے نبی پر۔ اے ایمان لانے والو تم بھی اسپر درود و سلام بھیجو جو کہ سلام بھیجنے کا حق ہے۔

اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان رسول پر درود بھیجنے لگے رسول نے
ان کی درود سنکر فرمایا کہ

لَا تُصَلُّوا عَلَیَّ صَلٰوۃَ الْبَتْرَاءَ مسلمانو مجھپر دم کٹی درود مت بھیجو

تب صحابہ نے پوچھا کہ دم بریدہ درود کیسی یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ تم
صرف مجھپر درود بھیجتے ہو اور میری آل کو شامل نہیں کرتے۔ پس اس ارشاد
حضرت کے زمانہ میں اہلبیت کے خاص معتقدوں سے بعض معتقد ظاہرداری
اصحاب بھی کیا ازواج یا کہ غیر بھی صل علی محمد و آل محمد کہکر درود بھیجتے
تھے جس طریقہ درود پر شیعیان علی حب سے برابر درود بھیجتے ہیں۔ اسوقت کسی
صحابی نے کسی زوجہ نے رسول سے درخواست نہ کی کہ اس درود میں یا اہلبیت
کے ساتھ کسی نسل و ذریت میں ہمکو بھی شامل کر دیجیے تو شاید حضرت اپنے اصحاب
ازواج کی جاں نثاری ایمانداری کی خاطر سے ممکن تھا کہ وآلہ کے بعد ازواجہ
و اصحابہ اجمعین کا اضافہ فرما دیتے لیکن حضرت کی جانب سے کسی کتاب میں
درود میں آلہ کے ساتھ اصحابہ و ازواجہ اجمعین جیسی دم دار درود کا ذکر ہی
نہیں کہاں یاران طریقت اصحاب و ازواج کے خاص اہل عقیدت نے درود
کی دو صورتیں دم کٹی اور دم دار اپنی خاص اعتقاد کی علامت نشانی قرار
دے لیا ہے اور وہ آیت کو لفظ آل سے خالی پاکر اور جو حکم رسول بعینہ حکم خدا ہے
کے بدستور سابق دم کٹی درود حضرت رسول یعنی صلے اللہ علیہ وسلم کہنے
اور لکھنے کے برابر عادی ہوگئے ہیں اور وآلہ بڑھانے سے کراہت کرتے ہیں
اور اگر کسی نے جس وجہ سے بھی آل پر درود بھیجنے کی مہربانی کی تو وآلہ کہنا اچھا

نہ سمجھا کیونکہ آل کو رسول سے اتصال علانیہ دکھائی دیتا تھا تو لفظ علیٰ بڑھا کر وعلیٰ آلہ کہنے سے آل کو رسول سے جدا کر کے فاصلہ دکھایا اور اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اور اصحابہ و ازواجہ اجمعین جیسی دم بریدہ درود بڑھا کر دم لیا اور اصحاب و ازواج کی ارواح کو خوش کیا خواہ خدا اور رسول اور اہلبیت کے خلاف ہو جائے بلا سے۔

( ) بغیر درود کے نماز بھی ناتمام ہے اور بغیر محبت اہلبیت عبادت حرام ہے

خود درود کا فائدہ اور ثواب تو الگ رہی دم بریدہ درود پڑھنے سے جاتا رہا اور اگر درود نماز میں قطعی نہ پڑھی جائے تو ایسی نماز ہی باطل ہو جائے گی۔

اور اگر مسلمانوں نے رسول کو اجر رسالت اہلبیت کی محبت اطاعت کرنے خلافت مان لینے سے ادا نہیں کیا تو ان کے سارے اعمال نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ بیکار ہو جائیں گے۔

( ) آل محمدؐ پر بحکم خدا صدقہ حرام ہے

عن مہران مولیٰ رسول اللہ قال قال رسول اللہ انا آل محمد لا تحل لنا الصدقۃ

مہران مولائے رسول سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ ہم آل محمد کے لئے صدقہ حرام ہے (کتاب سنن نسائی۔ مسند احمد بن حنبل۔ طحاوی۔ ابن حجر مکی کتاب اصابہ)

زکوٰۃ و خمس کی حقیقت اور سادات فاطمیہ کی بحکم خدا قدر و منزلت

خدا نے دنیا میں اپنے حبیب رسول پاک اور اسکے محبوب اہلبیت کو کسی کا ممنون احسان

ہونے نہیں دیا اور حجابات انکی خاطر کی وہ خدا کی قسم کا حجاب کی۔

(۱) ہزاروں برس سب سے پہلے خلق کر کے اپنی عبادت کے لئے صرف انہیں کو منتخب کیا۔

(۲) دُنیا و آخرت صرف محمدؐ و آل محمدؐ کی عزت کی خاطر قائم کی۔

(۳) محمدؐ و آل محمدؐ کو اپنی طرف سے حاکم اور ہادی بنا کر دُنیا میں تمام مخلوقات کے تغیر و تبدل اور تصرف پر اقتدار آخرت میں صراط۔ حوض کوثر پر اور تقسیم نار و جنت پر ان کو مالک و مختار بنا دیا۔

(۴) فطرہ جو روزوں کے ختم کے صدقہ زکوٰۃ جسم کی ہے اور صدقہ نچھاور کی مثل ہے چونکہ جسم کا میل دُنیا میں سب کے نزدیک ایک حقیر و ذلیل شے ہے اسلیے اُسکو خدا نے اپنے رسول اور آل رسول کے لیے قطعی حرام کر دیا اس لیے غیر سید اپنا فطرہ یا صدقہ کسی سید کو نہیں دے سکتا ہاں سید غیر اقوام کو دے سکتا ہے۔ لیکن مال کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ اور پانچواں حصہ خمس حق سلطنت جو کہ خدا نے اپنے لیے خاص مقرر کیا ہے وہ اپنے رسول اور آل رسول کے لیے بھی خاص کر دیا اب اسمیں زکوٰۃ تو سید کے علاوہ دیگر مسلمان مستحق بھی پا سکتے ہیں مگر خمس اپنے رسول اور اہلبیت کے لیے اپنے ساتھ مخصوص کر کے اور شرف درود و سلام سے سرفراز کر کے دُنیا میں بجز رسول سب کے ساتھ تمام ملائکہ اور انبیا پر ان کو افضل و اشرف اور معزز و ممتاز کر دکھایا۔

احسن الانتخاب ص۴۶۲ میں لکھا ہے کہ ابن عباس خمس اپنے لیے جائز سمجھتے تھے۔ عہد رسالت میں خمس کے پانچ حصے ہوتے تھے ایک حصہ خدا و رسول کا

ایک حصہ ذوی القربیٰ یعنی اہلبیتؑ کا۔ تین حصے یتیم۔ مسافر۔ اور مسکین کے
آنحضرتؐ کے بعد خلفا کے زمانہ میں حصہ رسول و ذوی القربیٰ کا ساقط
ہو گیا۔ حضرت ابن عباس نے حضرت عمر کے زمانہ میں لینا چاہا مگر انھوں نے
ان کے لیے جائز نہ رکھا۔ اور جناب امیر بھی صحابہ کی مخالفت پسند نہ کرتے تھے
(حسن الانتخاب صفحہ ۶۶)

نوٹ دسویں پارہ کی پہلی آیت واعلموا کو یہاں مسلمان اس بات پر غور کریں کہ
خدا اور رسول نے حقوق سلطنت میں اپنے ساتھ اہلبیت کا حق ولیعہدی و شہزادگی
دلا کر انکی شان ولیعہدی و شاہزادگی تمام دنیا کو خاصکر مسلمانوں کو علانیہ دکھادی
ہے۔ اور صحابہ جیسے یاران و آشنا کا یہاں یا کسی حق میں ذکر خیر بھی نہیں۔
لیکن بعد خدا و رسول صحابہ وہ ایک خود مختار پیدا ہوے کہ بغیر کسی
جنگ میں امر بنے بغیر خود زخم کھائے بغیر کفار کو قتل کر کے کسی جنگ کو فتح کیے۔
رسول کو جہاد میں دو مرتبہ چھوڑ کر بھاگ جانے جنازہ رسول کو چھوڑ دینے پر
رسول کے جائز حقدار وارث بن جائیں اور رسول کے اہلبیت کو حق خمس حق
فدک سے حق خلافت سے درود و سلام بھیجنے سے ان کے القاب و آداب سے
محروم و معطل کر کے خود ان کے جملہ فضائل و مناقب القاب آداب اور جملہ حقوق
کے حقدار کہلائیں اور امت محمدیہ کے کیسے اہل الرائے حق پرست محب رسول
و آل رسول ہیں کہ جملہ باتیں اپنی کتابوں میں دیکھ کر سن کر ذرا بھی انکا دل نہ پسیجے
اہلبیت کے حق میں انصاف کی بات ذرا بھی منہ سے نہ نکالیں قول خدا و رسول
معطل و بیکار یا قابل جرح اور تاویل کیا جائے مگر صحابہ کے قول و فعل برحق اور انکے

موافق روایات صحیح مانی جائیں اور اہلبیت کے موافق باتیں رد یا کر بے اثر کر دی جائیں۔ اور واقعی برحق بات کا منہ سے نکالنا۔ بدتہذیبی پر مبنی تصور کیا جائے

نزول ستارہ سے علیؑ کی وصایت و خلافت پر خدا و رسول کی پیشینگوئی

سورۂ والنجم کی پہلی آیت۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ — قسم ہے ستارہ کی جبکہ وہ آسمان سے گرا نہ گمراہ ہوا تمہارا رسول نہ بہکا

کتاب ینابیع المودۃ اور ذخائر العقبیٰ وغیرہ اکثر کتب اہلسنت میں ابن مغازلی شافعی نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک رات کو مکہ میں ہم قریش کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھے تھے اور ہم میں رسول اللہ بھی تشریف رکھتے تھے کہ ایک ستارہ نے آسمان سے ٹوٹ کر زمین کا رخ کیا تو اسوقت جناب رسولخدا نے فرمایا کہ یہ ستارہ جسکے گھر میں نازل ہوگا وہ میرے بعد میرا وصی اور میرا خلیفہ ہوگا۔ یہ سُن کر لوگ کھڑے ہو کر نظر کرنے لگے تو دیکھا کہ سیدھا علیؑ کے گھر اترا۔ بس بیساختہ حاضرین صحابہ وغیرہ نے بیباک ہو کر رسول سے کہا کہ لو کیا محبت علیؑ میں گمراہ ہوگیا ہے۔ بس اسیوقت خدا نے رسول کی طرف سے مسلمانوں کے جواب میں سورۂ والنجم نازل کر کے خلافت علیؑ کے بابت پیشینگوئی خود ستارہ نازل کرنے کی خوشخبری سُنا کر واقعہ کی تصدیق کے ساتھ بیہودہ خیالات کی تردید کی کہ مسلمانو علیؑ و فاطمہؑ کے گھر یہ ستارہ ہم نے اتارا ہے تمہارا رسول اُن کی محبت میں گمراہ نہیں ہوا وہ کوئی کام بغیر ہمارے حکم کے اپنی مرضی سے

علیؑ کا علم اور علیؑ کی شجاعت

( ) جناب امیرؑ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے ہزار باب علم کے مجکو سکھائے اور میں نے ہر دروازہ سے ہزار دروازے اور نکالے (از امام غزالی و تفسیر نیشاپوری و حمویئی)

( ) کنوز الحقائق میں بحوالہ دیلمی رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے بعد میری تمام اُمت میں علی ہو سب سے زیادہ عالم ہے اور زاہد ہے۔

( ) تفسیر ثعلبی اور تفسیر ابونعیم میں محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ پارہ ۱۳ سورۂ رعد کی آخری آیت ہے و من عندہ علم الکتاب سے مراد علی ابن ابیطالب ہے۔ جس کو خدا نے محمدؐ کی تصدیق رسالت کا دوسرا گواہ اپنے ساتھ مقرر کیا

( ) جنگ احد میں ہاتف غیبی جبریل کی آواز لا سیف الا ذوالفقار لا فتی الا علی سُن کر رسول سے اجازت طلب کر کے حسان بن ثابت نے یہ شعر فوراً نظم کر کے آنحضرت کو سنائے۔

جبریل نادی معلنا — والنقع لیس بمنجلی
جبریل نے باواز بلند ندا دی — جبکہ گرد غبار نہیں دفع ہوا تھا
والمسلمون قد احدقوا — حول النبی المرسل
اور مسلمان ہجوم کیے ہوئے تھے — گرداگرد نبی مرسل کے
لا سیف الا ذوالفقار — لا فتی الا علی۔

نوٹ یہ امتیازی میڈل و تمغہ خدا کی طرف سے فقط علیؑ کی جوانمردی کے ثبوت میں ملا ہے جیسا کہ دُنیا میں جان پر کھیل کر یا ہزاروں لاکھوں روپیہ دے کر تب سرکار سے تمغہ یا صرف حرفوں کے الفاظ کے خطابات پاتے ہیں۔

( ) جنگ خندق میں عمرو بن عبدود جیسے مشہور پہلوان کے قتل پر رسول نے علی کو کیا جتنے امتیاز تمغہ اور میڈل دیا ہے کہ جسکے مقابل تمام جن و انسان کی عبادتیں تا قیامت گرد گرد ہیں۔

ضربۃ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین الی یوم القیامۃ — بروز جنگ خندق علی کی ایک ضرب خدا کے نزدیک جن و انسان کی تا قیامت عبادت سے افضل و محبوب ترین ہے۔

( ) یوم ندعو کل اناس بامامھم — ہم بروز قیامت تمام قوم کے لوگوں کو انکے امام اور سردار کے ساتھ بلائیں گے۔

( ) کتاب فصول المہمہ میں زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر سے سنا ہے کہ ائمہ اثنا عشر آل رسول سے ہوں گے پہلے علی ابن ابیطالب اور ان کی معصوم اولاد امجاد۔

( ) مناقب مرتضوی کشفی ترمذی میں ہے کہ ۱۲ امام خلیفہ میرے اہلبیت سے ہونگے جنکو خدا نے میرا علم و فہم دیا ہے اول ان میں تو ہوگا اے علی اور آخر ان کا وہ مہدی قائم ہوگا کہ جسکے ہاتھوں پر مشرق و مغرب کے ملک فتح ہوں گے۔ تعمیر صحیح بخاری جلد ۴ سطر ۹ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۵۳ میں اور صحیح مسلم کے صفحہ ۱۱۹ سطر ۲۰ جلد دوم مطبوعہ نولکشور میں ترمذی شریف صفحہ ۱۲۳ میں مودۃ القربی کے صفحہ ۹۶ ینابیع المودۃ کے صفحہ ۴۴۳ وغیرہ مختلف احادیث میں رسول سے روایت ہے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ کل قریش سے ہونگے۔ اور مودۃ القربی میں بنی ہاشم سے ہوں گے ان بارہ خلفا کے نام کتاب مناقب خوارزمی

ہیں واثلہ بن اسقع سے منقول ہیں اور علامہ شیخ سلیمان قندوزی حنفی نقشبندی نے اپنی کتاب ینابیع المودہ میں تفصیل کے ساتھ تحریر کیے ہیں۔

اور بعض کتب میں جابر ابن عبداللہ انصاری سے رسول اللہ نے بارہ اماموں کے نام تعلیم فرمائے اور نیز معالم التنزیل میں اثنتی عشرۃ اسباطاً کی تفسیر میں اولاد یعقوب کو بارہ اسباط کے بموجب رسول کے نواسے حسنؑ و حسینؑ سبط رسول کہے گئے۔ سبط یعنے اولاد اور جتھا کے ہیں۔ اور کتاب فرائد السمطین میں بحوالہ ینابیع المودہ صفحہ ۴۴۰ میں لکھا ہے کہ جب بارھویں امام مہدیؑ ظہور فرمائینگے تو عیسےٰؑ بن مریم آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے اور امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے اس وقت زمین نور جبین سے منور ہو جائے گی اور حضرت کی حکومت شرق سے غرب تک عام ہوگی

بارھویں امام مہدی آخرالزماں کی بحکم خدا حیات

کتاب الیواقیت والجواہر میں شیخ عبدالوہاب شعرانی جلد دوم کے صفحہ ۱۲۷ مبحث ۶۵ میں ہے عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے :-

کہ حضرت مہدی امام حسن عسکری کے فرزند ہیں جو پندرھویں شعبان ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے اور وہ باقی رہیں گے یہاں تک کہ عیسیٰ بن مریم سے ملاقات ہوگی پس اس حساب سے ہمارے موجودہ ۹۵۸ھ تک آپ کی عمر شریف سات سو تین برس کی ہوئی۔ یہی روایت تذکرہ خواص الامہ میں بھی ہے۔

اور کتاب البیان کے باب ہفتم میں محدث ابو عبداللہ محمد بن یوسف

شافعی نے بھی امام مہدیؑ کے زندہ موجود ہونے کو لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کی لقا ناممکن نہیں ہے جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت خضرؑ و الیاسؑ قیامت تک زندہ ہیں۔ اور ملا جامی اور حضرت شیخ شمس الدین تبریزی اور مولانا رومی اور سید نعمت اللہ ولی بھی آپ کے زندہ ہونے کے قائل ہیں۔

(دیکھو ینابیع المودہ صفحہ ۴۴۲ میں)

اور کتاب مسند احمد حنبل۔ حاکم و نوادر الاصول و ابو یعلیٰ و طبرانی و سیوطی احیاء المیت میں رسولؐ سے منقول ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

حضرت علیؑ نے رسولؐ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ستارے آسمان والوں کے لیے امان ہیں جب ستارے جاتے رہینگے وہ بھی جاتے رہینگے اور میرے اہلبیت زمین والوں کے لیے امان ہیں جب میرے اہلبیت میں سے بارھواں امام آخری حجت خدا زمین سے اٹھ جائے گا تو زمین بھی نہ رہیگی اور قیامت نمودار ہو گی۔

اہلبیت سے دوستی و دشمنی رکھنے والے کا نتیجہ

اسکے متعلق آیت کے علاوہ بہت احادیث ہیں چنانچہ ذخائر العقبیٰ اور ینابیع المودہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص اہلبیت سے بغض و عداوت رکھ کر ہزاروں حج کرے نماز و روزے رکھے تو وہ دوزخ میں جائے گا۔ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ جو شخص میرے اہلبیت پر ظلم کرے ان سے لڑے انکو لوٹے قید کرے ذلیل حقیر کرے اُس پر بہشت حرام ہے۔

آیت فاذّن مؤذّن بینھم ان ... پس ندا کرے گا (روز قیامت) موذن منادی

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ○ (کہ بے شک اللہ کی لعنت ظالموں پر ہے)

اس آیت کی تفسیر میں حاکم عالم اہلسنت نے اپنی کتاب مستدرک میں ابن عباس سے روایت لکھی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میرے بہت سے نام کتاب اللہ میں ہیں کہ لوگ نہیں جانتے ان میں سے مؤذن بھی ہے یعنی میں بروز قیامت لوگوں میں پکار کر ان ظالمین پر خدا کی لعنت بھیجوں گا کہ جنہوں نے میری ولایت و محبت کی تکذیب کی اور جنہوں نے میرے حق خلافت کو خفیف سمجھا۔

(۷) فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ — لوگو پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے ہو

تفسیر ثعلبی میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مراد اہل ذکر سے ہم اہلبیت ہیں۔

(۸) وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ — راسخون فی العلم سے مراد ائمہ معصومین ہیں (تفسیر درمنثور سیوطی جلد دوم صفحہ ... مطبوعہ مصر)

الحق مع علی

اسن الانتخاب کے صفحہ ۴۴۳ میں اسقدر روایات اس حدیث (کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے) کے متعلق موجود ہیں جس سے علی کے خلاف لوگوں کے اعتقاد اور عمل باطل ہو گئے۔ جسکے راوی ابوسعید خدری ہیں کہ حضرت نے یہ فرمایا الحق مع علی حق علیؑ کے ساتھ ہے (ابن مردویہ)

عبدالرحمن ابن سعید راوی ہے کہ ہم چند مہاجرین کے ساتھ خدمت رسول میں تھے کہ آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ حق ان کے ساتھ ہے۔

ابوذر غفاری نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے حوض کوثر تک جدا نہ ہونگے۔

حضرت عائشہ نے کہا کہ حضرت نے فرمایا کہ حق علیؑ کے ساتھ پھرتا ہے جدھر علیؑ پھریں۔ (کنز العمال)

خود جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسولؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ حق تیرے ساتھ ہے تیری زبان پر ہے تیرے دل میں ہے تیری دونوں آنکھوں میں ہے۔ (مناقب خوارزمی)

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ علیؑ حق پر تھے جس نے انکی پیروی کی حق کی پیروی کی جس نے ان کو چھوڑا حق کو چھوڑا یہ آج سے پہلے عہد ہو چکا ہے (کنز العمال)

ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے لیکن لوگ دنیا کی طرف مائل ہو گئے۔

بیشک میں نے آنحضرتؐ کو جناب امیرؑ سے فرماتے سنا ہے کہ اے علیؑ تو حق کے ساتھ ہے اور میرے بعد تیرے ساتھ ہے (ابن مردویہ)

بعد فراغت جنگ جمل محمد بن ابی بکر نے حضرت عائشہ سے (جبکہ وہ بصرے سے اپنے گھر تشریف لے گئیں) خدا کی قسم دے کر پوچھا کہ آپ مجھے آنحضرتؐ کا قول جو آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے فرمائے انھوں نے کہا کہ بیشک ہے۔ پھر آپ نے نہروان والوں اور ذوالثدیہ کا حال پوچھا مسروق تابعی بیان کرتا ہے حضرت عائشہ فرمانے لگیں کہ بیشک علیؑ حق پر تھے میں ایک ایسی عورت تھی کہ جو سسرال والوں کے بس میں تھی جو کہ حضرت طلحہ و زبیر کی وجہ سے جنگ میں آئی (ابن مردویہ)

حذیفہ بن یمان نے کہا کہ حضرت نے فرمایا کہ علیؑ اچھوں کے سردار اور بروں کے

قاتل ہیں جس نے ان کی مدد کی اس نے خدا سے مدد پائی جس نے انھیں چھوڑا وہ ذلیل ہوا حق انھیں کے ساتھ ہے تم بھی ان ہی کی پیروی کرنا (ابن مردویہ) ابو رافع سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے ابو رافع تیرا کیا حال ہوگا جب قوم علی سے جنگ کرے گی علی حق پر ہونگے وہ باطل پر ہونگے خدا کی راہ میں انکے ساتھ جہاد میں رہنا ہوگا۔ جو شخص جہاد کی قوت نہ رکھتا ہو اسکو چاہیے کہ ان کا زبان سے ساتھ دے اگر زبان سے نا در نہ ہو تو دل سے ساتھ دے اگر تم وہ زمانہ پاؤ تو تم میری طرف سے لوگوں کو دعوت دینا کہ علیؑ کی مدد کریں۔ ابو رافع اپنی زمین خیبر میں بیچ کر مع اہل و عیال علیؑ کے ہمراہ ہو کر انکی شہادت تک ساتھ رہے اور امام حسنؑ کے ساتھ مدینہ واپس آئے صفحہ ۳۴۷ میں احسن الانتخاب کی یہ حدیث مع روایات مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھے۔

(۷) **القرآن مع علی** حضرت ام سلمیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ حوض کوثر تک جدا نہ ہوں گے۔ (طبرانی۔ دیلمی۔ ابن مردویہ)

اور یہ بھی فرمائی ہیں ابوذر غفاری کے غلام ابو ثابت سے کہ جب لوگوں کے دل اپنی خواہشوں کی طرف تھے تو تیرا دل کدھر تھا اُس نے کہا کہ علیؑ کی طرف ام سلمیٰؓ نے کہا ٹھیک ہے میں نے رسولؐ کو فرماتے سُنا کہ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے حوض کوثر تک جدا نہ ہونگے میں نے اپنے بیٹے عمر اور بھتیجے عبداللہ ابن امیہ کو حکم دیا کہ علیؑ کے ہمراہ ہو کر جہاد کرو آنحضرت نے ہم عورتوں کو پردوں میں بیٹھنے کا

علم دیا ہے ورنہ میں خود حق کر علیؑ کی طرف سے صف میں جا کھڑی ہوتی

ابن مردویہ اور ابن عقدہ کتاب المناقب میں حضرت ام سلمیٰ
روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے مرض وصال میں صحابہ کرام سے فرمایا کہ
عنقریب دنیا سے رحلت کرنے والا ہوں میں تم سے پہلے ہی (غدیر خم کے موقع پر)
کہہ چکا ہوں کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں ایک کتاب
اور دوسری عترت یعنی اہلبیت۔ پھر جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا کہ یہ
کے ساتھ ہے جب تک کہ حوض کوثر پر وارد نہوں یہ آپس میں جدا نہ ہونگے
تم سے پوچھونگا کہ تم نے میرے بعد انکے ساتھ کیا سلوک کیا۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت کے تشریف آوری کے منتظر
کہ اتنے میں آپ تشریف لائے نعلین مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا اسکو جناب
امیر کو ٹانکنے دیا۔ اور فرمایا تم میں سے ایک ایسا شخص ہے جو تاویل قرآن
پر جنگ کرے گا اس طرح جیسے میں نے تنزیل قرآن پر جنگ کی حضرت
ابو بکر نے پوچھا کہ یا حضرت وہ شخص میں ہوں گا فرمایا کہ نہیں حضرت عمر
بولے کہ میں فرمایا کہ نہیں لیکن یہ جوتہ سینے والا (خاصف النعل) ہے۔

اس حدیث کو امام احمد حنبل نے مسند میں اور امام نسائی نے سنن میں اور
محی السنہ نے مصابیح السنہ میں اور ابو حاتم ابو یعلی ابن حبان نے اپنی مسند
میں۔ اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا میں اور دیلمی صغیر نے فردوس الاخبار
میں روایت کیا ہے۔ اور حاکم کا قول ہے کہ یہ روایت بخاری و مسلم کی صحیح ہے

نوٹ | بکو المسنت کتب سے حق اور قرآن دونوں علیؑ کے ساتھ مخصوص ہونگے

قو باقی کل حریفے اور اعتقادات علیؑ کی خلافت بلافصل کے خلاف ہو گئے

رسول کی بعثت اور بتوں سے کعبہ کی طہارت ولادت علیؑ کی منتظر تھی

خدائے واحد کے خانۂ یکتا کعبہ شریف میں کفار عرب نے مداخلت بیجا کرکے ایک دو نہیں تین سو ساٹھ چھوٹے بڑے بت نصب کرکے اُنکی پوجا شروع کردی ایک حبیب و طاہر حرم کو دیر اور کعبہ کو بتکدہ بنا دیا۔ خدا نے حسب ذیل وجوہ مصلحتاً کچھ پرواہ نہیں کی اپنے رسول سے اپنے زبردست فرشتوں سے اور قہر و جلال جیسی قدرتی طاقتوں سے کچھ کام نہیں لیا۔

مصلحت کُلّی یہ تھی کہ خدا تو خود ہی لامکان اور لازوال ہے اسکو کسی گھر کی حاجت نہ تھی ہاں کعبہ جیسے مقدس اپنے سے منسوب گھر میں مظہر شان الٰہی ایک بندہ خدانما کی صورت میں وجہ اللہ لسان اللہ پیدا کیا جائے کہ جو خانہ زاد خدا یا والی اہل بیت اللہ ہو کر گھر کو بتوں کی نجاست سے خود پاک کرکے بزرگی دیگا۔ ورنام و نشان خلیلؑ و اسمٰعیلؑ کو تاقیامت طہارت کے ساتھ باقی رکھے اور خود کو مالک و مختار خانہ کعبہ اور وارث اختیارات نبی ثابت کردے۔ مدتوں انتظار دیکھتے دیکھتے آخر کو انتہائے شوق تمنا میں ۱۳ رجب کو دیوار کعبہ بحکم خداوندی شق ہو گئی۔ مادر علیؑ کو جلد اپنی آغوش میں لے کر بیت میں لے گئی اور ان کے بطن سے ایک خانہ زاد خدا علیؑ کی صورت میں جلوہ نما کر دیا۔

(۲) بتوں کے باقی رکھنے کی وجہ خدا نے کعبہ میں اپنے مخالف دشمن مورتوں کو باقی اور اپنے خاص گھر میں انکی مداخلت بیجا و مخالف عبادت کی نازیبا اور علیؑ کی خاطر اسلئے گوارا رکھا کہ دنیا میں بجائے فرشتوں یا رسول کے علیؑ ہی دشمن

رسول پر پڑھ کر بت شکن مشہور ہوں اور عرب کے کل کفر یعنی تین سو سا
ٹھ بتان اصنام کی غلبہ و کثرت کے سامنے علیؑ کے عین ایام ولادت میں خو
دنا فرشتہ ہو کر نظر نہ ڈالنے سے انکے کل ایمان کا منظر دنیا ابھی سے
دیکھ لے اور ایام نادانی میں لغیہ خدا قوی و دانا کی بات رکھتے اور
غالب اور قوی تر دکھا کر اپنے خدائے غالب کل غالب کا لقب حاصل کر
اور خلافت اول کے منکرین کے منہ سے تا قیامت کرم اللہ وجہہ کہ
اپنے کو صحابہ سے بدرجہا افضل ثابت کر دکھائے (اور سمجھئے
کہ جب تم نے علیؑ کی پیشانی یا نظر بتوں کی جانب نہ جھکنے تین دن
آنکھیں بند رکھ کے آغوش میں آکر رسولؐ کے چہرہ پر پڑنے سے علیؑ کے کل
ایمان کی تصویر دیکھ کر فقط انھیں کو کرم اللہ وجہہ کہنا واجب کر لیا ہے تو ایسے
کامل الایمان معصوم بچہ کو کہ جسکے ایام طفلی کی ذہانت نے تین سو ساٹھ کفر
تعداد کثرت پر خدائے واحد کو بحالت موجودہ طفولیت بغیر کسی بزرگ کے بتا
خود ہی غالب اور قوی تر سمجھ لیا ہو) بطن کعبہ سے آنکھ بند نکلتے آغوش محمدؐ میں
اور سورہ محمدؐ پر نظر ڈالتے مسکراتے اور آیہ قد افلح المومنون کی قبل از نزول
قرآن تلاوت کرتے بخوبی اپنی آنکھوں سے اپنی معتبر کتابوں سے مشاہدہ کر لیا
جسکی مثال اور صورت تمام ملائکہ و رسا انبیا میں بھی نہ ملے گی. تو پھر بعد رسو
صحابہ کو کس شے نے مجبور کر کے اپنے تیس چالیس برس کے کفر کے بعد آدمی
کے مقابل خود کو علیؑ سے مقدم کر کے خود کو امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کہ
لینا کر لیا اور ان کے معتقدین کو کونسے عقل و انصاف نے خدا کے خوف نے

بات پر نا قیامت کیوں مجبور کر دیا کہ تم آدمے تھائی ایماندار وں کو اسلام لانے پر بھی مجسم ایمان رسول کو میدان جنگ میں چھوڑ کر پیلوں گھڑیوں کے فاصلے ایک دفعہ نہیں متعدد دفع دور کر لینا اور رسول جیسے ایمان کے مقابل اپنی جان عزیز کو بچا کر پھر آخری جنازہ کے شرف زیارت سے خود کو محروم کر کے وفادار جاں نثار یار غار ثابت کر دکھایا ہو۔ ایسے ایمانداروں کو علی سے افضل و اشرف کر کے تاج خلافت بجائے علی ع صحابہ کے سر پہ دیکھنا گوارا کر لینا کونسی ایمانداری ہو راہ نجات حاصل کرنے کی کیا بہترین تقلید اختیار کی ہے۔

(۷) رسالت کی تکمیل علی کے جشن تاجپوشی پر منحصر تھی

قبل بلوغ یا بعد بلوغ اپنے حبیب خاص رسول پاک کو خدا نے مرتبہ رسالت پر اسلئے فائز نہیں کیا کہ علی ع ان کے خاندان کا قریبی مصدق اپنے نو دس سال کی معتبر عمر پر پہنچے تو رسول کے دعوائے نبوت کی صداقت کا اثر غیروں پر مکمل ہو جائے اور دنیا میں رسول کا دعوئے بے اثر ہو اور ایک بھائی کی آواز اسلام کو دوسرا بھائی اپنی آواز لبیک سے سنبھال کر قوی تر ثابت کر دکھائے۔ اور اگر علی جیسا ایماندار بندہ پہلے کعبے میں نہ پیدا کیا جاتا جو ماں سے آنکھیں بند کر اکر چہرہ رسول پر نظر ڈلوا کر آغوش رسالت میں نہ پالا جاتا تو بتائیے دنیا میں کونسا ایماندار تصدیق رسالت کے لئے سامنے آتا۔ اور محمدؐ کے بازوؤں کو مضبوط اور کمر کو مستحکم کر سکتا تھا اسلیے خدا نے علیؑ کی ولادت میں اور پرورش میں کفر کی ہواؤں سے بچانے کا کیسا کچھ قدرتی انتظام کیا اور اپنے رسول کو اپنے اظہار نبوت میں نجاموشی اتنے زمانہ تک منتظر و امیدوار

بنائے رکھا۔ چنانچہ رسول کی تصدیق رسالت کا پہلے خدا گواہ بنا اور اپنے
ساتھ دوسرا گواہ امیر کاجی کو کھڑا کر دیا۔ اُدھر آیہ وانذر عشیرتک الاقربین
کے آنے پر رسول نے اپنے قبیلہ کے چالیس سرداروں کے سامنے اپنی نبوت
کر او علیؑ کی آواز لبیک پر انکی وزارت و نیابت کو ظاہر کر دیا۔

رسول نے آیہ وانذر عشیرتک الاقربین کے نازل ہونے پر اپنے
اظہار نبوت و رسالت کے ساتھ علیؑ کی وصایت و خلافت کا اور اُس کے
ساتھ کل ائمہ اہلبیت کی خلافت اور مذکورہ بالا بہت سی آیات و احادیث
سے انکے فضائل و مناقب کو اپنے اور خدا اور قرآن کے ساتھ خصوصیت
اتحاد کو جسقدر صحابہ کے سامنے رکھا ہے اتنا کسی نبی نے کار تبلیغ انجام
نہ دیا ہوگا علیؑ کے علاوہ فاطمہ جیسی بیٹی کے سامنے آتے وقت کھڑے
ہو کر اسلیے تعظیم کیا کرتے تھے کہ وہ ام الائمہ تھیں اور تا قیامت شجرۂ امامت
اور نام خدا اور امر ہدایت اور تحفظ شریعت ان کی اولاد کے ذریعہ باقی
رہنے والا تھا۔ نیز آیہ تطہیر نازل ہونے پر بعض کے نزدیک چھ مہینے
بعض کہتے کہ نو ماہ تک رسولؐ علی الصباح علیؑ و فاطمہؑ کے دروازے پر
جا کر کنڈی کھٹکھٹاتے اور باواز بلند محلہ والوں کو سنانے کے لیے یوں سلام
کیا کرتے تھے کہ السلام علیکم یا اہل بیت النبوۃ و معدن
الرسالۃ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و
یطہرکم تطہیرا۔

نوٹ | یہ روایت اسقدر کتب اہلسنت میں ہے درمنثور سیوطی تفسیر ا

ابی حاتم۔ طبقات ابن سعد۔ طبرانی۔ مسند محمد بن حنبل۔ ترمذی شریف۔
حاکم کی کتاب مستدرک میں۔ ابن منذر۔ ابن ابی شیبہ وغیرہ اکثر احادیث
تفاسیر میں موجود ہے بحکم خدا اسلئے آپ سلام بھیجا کرتے تھے کہ مجلس والے اور
دیکھنے سننے والے صحابہ اور غیر صحابہ سب ان خانہ سیادہ کی اور خود علی محمد و فاطمہ
اور ان کے بیٹوں کی عظمت و رفعت میری طرح اور انکی اطاعت و حکومت با عظمت
میری طرح کریں انکی مخالفت سے کہیں منحرف نہ ہو جائیں۔
اسکے علاوہ حسنین کی مرضی کی تابعداری اور ناز برداری کو دوش مبارک پر
چڑھا کر خود ناقہ کی طرح چل کر بول کر دکھایا۔ پھر عبادت میں خطبہ چھوڑ کر
حسین کو گود میں اٹھا کر اور بحالت سجدہ پشت پر سوار ہو جانے پر خدا کی
اطاعت میں حسین کی اطاعت و مرضی پر بحکم خدا رسول کو سر نہ اٹھانے کی
تاکید کرنے پر عبادت خدا میں اطاعت حسین کا تماشہ صحابہ کیا جملہ مسلمانوں
کو خدا اور رسول کے دکھانے سے عبرت اور سبق حاصل کرنا چاہیے کہ جنکی مرضی
عین مرضی خدا و رسول ہو جنکی اطاعت عین اطاعت خدا و رسول ہو وہ بعد
رسول امام اور حاکم وقت نہ بنائے جائیں ان کے بجائے وہ حاکم اسلام
خلیفہ رسول کیے جائیں کہ جو خدا و رسول سے کوسوں دور ہو چکے ہوں۔
بعد مذکورہ آیہ وانذر عشیرتک الاقربین کے دوسری آیت بارہویں
پارہ سورہ ہود میں فلعلک تارک بعض ما یوحیٰ الیک آئی پھر جبکہ
آپ آخری حج کے لئے داخل مکہ ہوئے اور آیہ اذا جاء نصر اللہ والفتح
نازل ہوا آپ نے مسجد خیف میں درمیان خطبہ کے علی اور دیگر ائمہ کے خلیفہ ہونیکا

بیان کیا۔ جب سُن کر لوگ بیچین ہو گئے جن مسلمانوں کی کیفیت دیکھکر رسول اللہ غضبناک ہو گئے یا پانچویں ذی الحجہ کو بی بی عائشہ تشریف لائے ان کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ ہم آدمیوں کو اک امر کا حکم دیتے ہیں اور وہ اسمیں تردد کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ کی اس روایت کی شرح امام نووی نے ۳۹۰ میں غصہ کی وجہ یہ لکھی ہے کہ شرع کی جنگ ہو رہی تھی اور صحابہ حضرت کے حکم (بابت خلافت علیؑ) قبول کرنے میں دیر کرتے تھے۔

دیگر کتب اہلسنت سے مفصل قصہ مشورہ قتل رسول حقیقت کعبہ کے صفحہ ۶۰ و ۱۶ میں دیا ہے۔ ترک کیا جاتا ہے۔

چوتھا حکم والعصر میں فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب یعنی اے رسول جبکہ تم حج کے فرائض سے فارغ ہو تو امر خلافت علی کو قائم کر کے اپنے خدا کی طرف مایس ہو جاؤ۔ آپ نے وقت کی ناموافقت سے کعبہ میں حج کے موقع پر اظہار خلافت علیؑ میں توقف کیا اور بعد فراغت حج غدیر خم کے قریب پہونچے تھے کہ جبرئیل با تاکید حکم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل علیك من ربك نازل ہوا۔

اس آیت کے متعلق تفسیر در منثور سیوطی اور ابن حاتم۔ ابن مردویہ ابن عساکر ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ یہ آیت بروز غدیر خم نازل ہوئی اور ابن مسعود صحابی بیان کرتے ہیں کہ ہم زمانہ رسول میں اس آیت کے لفظ من ربك کے بعد ان علیا مولی المومنین بھی پڑھکر

وان لم تفعل سے آخر آیت تک پڑھا کرتے تھے۔

اہلسنت کی تفسیر مجمع البیان میں ثعلبی اور خشکانی وغیرہ نے اپنی تفسیر میں واقعہ غدیر خم کو پورا لکھا اور کتاب ریاض النظرہ فی مناقب العشرۃ جلد دوم کے صفحہ ۲۱۷ میں ابن عدی نہروانی سے ہے کہ حضرت نے جناب امیرؑ کو روز غدیر خم بلا کر اپنے ہاتھ سے دستار بندی کی اور کجاووں کے منبر پر جا کر بعد حمد و ثنائے الٰہی اول حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ ارشاد کی۔

حدیث ثقلین: انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی ولن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض

مسلمانوں میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور اہلبیت میری عترت جب تک تم ان کو مضبوط پکڑے رہوگے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے اور وہ ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ وہ حوض کوثر پر وارد ہوں۔

حدیث سفینہ: مثل اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وھوی۔

اور میرے اہلبیت مثل کشتی نوح کے ہیں جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے منہ پھیرا یا وہ ڈوبا اور ہلاک ہوا۔

الست اولیٰ بکم من انفسکم۔ قالوا بلیٰ۔ تین بار آپ نے اقرار کرا کر تب علیؑ کے دو کر پکڑ کر بلند کیا اور چاروں طرف دکھاتے ہوئے فرمایا کہ من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اسکے علیؑ مولیٰ ہیں۔

جس کو سن کر اول صحابہ و ازواج نے پھر مختلف شہروں کے ہزاروں

صحابیوں نے بیعت و مبارکباد دی علیؑ کی امامت و خلافت بلافصل پر ادا کی۔

حضرت عمرؓ کا قول مبارکباد دی اور قبول بیعت خلافت علیؑ

حضرت عمر نے علیؑ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اس طرح مبارکباد دی۔

بَخٍ بَخٍ لَکَ یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ مَوْلَایَ وَمَوْلَا کُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَۃٍ۔

کتاب مودۃ القربیٰ کے صفحہ ۱۶ میں علی بن شہاب الدین ہمدانی نے خود عمر ابن خطاب سے روایت کی ہے کہ جبکہ رسول نے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ فرمایا خدا کو گواہ کیا کہ تو شاہد رہنا اسوقت یہ لوگ سب اقرار خلافت علیؑ کر رہے ہیں تو اسوقت میرے پہلو میں ایک جوان خوبصورت خوشبودار نے مجھ سے کہا کہ اے عمر خدا نے خلافت علیؑ کی گرہ ایسی لگادی ہے کہ سوائے منافق کے کوئی مومن اسے نہ کھولے گا اے عمر تو خدا سے ڈرنا اور اسے نہ توڑنا۔

وہ جوان حضرت جبرئیل تھے کہ جنہوں نے عمر کو آئندہ کے فتنوں سے ڈرایا تھا۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ کے ختم ہونے پر فوراً آیہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا نازل ہو کر خلافت علیؑ کے منعقد ہو جانے پر خدا نے بتا دیا کہ آج بعد تعین خلافت علیؑ مسلمانو تمہارا دین اسلام میں نے کامل کر دیا اور اپنی نعمتوں کا تم پر اتمام کر دیا اور تمہارے دین اسلام سے راضی ہو گیا۔

مذکورہ آیات کے نزول کو معہ واقعہ جشن خلافت علیؑ اہلسنت کی اکثر معتبر کتابوں میں لکھا ہے مثلاً ابن مردویہ نے مناقب علیؑ میں اخطب خوارزمی۔ خصائص علویہ میں امام نسائی نے۔ تذکرہ خواص الامہ میں ابن جوزی نے۔ حموینی نے فرائد السمطین میں (.) کفایۃ الطالب میں محمد بن یوسف شافعی کنجی نے۔ رسالہ الازہار میں علامہ سیوطی نے۔ اور حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب ما نزل من القرآن فی علی میں پورا واقعہ مع اشعار حسان بن ثابت درج ہے۔ اور ذی الحجہ کی اٹھارہ تاریخ بھی دی ہے۔ اس وقت خوشی کے جذبہ میں حسان بن ثابت نے رسول اللہ سے اجازت لے کر فوراً فی البدیہہ اک قصیدہ نظم کرکے مجمع عام میں پڑھ کر سنایا اور رسول کے مقصد مولیٰ کے کثیر معنوں میں علیؑ کے امام اور خلیفہ بلا فصل ہونے کو اور آیہ اکملت لکم دینکم الخ کے شان نزول کو اپنے اس قصیدہ میں صاف طور سے ظاہر کر دیا۔

اور گروہ مشائخ قریش سے خطاب کرکے کہا کہ اے گروہ مشائخ میرے اس کلام کو آنحضرتؐ کی گواہی سے سنو کہ جو آیہ تبلیغ اور آیہ اکملت لکم دینکم کی شان اور مقصد کو بتاتا ہے۔

(۱) یناديهم يوم الغدير نبيهم
بخمٍّ واسمع بالرسول مناديا
(۲) يقول فمن مولاكم ووليكم
فقالوا ولم يبدوا هناك التعاميا

غدیر خم کے روز مسلمانوں کے نبی نے منادی کرائی کہ
رسول کی منادی تو سب سے زیادہ سننے کے قابل ہے
فرماتے ہیں کہ مسلمانو! تمہارا کون مولی اور
ولی ہے تو لوگوں نے بلا تامل کہا

(۲) الٰهك مولانا وانت وليّنا
فلم تلقَ منّا فی الولایة عاصیا
(۳) فقال له قم یا علی فانّنی رضیتك
من بعدی اماما وهادیا
(۴) فمن کنت مولاه فهذا ولیّه
فکونوا له انصار صدق موالیا
(۵) هناك دعا اللّٰهمّ وال ولیّه
وکن للذی عادا علیا معادیا
(از کتاب ما نزل فی القرآن
فی علی من حافظ ابو نعیم)

(۲) کہ آپ کا خدا ہمارا مولیٰ ہے اور آپ
ہمارے ولی ہیں آپ ہم میں کسی کو بھی نافرمان نہ پائینگے۔
(۳) پس رسولؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ اٹھو میں تمکو
اپنے بعد امام اور ہادی بنانے سے راضی ہوں۔
(۴) پس جو مجھکو اپنا مولیٰ سرپرست سمجھتا ہو وہ بھی
علیؑ کو بھی اپنا مولیٰ اور سرپرست سمجھنا چاہئے۔
پس لوگو تم اسکے سچے دوست اور مددگار ہو جاؤ۔
(۵) پھر آپ نے دعا فرمائی کہ خدایا جو علیؑ کو دوست
رکھے تو بھی اسے دوست رکھ اور جو علیؑ کو دشمن رکھے اسے
تو دشمن رکھ۔

اشعار قیس بن سعد بمقام جنگ صفین

(از تذکرہ خواص الامہ از سبط ابن جوزی)

(۱) قلتُ لمّا بغی العدوّ علینا
حسبنا ربّنا ونعم الوکیل
وعلیٌّ امامنا وامامٌ
لسوانا اتی به التنزیل
یوم قال النبیّ من کنتُ مولاه
فهذا مولاه خطبٌ جلیل

کہا میں نے جبکہ ہمارے دشمن نے ہم پر بغاوت کی
ہمارے لئے ہمارا رب کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے
کہ علیؑ ہمارے امام ہیں اور ہمارے سوا
کے امام بھی جس پر قرآن نازل ہوا ہے
جس روز کہ نبی نے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں
پس اسکا علیؑ مولا ہے یہ خطاب بزرگ ہے

إنما قاله النبي على الأمة — سوا اسکے نہیں کہ نبی نے امت سے جو کہا تھا

حتم ما فيه قال وقيل — کہ جسکے ارشاد میں امت کو قیل وقال نہیں ہو سکتا

مذکورہ بالا اشعار حسان میں قول رسول من کنت مولاہ سے حسان صحابی نے امام وخلیفہ کے معنی سمجھے تھے ان کو اپنے قول رضیتک من بعدی اماما وھادیا سے صاف ظاہر کر دیا۔

اور قیس بن سعد نے بھی مقام جنگ صفین میں واقعہ غدیر کی طرف معاویہ کے لشکر کو خاص کر متوجہ کیا ہے کہ مسلمانو اپنے رسول کے قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو پھر یاد کر لو جبکہ انھوں نے مقام غدیر خم پر امت کے سامنے حتمی طور پر علی کے امام اور خلیفہ بلا فصل ہونے کے بارے میں ارشاد کیا تھا۔ بیشک خدا ہمارا رب اور اچھا وکیل ہے اور علی ہمارے اور سب کے امام ہیں جسپر قرآن شاہد ہے۔

اسکے علاوہ جبکہ خلافت مرتضی علی ؑ کی خبریں حاجیوں نے اپنے اپنے مقامات پر مشہور کیں تو بہت سے لوگ باوجود بیعت کے علی ؑ کی خلافت سے ناخوش ہوئے چنانچہ ایک قریہ سے نعمان بن فہری بھی سن کر غیظ میں آیا اور اونٹنی پر سوار ہو کر رسول کی خدمت میں آ کر کہا کہ اے رسول ؐ تو نے خدا کو منوایا ہم نے مانا اپنے نبوت و رسالت کا اقرار کرایا ہم نے مان لیا لیکن آپ نے علی ؑ کو امام وخلیفہ اپنی مرضی سے کیا کہ خدا کے حکم سے تو اسوقت اس نے بحالت غضب اپنے حق میں بد دعا کی کہ اے خدا تو مجھ پر عذاب نازل کر میں علی ؑ کو اپنا حاکم اور خلیفہ ماننے کو پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ

اسیوقت فوراً عذاب نازل ہوا اور ایک کنکری آسمان سے اسکے سر پر لگی اور نیچے سے نکل گئی بیچ اونٹنی کے وہ شخص وہیں ہلاک ہو گیا۔

انکار خلافت علیؑ کے اس عبرتناک واقعہ کو خدا نے خاص طور سے سورہ معارج کی پہلی آیتوں سے ظاہر کر دیا۔

خدا فرماتا ہے کہ سئل سائل بعذاب واقع لیس لہ دافع کہ ایک سائل نے عذاب واقع کا سوال کیا کہ جس کا کوئی بجز خدا دفع کرنے والا نہ تھا۔

پس بعد ظاہری بیعت کے علیؑ کی خلافت سے انکار کرنے والے یا خود کو بجائے ان کے خلیفہ بننے بنانے والے حضرات [illegible] کے قصیدہ سے مقصد رسول حاصل کرکے یا کہ نعمان فہری کے اظہار مقصد کے بعد دنیا میں نتیجہ بد سے خود بھی عبرت حاصل کر لیں۔

یوں واقعہ غدیر خم کو فقط صحابہ کی خلافت کو جائز کرنے ان کے اور اپنے ایمان کو صحیح بنانے کے لیے خدا اور رسولؐ کے خلاف مقصد مولیٰ کے دوسرے معنے لگا کر واقعہ کو سرسری کر دیا جائے خود ساختہ جوابات دے دے کر خود کو اور ارواح صحابہ کو خوش اور اہلبیت کے ساتھ خدا اور رسول کو ناخوش کر دیا جائے تو ایسی اعتقادی زبردستی کا علاج بجز خدا کسی کے پاس نہیں ہے۔

حدیث کل احادیث کا مخاطب پہلے صحابہ ہوتے اور ان کے بعد تاقیامت کل مسلمان ہوتے رسولؐ نے اپنی حیات میں بعد اطاعت خدا اپنی اطاعت کے

ساتھ اہلبیت کی اطاعت و محبت کا حکم واجب کیا ہے صحابہ کو صحابہ کی اطاعت
کا حکم خود رسول پھر اپنے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ جیسے اقربا کو افضل و اعلےٰ
پاتے ہوئے عارضی پاس بیٹھنے والے یاران طریقت کو جو کہ بعید کوشش
بسیار قریب چالیس برس کے پُرانے اسلام لانے والے آدھے ایمانداروں
کو بقول مومن ؎

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومنؔ — آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہونگے

اپنے معصوم صفات طبقہ پر حاکم بنا کر ظلم کے بانی کیوں بن جاتے ہیں اگر صحابہ نے
یا اُن کی خاطر معتقدین نے رسول کی حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ حدیث
ولایت کے بموجب قرآن کے ساتھ عترت و اہلبیت سے تمسک نہیں کیا علیؑ کو
خلیفہ اول رسول کا نہیں مانا اور حسنؑ و حسینؑ کی تو معصوم اولاد کو خلیفۃ المسلمین
امیر المومنین و زبان قرآن کے بجائے حکام وقت کو خلیفہ رسول سمجھا اُنے سراسر
حدیث رسول کو لغو لاطائل کرکے ذلیل و حقیر سمجھا اور احادیث رسول
اور فضائل اہلبیت کی ناقدری سے پارہ پارہ کرکے توہین کرنے سے بعینہ باطن
قرآن کو پارہ پارہ کرکے اُسکو ہمدم و ہمسفر اہلبیت جیسے تا قیامت متحد و یکتا
دوستوں کے بغیر تنہا چھوڑ دیا تو اُس کو بے مونس و ہمدم کرنے سے ایذا دہ
اور خطاوار ثابت نہ ہونگے اور کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کی بے قدری
کرنے سے خدا کی مار اس قوم مسلمانوں کے ہاتھوں تو ہو جائے گی۔

مسلمانوں کی تمام نزاعی باتوں کا فیصلہ

(۱) رسول نے اپنی حیات تک جسقدر بھی جن سے احادیث سے مقصد خدا اور کار تبلیغ پیش کیا ہے وہ صحابہ یا کہ دیگر مسلمانوں کو ایہا الناس یا ایہا الذین آمنوا سے مخاطب کر کے بغرض اطاعت و رفع اختلاف قرآن کے ساتھ صرف اہلبیت کو پیش کیا ہے۔

اور آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا میں مراد حبل اللہ سے اہلبیت ہیں اور حدیث ثقلین یعنی لوگو میں تم میں قرآن کے ساتھ سمجھانے والے ساتھی صرف اپنے اہلبیت کو چھوڑ رہا ہوں جنکے ساتھ تمسک کروگے تو ہدایت پر گامزن ہوگے۔ اور یہ دونوں حوض کوثر تک جدا نہ ہونگے۔ پس حدیث کے ذریعہ صحابہ اور تا قیامت کل مسلمان اطاعت و حکومت اہلبیت کے حلقہ میں آگئے اور اہلبیت کے مقابل جملہ خلافتیں باطل ہوگئیں۔ اس متفقہ مسلمہ حدیث میں بجز لفظ عترتی اہلبیتی کے نہ صحابی رسول نے بڑھایا اور نہ کسی صحابی اور ثقہ صحابی نے بڑھانے کی جرأت کی نہ اس حدیث ثقلین کے ہم معنی اور حدیث بھی اصحاب کے تمسک و اطاعت کرنے کی بابت کسی صحابی نے یا راوی نے کتب سنت میں وضع کر کے درج کرنے کی جرأت کی ہے۔ اسکے بعد جو کوئی حدیث تمسک و اطاعت اصحاب کے متعلق بنا کر پیش کرے گا وہ عبارت رسول کی نہ ہوگی بلکہ جھوٹی ہوگی۔

اور اگر اس حدیث ثقلین میں یا اور دوسری جگہ بجائے عترتی اہلبیتی کے
کسی وقت میں رسول لفظ اصحابی فرماتے تو پھر سب مسلمان شوق سے اصحاب کو
متفقاً جو چاہے سو مانتے پھر اصحاب کے علاوہ دیگر مسلمانوں میں اختلاف نہوتا
لیکن خود اصحاب کے درمیان نامزد کیے یا غیر نامزد کیے ہوئے بہرصورت
اختلاف ضرور ہوتا کہ سب اصحاب نے جاں نثاری دکھائی ہے پھر ایک کو حاکم
دوسرے کو محکوم ترجیح بلا مرجح ہوتی کسکو تابع حاکم کسکو محکوم متبوع کیا جائے
جسکو حاکم بنایا جاتا باقی اصحاب کی دلشکنی کا باعث ہوتا رسول پریشان ہوجاتے
پھر یہ کہ سب اصحاب معصوم نہ تھے۔ انکی آدھی تہائی یا پونی عمروں کو بتوں کی
اطاعت میں دے دیکر خطا کار ثابت ہو چکے تھے بھلا خود رسول معصوم صفت
ہوکر اپنی معصوم صفت عترت کو چھوڑ کر غیر معصوم خطاکاروں کو حاکم اسلام کیسے
بنا دیتے ایسا کرنے پر رسول سے سراسر ظلم و ناانصافی کیسے ہوسکتی تھی پھر بھی اکثر
مسلمان رسول کے اس فیصلہ اور تقرری پر راضی بھی نہوتے۔ اصحاب میں
کسی غیر معصوم کی نامزدگی بھی بالکل غائب نہوتی بیکار ہوجاتی۔ اور
اکثر منصف اصحاب اپنے سے علیؑ کو جملہ اوصاف میں بہتر جان کر قرابت
و جاں نثاری کے حقوق پیش کرکے ریاست و خلافت رسول انہیں پر لاتے
اور اگر رسول تمام اصحاب میں سے صرف ابوبکر کو یا عمر کو انکے خصوصیت ان کے
خاص صفات کاملہ عیوب خرمی پہ فریفتہ ہوکر کسی کو نامزد کردیتے تو
تو پھر علیؑ کو جو تھا خلیفہ بننے یا کہلانے کی ضرورت نہوتی۔ اصحاب مہاجرین و
انصار کو عین وفات رسول کے روز سقیفہ میں یا بابت امر خلافت شوریٰ کرنے

جو اک قبیلہ یا اپنے انصار و مہاجرین کو امیر و حاکم بنانے پر بلانے کی انکو اجازت
کرنے کی ضرورت ہوتی نہ کسی ایک کی خلافت پر اتفاق و اجماع کی ضرورت
پڑتی۔ نہ بیعت لیتے اور ووٹ کی تعداد بڑھانے میں بجائے دفن رسول کے
بجائے شرف زیارت رسول دن رات وقت صرف کرنے کی زحمتیں اٹھانے کی
ضرورت پڑتی اور سب دفن رسول کے آخری شرف سے ارباب ہوتے عدم
شرکت کا ٹیکہ ان کے ماتھے پر رہ گیا۔ اور اگر کسی کو نامزد نہ کرتے بلکہ تمام
اصحاب رسول مہاجرین ہوں کہ انصار سب اپنے اپنے مقام اور قبیلے کے حاکم
اسلام کر دیے جاتے تو بھی جیسے چاروں امام اپنی اپنی رائے کی تقلید ست
اکثر باتوں میں ایک دوسرے کے خلاف شرع میں احکام جاری کرنے میں
اختلافات رکھتے ہیں اس سے زیادہ ہر صحابی اپنی رائے اور خواہش
کے بموجب بہت کچھ اختلاف کرتا اور خلفائے اسلام کی فہرست موجودہ کے
خلاف ایک دوسری لمبی قطار تیار ہوتی۔ انکی اولاد اپنے اپنے آباواجداد
پر پہنچ۔ لیکن یہ صورت بدنظمی اور اختلاف خیالی جیسی کہ اب ہے اس سے
زیادہ اختلاف شدہ ہو کر جملہ تنازعات و اختلافات خدا اور رسول کی طرف
منسوب ہونے پر باعث الزام ہو جاتے جو نظام و قوانین شریعت الٰہی
کو غیر معتبر و مختل بنا دیتے بڑی خیریت اور شکر کی بات ہے کہ بابت خلافت اصحاب
کی تقرری کے اختیارات کو امت محمدی کے زیادہ تر مسلمان خدا اور رسول کے
قبضہ و اختیار میں دینا خود ہی پسند نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کو بذات خود اپنا
خود مختاری کا دعویٰ ہو جاتا ہے کہ وہ بعد رسول شریعت اسلام کا حاکم اور امیر اپنے

آپ جسے چاہیں مقرر کر دیں۔ غیر اس اعتقاد کی بنیاد پر خدا و رسول
مسلمانوں کے درمیان اختلاف و منازعات مذہبی سے اور خود ساختہ
ایجادات اعتقاد و عمل کے الزامات و نتائج بد سے محفوظ رہے اور مسلمان اپنی
اپنی خطا کاریوں کے آپ ذمہ دار ہو گئے۔

جبکہ رسول نے مسلمانوں کے سامنے بغرض محبت اطاعت و امارت
اپنے اصحاب کو پیش نہیں کیا اور آیات کے بموجب جملہ احادیث سے فقط
اہلبیت ہی کو قرآن سے خود اپنے نفس روح اور جسم سے بلکہ خدا سے متحد ثابت
کر کے بغرض رفع اختلاف اور وجوب محبت و اطاعت و خلافت پیش کیا
اور مقام غدیر خم پر خلیفہ بنا کر ہزاروں حاجیوں سے بیعت و مبارکبادی
دلا دی اور اسی وقت آیہ اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی -
سے خلافت مرتضیٰ علی کو خدا نے اپنی طرف سے اکمال دین اسلام اور اتمام
نعمت الٰہی اور رضا مندی دین اسلام کی مہر لگا کر ثابت کر دکھایا ہے۔

تو پھر عین وفات کے روز اصحاب مہاجرین و انصار جیسے مقدس لوگوں کے
جنازہ رسول کو ترک کر دینے سے ان کی سراسر توہین و تذلیل ثابت ہوئی نیز
مدینہ سے تین میل فاصلہ سقیفہ جیسے فتنہ و شر انگیز مقام پر اپنی اپنی امارت
و حکومت کی خاطر جمع کرنا ان کے فعل کو نیتوں کو خود ہی باطل اور ناجائز کر دیا
ہے اور رسول کی حدیث ولایت حدیث ثقلین کے خلاف بمقابلہ حضرت
علی مرتضیٰ کو نمائندہ اور امیر بنا کر پیش کرنا سراسر خدا و رسول کے مقابلہ
میں ظلم و بغاوت اور عداوت ثابت کر رہا ہے۔

اگر خلفاء مہاجرین وانصار ذرا صبر سے کام لے کر تجہیز نہ کرتے جنازہ رسول
کو سب مل کر دفن کر لیتے۔ پھر اعلان عام بابت تقرری خلافت سب بنی ہاشم
دیگر محلہ کے لوگ بلائے جاتے۔ ان کو گفتگو کا موقع دیا جاتا۔ ہر ایک کے ذاتی
صفاتی فضل وکمال اور حسن لیاقت وعمل پر غور کیا جاتا۔ مقام مشورہ کعبہ
مسجد نبوی یا اور کوئی مقدس غیر انگشت نما معروف مقام تجویز کیا جاتا تو
پھر اس مجمع کو ناجائز اور باطل کرنے اور بجز شک گمانی انگشت نمائی
و بدگمانی کرنے کی ضرورت اور جرات کسی کو بھی نہ ہوتی لیکن مذکورہ بالا
افسوسناک شرمناک باطل صورتیں معتبر اسلامی تاریخوں سے پیش آنے پر
دیکھئے جنازہ رسول کو عمداً ترک کر دینے بوجہ غسل کفن انجام دینے
کے شرکت کا موقع علیؑ کو نہ ملنے میں عجلت پسند صورتیں اختیار کرنے پر ایک
سے ایک محکم و نہ بہ صورت اطاعت وامارت وخلافت علیؑ واہلبیت کے
متعلق احادیث رسول معلوم ہونے پر اور برائے مشورہ کعبہ مسجد نبوی یا
دیگر مقدس مقامات کے نہ سوجھنے اور ان کے بجائے عرب کے بدترین
شریر فسادانگیز ناپاک جیسے مقام کی خوب سوجھنے پر تو ہر نکتہ رس کی نقاد
طبیعت غیر جانبدار منصف مزاج انجام پسند شخص کو بہر صورت قدرت
واختیار حاصل ہے کہ وہ پھر اپنے برائے شخص کی ایسی رکیک ذلیل
باتوں کو دیکھ کر ان الزام میں لعنت ملامت کرنے پر تیار ہو جائے اور اصحاب
مہاجرین وانصار کی رکیک ذلیل باتوں کو دیکھ کر ان پر بدگمانی خطاکاری
کا الزام نہ لگایا جائے اور ایسے کھلے فاحش خطاکاروں کی اطاعت وخلافت پر

تمام حیات راضی ہوکر انکے ساتھ خود کو گمراہ اور ہلاک کردیا جائے ورنہ اہلبیت رسول جیسے معصوم و مقدس لوگوں کی اطاعت و خلافت کو اپنے لیے کافی اور قابل نجات نہ سمجھا جائے۔

جس امن کو ہماری نگاہیں ذلیل و حقیر سمجھیں وہی باتیں ہم صحابہ ثلثہ اور یزید و معاویہ میں پائیں تو کونسی وجہ ہے کہ انکی باتوں کو چھپائیں یا حسن و نیکی کا جامہ پہنا کر جوابات بنا کر طرفداری کریں اور اہلبیت کے حقوق و فضائل کے نظر انداز کرنے اور ان کو بعد رسول معطل و بیکار کر کے تابع و محکوم اور صحابہ کو انپر حاکم و امیر بنانے کو اپنا دین اور نجات سمجھیں۔ تو خدا اور رسول کو خوش کر کے نجات یافتہ ہو سکیں گے ہرگز نہیں اچھا اگر صحابہ اپنی ذاتی نیک یا کہ بدطبیعتوں سے اسلام کے نمائندے اور خلیفہ بن گئے تھے تو از روے عقل و انصاف اور احادیث و آیات کے حسب مقصد و مراد صرف اہلبیت کو اسلام کے نمائندے اور رسول کے خلیفہ بلافصل اگر سارے مسلمان مان لیتے تو کیا قباحت ہوجاتی کیا یہ امر خلاف قرآن و احادیث خلاف رضاے خدا رسول ہوتا یا عیں خوشنودی خدا و رسول ہوکر باعث نجات ثابت ہوتا۔

خلاصہ بیان ملاحظہ بلا احادیث کو رسول نے صحابہ یا عام مسلمانوں کو مخاطب کرکے اپنے اہلبیت کو واجب الاطاعت خلیفہ امت ہونے کے لیئے بحکم خدا بیان فرمایا تھا اہلبیت کے ساتھ کسی حدیث قوی یا کہ ضعیف میں بھی لفظ صحابی رسول نے شامل نہیں کیا اور رسول کے حیات تک کوئی حدیث ایسی نہیں بیان ہوئی کہ جسمیں صحابہ کی اطاعت کو واجب کیا ہو۔ رسول کی سیکڑوں حدیثیں اور قرآن کی آیتیں جو اہلبیت کی فضیلت و حقوق کے باب میں سب کو لغو اور بیکار کرنے والے وہ مسلمان ہوں گے کہ جو اہلبیت کو دنیا میں بیکار و معطل کرکے افضل و اشرف اور حاکم دنیا و آخرت زمانے پس اہلبیت کو مع احادیث لغو معطل و محروم از حکومت کرنے والے خدا اور رسول کی سراسر توہین کرنے والے ہوں گے۔

حصہ سوم حقیقت سادات و معرفت اہلبیت

اس کتاب میں ہر زمانہ کی نسل سادات کے علم و عمل اور انکے حسب و نسب کی خود ساختہ اچھائیوں برائیوں کو چھوڑ کر نفس قوم سادات کی حقیقت دکھانا چاہتے ہیں اگر لوگوں کے اعمال و افعال اور اطوار پر نظر کی جائے تو دنیا میں جسقدر قومیں اور مذاہب موجود ہیں ان سب میں عادت کے خصلت کے حسب نسب کے اچھے برے لوگ ہر طرح کے نکلیں گے کچھ تو اپنے خاندانی بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے نظر آئینگے اور بہت سے اپنے قوم و مذہب یا خاندان اور دیس کے خلاف صحبت کے اثر سے ہم رنگ ہو کر خود ہی اپنے حسب نسب اور خاندانی شرافت کو اپنے اعمال و اطوار سے بگاڑ کر دوسروں کے انگشت نما بن گئے ہیں۔ تو ایسے جنجال میں پھنسنے اپنا اور دوسروں کا وقت برباد کرنے سے کیا فائدہ۔

جس طرح سے کہ ہنود یہود و نصاریٰ اور مجوس وغیرہ بکثرت مذاہب میں مختلف قومیں مختلف خاندانی طبقے جدا جدا ہو گئے ہیں ایسے ہی مسلمانوں کے ایک زبردست اسلام میں دو فرقے سُنی و شیعہ اور ان میں چار قومیں سید شیخ مغل اور پٹھان اور اکثر شریف و رذیل پیشے دکھائی دیتے ہیں۔

ہم یہاں دیگر اقوام مغل شیخ۔ اور پٹھان وغیرہ کی مفصل ذاتی تحقیقات کو چھوڑ کر پہلے صرف قوم سادات کی حقیقت دکھا کر انکے ساتھ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے چاروں قوموں اور مختلف پیشوں میں مذہب شیعہ کس قوم اور پیشے

سے زیادہ تر مخصوص ہے۔ اور خدا و رسول اور اہلبیت رسول کا اعتقاد و عمل
کیا ہے۔

پہلے چار قوموں کی مختصر شناخت
اور حسب شرافت انکی حُسن ترتیب

(۱) **قوم سادات** | صرف اولاد علیؑ و فاطمہؑ کو آل رسول اور قوم سادات کہتے ہیں
یہی وہ قوم ہے کہ جو اپنے اجدادی سلسلہ میں علی و فاطمہ کو اسکے فرائض حقوق پر اپنے
رسول سرتاج دنیا و ادریا کے بعد حقدار و وارث دار اور بحکم خدا دنیا میں سب پر افضل
اشرف اور حاکم دو سرا و دنیا و آخرت جانتی اور انکے سوا سب کو محکوم تابعدار اور
دنیاوی و آخروی فائدوں کی نمو شکار۔ اور مغفرت و شفاعت کی امیدوار جانتی
ہے علی و فاطمہ ایکے برحق حقوق پر ایمان رکھنے والے انکی اولاد سے جو باکرہ دوسرے
خاندان کے مسلمان ہوں وہ انکے دوستدار کہلاتے ہیں۔ باقی مسلمان شیخ بزرگ خاندان
یا کسی مقام سے منسوب ہوتے ہیں۔

(۲) **قوم شیخ** | چنانچہ جناب ابوبکر کی اولاد صدیقی۔ جناب عمر کی فاروقی اور جناب
عثمان کی اولاد عثمانی کہی جاتی ہے۔ کوئی قدوائی کوئی چغتائی۔ تیموری۔
غوری وغیرہ القاب سے منسوب ہوتا ہے۔

(۳) **قوم مغل** | مقام ترکستان سے منسوب ہونے والے

(۴) **قوم پٹھان** | مقام افغانستان سے منسوب ہونیوالے

مسلمان خواہ کسی مقام پر کسی قوم کے ہوں اگر وہ اپنے رسول کی معصوم آل پاک کو بعد رسول
خلیفۃ المسلمین امیر المومنین جانتے ہیں وہ انکے دوستدار شیعہ کہلائے جاتے ہیں اور

اور جو علیؓ کو امام و خلیفہ اول کہتے امام حسنؑ و امام حسینؑ و دیگر انکی معصوم اولاد کو امام و خلیفہ رسول کہنے سے بیزار اور اصحاب کی خلافت کا اقرار کرنے والے ہیں وہ اہلسنت والجماعت کہلائے جاتے ہیں۔

(۱) انکے درمیان شادی بیاہ | اگرچہ مذہب اسلام میں یہ سب قومیں آپس میں بیاہ شادی کر سکتے ہیں لیکن قوم سادات مغل اور پٹھان کے بیشتر لوگ اس بات کے زیادہ تر پابند تھے اور اکثر مواضعات میں اب بھی پابند ہیں کہ بیٹیاں اپنے قوم کی اپنے ہی خاندان کے لڑکوں سے بیاہی جائیں لیکن انگریزی تسلط کے کچھ قبل و بعد زمانہ سے اکثر جگہ لوگوں نے اپنے اس عہد کو توڑ دیا اور آپس کی جہالت مفلسی خانہ جنگی کی مجبوریوں سے بیٹیاں سادات کی غیر ذات کے مالداروں سے یا کہ علم و فن میں ہشیار اہل وطن یا کہ غریب الدیار لوگوں سے بذریعہ رسالجات و اخبار بیاہی جانے لگیں۔

سادات آل رسول کی وجہ تسمیہ

سید کے معنی سردار بزرگ اور پیشوا کے ہیں۔ خدا مالک خالق زمین و آسمان نظروں سے غائب ہو اُسنے پہلے اپنے لئے کچھ محبوب اور مقصود و مراد خدا نورانی صورتوں کو بذریعہ معرفت بغرض عبادت اپنا نمونہ بنایا ان ہی کو لولاک لما خلقت الافلاک کے خطاب سے دُنیا کی پیدائش سے ہزاروں برس پہلے پیدا کر کے عبادت و محبت میں اپنا بندہ اور تمام دُنیا کی مخلوقات کا سردار مالک خود مختار اسلئے بنایا ہے کہ انھیں کے نور سے عرش فرش ملائکہ لوح و قلم بہشت وغیرہ کُل مخلوق کو پیدا کیا ہے

کی باعث ایجاد عالم مقصود و مراد خدا اور مخلوقات کے سردار مالک مختار ہونے کی
تصدیق مذہب سنی اور شیعہ کی کتابیں کرتی ہیں اس بنا پر خدا نے جس طرح رسول
کے نام سید البشر خیر الامم خاتم النبیین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین وغیرہ وغیرہ
سیکڑوں عطا کیے ہیں اسیطرح ان کی پارہ جگر بیٹی سیدۂ عالم دنیا کی تمام
عورتوں میں افضل و ممتاز کو خدا نے سیدۂ عالم اور طیبہ طاہرہ معصومہ وصدیقہ
وغیرہ بہت سے اعلیٰ خطابات عطا کیے ہیں۔ اسی طرح علیؑ کے نام خود خدا نے
علی و اعلیٰ نام علی رکھا اور بزبانی رسول سردار اور پیشوا ہونے کے معنوں میں
بہت سے القاب مثل سید العرب سید الاولیا۔ امام المتقین امیر المومنین یعسوب الدین
خلیفۃ المسلمین خاتم الوصیین آیہ انفسنا سے نفس رسول آقا و مولائے مومنین
وغیرہ بہت سے القاب سے آراستہ کیا جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

اسی طرح امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو سید اشباب اہل الجنہ مقرر کیا اور آیۂ
مباہلہ میں وابنانا سے حسنین سید الکونین اور حسینؑ کی معصوم اولاد آئمہ
آل رسول اور امام المتقین امیر المومنینؑ حجت خدا انوار خدا کہے گئے تو انکی
اولاد سادات کہی گئی جس طرح کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار میں صرف پانچ نبی۔
نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ عیسیٰؑ اور ان سے افضل محمدؐ اولو العزم نبی اور تمام انبیا
کے سردار اور سادات کہے جاتے ہیں۔ جبکہ انوار مقدسہ پنجتن یعنی محمدؐ علیؑ و
فاطمہؑ حسینؑ اور حسنؑ آپس میں متحد بالذات والصفات باعث ایجاد عالم مالک و مختار
عالم ہو کر اپنے خدا کے سوا اور کسی مخلوق کے محتاج اور احسانمند نہیں ہوئے بلکہ خود
اپنی ذات والا صفات سے تمام عالم کو (خواہ انبیا و اولیا اشرف و ملائکہ ہوں یا دیگر

مخلوقات کی چیزیں ہوں احسان کیا اور بعد خدا سب انکے شکر گزار ہوکر انکی
حمد و ثنا اور محبت کا دم بھرتے دکھائی دیتے ہوں تو وہ حاکم دنیا و دین سید و سردار
مسلمین امیر المومنین حجت خدا نائب حبیب کبریا بحکم خدا مقرر کئے گئے ہوں تو
وہ بعد رسول بلا کراہت عہدہ خلافت و امامت جب حکم خدا غدیر خم کے وقت سے
سب مسلمانوں کے حاکم اور خلیفہ رسول کیوں نہ سمجھے جائیں اور انکی اولاد قوم سادات
رسول و آل رسول کے صدقہ سے فضل و شرافت میں تا قیامت سید و سردار اقوام
کیوں نہ مانی جائیں۔

اب اگر قوم سادات کے کچھ مردوں یا عورتوں نے اپنی اعتقاد صحیح کو پختہ لئے ہوئے
اپنی جہالت یا کر صحبت بد سے اپنے اعمال و اعتقاد کو خراب کر لیا ہو اپنے حسب و نسب کو
اپنی بدعنوانی سے بگاڑ لیا ہو تو انکے ذاتی فعل سے نفس قوم سادات کو یا کہ آل
رسول کی ذات پاک کو متہم نکرنا چاہیئے۔

جنکے اعمال خراب ہیں اعتقاد صحیح ہے تو اپنے اعمال کی سزا پائے گا اگر
اعتقاد و اعمال دونو باطل ہیں خواہ کسی شریف قوم شیخ سید مغل اقوام سے ہو
وہ اپنے اعتقاد و عمل دونو کی سزا پائیگا۔

مروجہ اصول فرمانبرداری سے خلافت و ناخلافت میں فیصلہ

دنیا میں جسقدر قوم و قبیلہ اور خاندان
ہیں جہانتک دیکھا گیا ہے انکی اولاد
جب تک اپنے آباو اجداد کے حقوق
و اختیارات کی یا انکی ذاتی خوبیوں کی خواہ وہ جائز ہوں کہ ناجائز معقول ہوں کہ
نامعقول برابر طرفداری فرمانبرداری کرتی رہے گی اور اپنے بزرگوں کو مخالفوں سے

مزاحمت کرتی رہے گی وہ خلعت کہی جاتی ہے اور جو اولاد اپنے باپ دادا کے حق قائم
و عمل کے خلاف چلے گی یا انکے ذاتی حقوق و اختیارات سلب کرکے غیر کو حقدار
بنانے میں طرفداری کریگی تو وہ سعادت سے نافرمان نالائق اور ناخلف کہی جاتی
ہے جسکو صاحبان قدرت و اختیار بعد افہام و تفہیم گھر سے نکال دیتے یا والدین
اپنی زندگی میں اُسکو عاق کردیا کرتے ہیں۔ بس اس مروجہ دنیا کے دستورالعمل
کے بنا پر سادات بنی فاطمہ اگر اپنے سلسلہ کے مرکز و سرچشمہ یعنی علیؑ کو بعد رسول
اپنی خلافت پر اور فاطمہ کو اپنے باپ کے عطیہ فدک پر حقدار جانکر صرف انہیں کو
اپنا دین و ایمان اپنا واجب الاطاعت امام و خلیفہ مانکر جان و مال سے انکی
طرفدار اور علیؑ و فاطمہؑ کے حقوق خلافت فدک لینے والوں سے بیزار اور مزاحم
رہیگی وہ سعادتمند و دنیا میں فخر خاندان فخر روزگار اور خلعت و فرمانبردار کہی جائیگی
اور جو لوگ سادات بنی فاطمہ میں ہوکر اپنی جہالت سے یا صحبت باطل سے یا غیر
مذہب حاکم کے خوف یا خوشامد سے یا کہ مال زر زن زمین کی طمع سے اپنے دادا
علی کو اپنے حق خلافت پر پہلا حقدار نہ مانکر انکے بجاے ابوبکر غیر خاندانی شخص کو
رسول کی خلافت کا اور سیدہ فاطمہؑ کے باغ فدک کا حقدار و رشتہ دار سمجھے پھر حضرت عمر کو
دوسرا حقدار عثمان کو تیسرا حقدار ماننے پر راضی ہوجاے اور علیؑ کو اپنے
رسول جیسے بھائی کا خلیفہ بلافصل ماننے پر ناراض ہو یا فاطمہ کو اپنے باپ کے
عطیہ سے محروم اور غیر قابض ہوجانے سے خوش ہو۔ پھر علی کو زبردستی چوتھے
مرتبہ پر آنکھوں نے خلافت پر قطعی متمکن ہوتے دیکھکر تب چوتھا خلیفہ رسول مجبوراً
منہ سے نکالے اور رسول کی اُن احادیث سے جو باب استحقاق اطاعت ائمہ و خلافت

اور رسول سے اتحاد خصوصیت پر وارد ہوئیں جب درگزر کرکے بعد اہلبیت سے کے
بیکار و معطل کر ڈالے اہلبیت پر محمد کیساتھ درود بھیجنے کو حسب تعمیل رسول جب
نہ سمجھے بلکہ درود میں ازواجہ و اصحابہ اجمعین بڑھانے کو جائز سمجھے۔ اذانیں
خلیفۃ بلا فصل جیسے خوش کن فقرہ کے نقط سن لینے پر ضبط نہ کر سکے فوراً فوجداری
سے مقدمہ بازی سے اذیت دینے پر آمادہ ہو جائے۔ مجالس کرنے تعزیہ داری
بند کرنے کی خاطر ہر قسم کی مکروہ دل آزار باتیں تراشنے پر تیار رہے حسنؑ اور
حسینؑ کی جگہ معاویہ اور یزید کی خلافت سے اور دیگر آئمہ معصومین آل رسولؐ کو
خلیفہ رسولؐ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کہنے کے بجائے خلفائے وقت کو شوق
سے خلیفۃ المسلمین امیر المومنین کہنے سے خوش رہے ان کے ناموں کا خطبہ پڑھنے
انکی سلطنت کی دعائیں مانگنے کو بہتر سمجھے ایسے سادات بنی فاطمہ آبائی حقوق
و فضائل کے مٹانے والے غیر خاندانی خلفا کے نام کو چمکانے والے اپنے بزرگوں اور
خدا اور رسول کے مقابل ناخلف نافرمان ثابت ہونگے۔

جنکی کھلی مثال عورتوں کے لیے زوجہ نوحؑ و لوطؑ سے اور مردوں کے لئے
آدمؑ کے بیٹے قابیل اور نوحؑ کے بیٹے کنعان سے دیجائے تو ہرگز بیجا نہیں کہ انہوں نے
نوحؑ و لوطؑ جیسے انبیا کی مخالفت کرکے کافروں سے رضامندی کرلی شیطان کی
خاطر دنیا میں ناخلف نافرمان مشہور ہونے کو بہتر سمجھا۔

باوجودیکہ حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کنعان کو بچانے کے لئے محبت پدری سے
متاثر ہوکر خدا سے دعا مانگی لیکن خدا نے انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح
کہکر رشتہ نبوت سے قاطع نسل کر دیا۔

پس آل بنی ہاشم آل رسول کی خلافت امامت اپنے غیر امین خاندان سمجھا یہ یا بنی عباس و بنی امیہ کے ہاتھ میں چلی جانے پر ان کو حاکم بااختیار اور ان کے سامنے اہلبیت اطہار کو محکوم و بے اختیار و سمجھنے سے خوش ہونے والے اور اپنے اس اعتقاد کو ذریعہ نجات سمجھنے والے سادات ہوں کہ غیر قوم کے مسلمان ہوں گو کہ آل رسول کی محبت کا دم بھریں ان کی شفاعت کی امید رکھیں خدا اور رسول کو راضی نہ سمجھیں اسلام کے جملہ ارکان بجالانے بغیر اقرار خلافت بلافصل علیؑ و دیگر ائمہ طہرو کو آیہ اکملت لکم دینکم سے اکمل رضی باری سمجھیں۔ جن مذکورہ مقاصد کو آیات کلام اللہ و احادیث رسول اللہ صلعم سے اعلان کرتی چلی آرہی ہے۔

اسکے علاوہ رسول کا صریحی قول علامہ دیلمی کی کتاب فردوس الاخبار میں دیکھو کہ حضرت علیؑ کو اس امت کا باپ کہا ہے یہ ترجمہ حدیث کا ہے کہ حق علیؑ کا اس امت پر ایسا ہے کہ جیسے باپ کا حق بیٹوں پر ہوتا ہے۔ پس ہمارے مذکورہ بالا ناخلف بیان کرنے کی تصدیق حدیث رسول خود کر رہی ہے۔

اب یہ بات کسکی ذاتی اعتقاد کی ہوگی کہ جو خدا کو خدا رسول کو خدا کا رسول علیؑ کو دیگر ائمہ کو دین اسلام کا حاکم سردار امت نہ مانے تو لوگوں کے تعلیمی انکار کرنے سے یا ان کی ذات و صفات کی خوبیوں سے غافل اور لاپرواہ بنانے سے یا اپنی عقل و فہم کو حق و باطل کے بابت نہ صرف کرنے سے خدا کی وحدانیت انبیا کی نبوت رسول کی رسالت آل رسول کی ولایات

خلافت و امامت اور نیابت و وراثت نہیں مٹ سکتی اور نہ یہ کسی کو کسی کی محبت و الفت و عداوت سے ختم نہیں ہو سکتی سورج کو چاند کر کوئی ضد کے پیچھے اُنکی خوبیوں سے فائدہ نہ اٹھانا چاہے۔ اُسے اختیار ہے۔

جبکہ رسول مع اہلبیت اپنے منتخب خاندان بنی ہاشم میں بحکم خدا منتخب اور سردار عالم قرار پائے تو آل محمد آل رسول سادات کہلا کر تمام اقوام عالم پر اشرف و ممتاز ثابت ہوئے۔

حسب و نسب میں ماں باپ دونوں طرف سے سیادت جسمیں صفائی کیساتھ ہمیشہ ہو تو وہ نجیب الطرفین سید کہا جائیگا جسکے اعمال و اعتقاد حب مرتضیٰ خدا اور رسول و آل رسول ہونے پر وہ شخص واجب التعظیم قابل قدر سمجھا جائیگا وہ جس جگہ بٹھا دیا جائے بہر صورت و سیرت لوگوں کی آنکھوں میں صدر اور دستاروں میں بدر ہو جائیگا یوں اہل زمانہ قوم سادات کی ناقدری کر کے غدر و بے وفائی ہنگامہ آرائی کر جائیں وہ اور بات ہے۔ اکثر دور اندیشیوں سے آپس کے محل بے محل رشتہ ناتوں کی مجبوریوں سے یہ بات طے کر دی گئی ہے کہ مائیں چونکہ ظرف ہوتی ہیں لہذا اوپر کی آمد کے صرف ایک پہلو باپ کے صحت نسب پر نطفہ کے منسوب کرنے میں لحاظ کر لینا کافی ہے ورنہ بڑی دقتیں اکثر باتوں میں پیدا ہو جائیں اگر ماں کے نسب کی شرط بھی لگا دیجائے۔

چنانچہ خود جناب امیر علیہ السلام نے اپنے قول سے اسکا فیصلہ بھی کر دیا ہے ؎

الناس من جهة التمثال اكفاء — ابوهم آدم والام حواء

انما امهات الناس اوعية — وللانساب آباء

مذکورہ باتوں کے علاوہ یہ دیکھنا چاہیے کہ مسلمانوں کی چاروں قوموں میں شیعہ
مذہب (یعنی علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور باقی نو آئمہ معصومینؑ کو خلیفہ متصل کہکر کل خلفا کو
نہ ماننے والا) زیادہ تر قوم سادات سے مخصوص ہے جسمیں بلحاظ نسب قریب ہی کے
حساب سے شیعہ نکلیں گے اور قوم مغل اور پٹھان میں شیعہ اور سنی دونوں مذہب
کم و بیش تعداد میں نظر آئینگے لیکن اقوام شیخ میں عربی جن کی تعداد فی صدی دو چار
کے باقی کل سنی المذہب ہوتے ہیں جس تجربہ سے صاف بتا دیا کہ قوم سادات میں
شیعہ مذہب کی کثرت خود بتاتی ہے کہ وہ اپنے آبا و اجداد میں علیؑ و فاطمہؑ کے
حقوق وراثت خلافت و فدک کی بنا سے ہی طرفدار ہو یا نہ کہ مخالفین سے سدا
بیزار رہکر اپنے آئمہ کے ایام مسرت میں مسرور اور ایام غم و مصیبت میں مغموم و سوگوار
ماتمدار رہی اور اپنے آئمہ کی طرح مخالف بھائیوں کے ہاتھوں سدا مقتول و مجروح
اور انگشت نما رہی اگر یہ خلفائے اسلام حق پرست خدا ترس اور انصاف دار ہوتے تو
اہلبیت مقتول و معطل نہ کیے جاتے۔ مسلمانوں میں ہر زمانہ میں ہر گز کشت و خون و
جدید مذاہب پیدا ہوتے فتنہ و فساد برپا ہوتے اگر اہلبیت خلیفۃ المسلمین امیر المومنین
بموجب حدیث سفینہ و ثقلین سلف سے مان لیے جاتے۔

خدا و رسولؐ انبیاؑ و آئمہؑ آل رسولؐ سادات

بجز مذہب شیعہ اور کسی مذہب سے منسوب نہیں ہو سکتے

عربی فارسی لغات سے خود تحقیق کر کے شیعہ کے معنے طرفدار فرمانبردار دوست
کے ہیں۔ اسوجہ سے شیعۃ الرجل مرد کا دوست۔ شیعہ عثمان شیعہ معاویہ

شیعہ علیؑ شیعہ حسنؑ شیعہ عائشہؓ اسوقت ہر ایک کے طرفدار لوگ جدا جدا کہے جاتے تھے۔ حضرت امام حسنؑ سے بعد صلح کے معاویہ نے اس سال کا نام سنت جماعت رکھا تو معاویہ اور صحابہ کے طرفدار اہل سنت والجماعت کہلائے اور علیؑ و فاطمہؑ و دیگر ائمہؑ کے طرفدار شیعہ لفظ پر دستور خصوصیت پر مشہور ہوتے رہے۔

خدا کے مخالف جملہ دیوتا اور انکے معتقدین اور انبیا کے مخالفین بوجہ نافرمانی خدا کے دشمن کہے جاتے ہیں خدا کے پہلے فرمانبردار عباد اللہ پنجتن بحکم خدا کے نور سے ہزاروں برس قبل آدم پیدا ہو کر اول پنجتن خدا کے شیعہ دوستدار ثابت ہوئے۔ پھر ملائکہ وانبیا بواسطہ پنجتن قبول توبہ تعلیم و معرفت خدا و اقرار ولایت پنجتن حاصل کرنے پر خدا کے اور پنجتن کے دوستدار شیعہ کہلائے چنانچہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کی ثنا پر وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ سے ابراہیم کے شیعہ ہونے پر قصد نوحؑ فرمائی۔ اور دوسری آیت میں ھٰذَا مِنْ شِیْعَتِہٖ وَھٰذَا مِنْ عَدُوِّہٖ سے شیعہ بمعنے دوست فرمانبردار کا مقابل نافرمانبردار کو عدو استعمال کیا ہے۔

عالم الست میں خدا نے بعد اپنی وحدانیت کا ارواح سے اقرار لینے کے محمدؐ کے نبی ہونے اور علیؑ کے امیر ہونے اور کار تبلیغ و ہدایت کے لئے صرف محمدؐ و آل محمدؐ کے ساتھ مخصوص کرنیکا اعلان کر دیا پس کل انبیا محمدؐ و آل محمدؐ کی ولایت و محبت کے اقرار پر مبعوث ہوتے اپنی رفع مشکلات میں انکے ممنون ہو کر شیعیان آئمہ ثابت ہوئے۔

حدیث قدسی لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ سے خدا نے تمام مخلوقات کا باعث ایجاد و عالم وجود پنجتن کو قرار دیکر عرش و کرسی لوح و قلم ملائکہ انبیا و آسمان و بہشت

زمین وغیرہ کل چیزوں کو پیدا کر کے سب کو زیر اختیار تصرف پنجتن اور ممنون احسان
پنجتن کر دیا ہے سب کو شیعیان اہلبیت میں داخل کیا اور جو انہیں سے انکا خلاف یہ
مذہب مخالف ہوگا وہ انکے ساتھ خدا و رسول و جملہ انبیاء و ملائکہ اور مومنین صالحین کا
دشمن کہا جائیگا پس خدا کے محبوب و منتخب مصطفےٰ و مرتضےٰ حضرات پنجتن کا مذہب
وہی ہوگا کہ جو انکو انکے حبیب خالق عالم نے اپنا مقصود و مراد کہکر تعلیم کیا ہے
جبکہ محمد و آل محمد پر اپنا مقصود و مراد خدا ہونے کے مطیع و فرمانبردار شیعیان خدا
ثابت ہوئے تو محمد و آل محمد کی نبوت و امامت خلافت کے فرمانبردار حزب خدا اور [illegible]
و معاویہ یزید و دیگر خلافتوں سے بیزار ہونیوالے شیعیان علیؑ و فاطمہؑ ثابت
ہوئے خواہ وہ قوم سادات سے ہوں یا کہ قوم مغل پٹھان اور شیخ میں سے ہوں
اور جو آل محمد کو خلیفہ بلا فصل نہ سمجھے اور انکی حق تلفی اور ظلم و بغاوت کر کے خود
بنی اور خلیفہ بنجائے یا حضرات ابوبکر و عمر و عثمان معاویہ و یزید و دیگر بعد کے
خلفائے وقت کو دین اسلام کا حاکم مانے تو وہ شیعیان خدا و رسول و آل رسول کے
مقابل مخالفان خدا و رسول و آل رسول کہے جائینگے خواہ وہ سید ہوں مغل پٹھان
ہوں کہ شیخ صاحب ہوں۔

تینوں صحابہ کے مقابل علیؑ کی خلافت اور امام حسنؑ کے مقابل معاویہ کی خلافت
اور امام حسینؑ کے مقابل یزید کی خلافت اسیطرح ہر ایک امام کی خلافت اپنے خلیفہ
وقت کے مقابل جبکہ ایک زمانہ ایک وقت میں جمع نہ ہوسکیں تو انکے معتقد بھی
مخالفت جائز و ناجائز حق و باطل محبتوں کو ایک دل میں کیونکر جمع رکھ سکتے اور
خدا و رسول و آل رسول سے امید نجات رکھ سکتے ہیں ہم خیال ہم مذہب ہم طرح

اگر بیشمار تعداد میں ہوں تو ان سب کی محبتیں ایک دل میں جمع ہو سکتی ہیں مگر مخالف و متضاد اعتقاد و عمل کے دو شخصوں کی محبت ایک دل میں جمع ہونا محال ہے تو صحابہ کے خاص معتقدین غیر صحابہ کو ترک کئے محب آل رسول نہیں ہو سکتے۔ اور نہ عقلاً عملاً مروتاً اخلاقاً اور قانوناً انھیں کہنا جائز ہوگا۔

علامہ سیوطی کی مشہور کتاب احیاء المیت میں یہ حدیث رسول کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر مذہب کی جڑ اور بنیاد ہوتی ہے اور مذہب اسلام کی بنیاد معرفت و اطاعت اہلبیت ہے۔ پس مسلمانو! خوب سمجھو اور غور کرو کہ جو مسلمان معرفت و اطاعت اہلبیت سے خالی ہے اُس نے بنیاد اسلام کو گرا دیا اُسکی موت جاہل کی موت ہے۔

چند باتیں جو شیعوں سے مخصوص ہیں مگر مذاہب کے لوگ کرنے لگیں
تو دیکھنے والے ایسوں کو میر صاحب یا رافضی کہکر بنانے لگتے ہیں

(۱) خلیفہ بلافصل اور نماز میں ہاتھ کھول کے علاوہ قرآن یا نماز پڑھتے ذ ت و واد کی جگہ ضاد پڑھنا۔ (۲) خود مجالس کرنا یا کہ دوسروں کی مجالس میں زیادہ شریک ہونا۔ (۳) گریہ و ماتم کرنا۔ (۴) تعزیہ بنانا۔ (۵) محرم میں سر و پا برہنہ سوگوار رہنا۔ (۶) کالے یا سبز رنگ کے کپڑے پہننا ڈوری گلے میں ڈالنا۔ (۷) عشرہ کے دن فاقہ کرنا۔ (۸) داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا۔ (۹) خاک کربلا کی سجدگاہ پر یا لکڑی وغیرہ غیر ماکول و غیر ملبوس شے پر سجدہ کرنا۔ (۱۰) مشہد کربلا وغیرہ مقامات متبرکہ کی زیارت کرنا۔ (۱۱) روزہ کھولنے نماز میں عجلت نکرکے سیاہی غالب آنے کا انتظار کرنا۔ (۱۲) غیر مسلموں کی بنائی ہوئی تبرکات سے پرہیز کرنا۔ (۱۳) حب قرآن صلعم گرجسکی کرنا

(۱۴) پانی سے استنجا کرنا یا عورتوں مردوں کے سامنے علانیہ کھڑے ہو کر ڈھیلے سے استنجا کرنے کو عین تہذیب سمجھنا۔ (۱۵) داڑھی مشت بھر یا کچھ زیادہ رکھنا پیٹ تک دراز کرنا (۱۶) چونکہ دونوں ہاتھ سے آدمی کام نہیں کرتا تو بجائے دونوں ہاتھوں کے فقط نادرگروں کی طرح صرف ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔ (وضو میں)

(۱۷) ایرانی وضع کی ٹوپیاں پہننا۔

فقط اپنی ہی بات کی ہٹ کیجاتی ہے
مگر حق کی تلاش نہیں کی جاتی

کچھ اب سے نہیں ابتدائے نسل آدم سے انسان نے تحقیق حق نہیں کی بلکہ جو بات اُسکے دماغ میں سامنے کی چیزوں سے یا کہ پاس بیٹھنے والوں کے ہمخیال ہونے سے آگئی اسی پر اڑ گیا اور اپنے خیال کو اپنے ہی محدود علم و تجربہ سے دلائل سے مضبوط کر کے برحق سمجھتا گیا۔ اور اپنے مخالف خیال کو باطل سمجھتا رہا۔ جہاں دو چار مخالف خیال جمع ہو کر گفتگو کرنے لگے ہر ایک اپنی بات کو غالب اور دوسرے کے خیال کو توڑنے پر مستعد آمادہ ہوتا رہا ہے تو چاروں کی چار رائیں بدستور جوں کی توں باقی رہ گئی ہیں اور ایک صحیح بات پر آپس میں اتفاق کر لینے پر ان سب کا دل نہیں چاہتا۔ اسی بنا پر یہ سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں جسقدر انسان ہیں اتنے ہی مذاہب ہیں۔ غیر تو غیر خود انبیا کی نسل کی جانب انکے واقعات سے دیکھ کر عبرت حاصل کرنا چاہیے پہلے حضرت آدم نبی کی اولاد میں ایک بیٹا ہابیل اپنے باپ کا فرمانبردار ہوا دوسرا بیٹا غیر صحبتوں میں بیٹھکر انکا موافق اور اپنے خدا پرست باپ کا ہمخیال نہوا باوجود نصیحت تاحیات نافرمان رہا۔

وہ مورت حضرت نوح کا بیٹا کنعان اور انکی بی بی والہ اور حضرت لوط کی بی بی واہلہ یہ بی بیاں اپنے شوہر کے خداپرست خیال سے متفق نہوئیں اور اپنے دیگر آبائی معبودوں کو پوجتی رہیں۔ جب حد ہوئی بیٹے نے طوفان میں ڈوبنے پر بھی کچھ خوف خدا نہ کھایا اور اپنے نافرمان خیال پر نہایت استحکام کیساتھ قائم رہا۔

اب یہ فرمائیے کہ ایسے بیٹوں پر اور ایسی بی بیوں پر نبوت کا اثر کیوں نہیں ہوا اور جبکہ ان پر بھی نہ ہوا تو غیر لوگوں پر کیا ہوتا۔ الغرض آدم سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اپنی امتوں کے لوگوں کو خداپرستی کی مدتوں برسوں ہدایت کرتے رہے۔ مگر چند گنی چنی تعداد کو خداپرست کرنے کے سوا سب کو اپنے واحد خیال پر متفق نہ کرسکے۔ اکثر امت کے لوگ فقط اپنے باپ دادا کے طریقہ پر باقی رہنے پر اکتفا کر کے خاموش نہیں رہتے بلکہ الٹے اپنے زمانہ کے نبیوں کو ستانے اور قتل و غارت کرنے پر تل جاتے۔ حق راستہ پر نہ لگنا چاہتے۔ حق کو باطل سمجھتے۔ باوجود اپنے معبودوں کے نقائص خود دیکھتے یا انبیا سے معلوم کرنے پر اپنے باطل اعتقاد و عمل کو برحق سمجھتے۔ پھر انھیں دنیاوی عیب دار مخلوق کے پوجنے والے رفتہ رفتہ اپنے علم و فن اور ہنر و کمال میں دیگر لوگوں سے ممتاز ہو کر اپنے وقت کے سارے رشی منی۔ دیوی دیوتا۔ یا اوتار کہے جاتے اور اپنے مذہب طریقہ خاص کے موجد ہو جاتے۔ پھر یہی لوگ مرجانے کے بعد اپنے معتقد لوگوں کے ہاتھوں مورت بنا کر پوجے جانے لگے اور نمرود و شداد و فرعون و ہامان قارون جیسے بادشاہ خدا کہے جاتے۔ اسیطرح مسلمانوں میں خدا اور اسکے انبیا کو مانتے ہوئے بھی اپنے صوفیانہ توہمات و تخیلات کو اور وسیع کر کے

کرنے صوفیوں نے خود کو خدا میں جذب و فنا کر کے وہ خیال اختیار کر لیا جو زیبا نہ تھا خدا کے مقررہ انبیاء اور انکے اوصیا کے علاوہ خود کو نبی یا کہ خلیفہ کہلوانے کو حق سمجھنے لگے تو پھر انکے ہمخیال کچھ لوگ کم و بیش تعداد سے پیدا ہو کر انکے اقوال و افعال کی تقلید کرنے لگتے انکو ہمہ نقائص سے پاک کہنے لگتے ہیں لیکن انکی طرف سے جوابات دیکر انکو پاک صاف بنا کر خود کو خوش کر کے نجات یافتہ ثابت کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

پس مذکورہ بالا مخالف خدا اور انبیاء اوصیا جسقدر دنیا میں لوگ ہونگے اگر وہ سب قابل نجات ہونگے تو پھر شیطان مع اپنے بڑی تعداد کے لشکر کو ہمراہ لیکر جلد بخشا جائیگا۔ اگر خدا کو ان سب کی باتیں مرغوب ہوتیں یا کہ پھر اُن کو بخشنا چاہے گا تو پھر اسقدر انبیاء اور انکے اوصیا بھیجنے صحیفے نازل کرنے انبیاء کو انکے امتوں کے ہاتھوں ایذا دلانے قتل و غارت کرنیکا موقع سبب پیدا کرنیکی کیا ضرورت تھی بلکہ دوزخ بنانے کی تجویز بیکار ہو جائیگی۔

ہر بہترین شے کے مخصوص صفات اُسکے ماننے اور اُسکے مقابل چیزوں کو باطل اور لغو کرنے کے لئے ہوتی ہیں کسی کی صفات اور کمالات کو نہ مان کر یا مانتے ہوئے انکے تفوق اُس شخص کو ممتاز عمدہ ور نہ مانے تو اُس شخص کی سے کمالات کی ناقدری کرنے معطل بیکار کرنے سے اُسکی اور کمال پیدا کرنیوالے کی توہین ہے جسطرح سے کہ خدا کی صفات کاملہ نے تمام دنیا کے دیوتاؤں کو باطل کر دیا اور اُسکے ذریعہ انتخاب شدہ انبیا کی اور انکے اوصیا کی صفات و خصوصیت نے دنیاوی ساختہ مذاہب کے کل پیشواؤں کو محتاج لغو و باطل ثابت کر دیا تو

سوائے خدا اور اسکے منتخب شدہ انبیاء و اوصیائے معصوم کی مخصوص اطاعت کے
باقی سب دنیاوی ساختہ انبیاء و پیشوا و خلفا کی اطاعت و بیعت باطل ہو گئی - اور اسی کے
ساتھ ہی یہ بھی خیال باطل ہو گیا کہ خدا نمک نواز ہے کہ بدعتی شرابخور زناکار
مشرک و کفار کی بغیر خدا پرستی کے اعتقاد و عمل بجالائے کوئی اور امید کرے کہ خدا اُسکو
بخشدائے اور خدا پرست عالم و فاضل عابد و زاہد شخص کو جبکہ اُسکی بے غرض عبادت
کی نیت اور عمل صاف خدا کی راہ پر ہو تو اُسکو بلاوجہ جہنم میں پہنچا دے کیسے ممکن ہوگا
ہاں یہ بات اور ہے کہ کسی عابد و زاہد متقی و پرہیزگار کا عمل و اعمال اور نیت
مکاری ریاکاری ہو یا یہ کہ اُسکے اعتقادات خدا انبیاء رسول اور ائمہ معصوم
میں کسی کی بابت بیجا اعتقاد یا کسی کا انکار ہو تو بلا شک و شبہ اُسکی عمر بھر کی
عبادت سب بیکار ہو جائیگی -

انسان دنیا میں سرکاری القاب و خطابات اور بقدر قابلیت و استعداد کے
سند و سرٹیفکٹ کے بموجب اپنے امثال میں ممتاز ہو جانے پر کسی عہدہ خاص پر
تعینات ہو جاتا اور اُسکے جملہ القاب خطابات اور سندات عند الضرورت بیکار
نہیں کئے جاتے چنانچہ خدا کی جملہ صفات مان لینے پر وہ دنیا بھر کی تمام دیوتاؤں
سے مستثنٰے ہو کر واحد بالذات ثابت ہوتا ہے ورنہ اُسکی صفات بیکار ہو جائینگی
اگر خدا کے ساتھ دوسرے دیوتا مانے جائینگے -

رسول اور دیگر انبیاء کے صفات القاب و خطابات بیکار رہینگے اگر انکے ساتھ
دنیا کے خود ساختہ مسیلمہ کذاب جیسے دنیادار بھی نبی یا اوتار مانے جائینگے - مرزا
غلام احمد قادیانی کی نبوت کو ماننے والوں نے رسول کے خاتم النبیین ہونے کو

تیرہ سو برس بعد باطل کر دیا آخر مسلمانوں نے کیسے مان لیا کہ حضرت علیؑ کے سو القاب آداب اور جملہ خطابات
اور جملہ فضائل و مناقب بحکم خدا سے رسولؐ نے علیؑ کو ہی بدست عطا فرمائے
ہیں کہ بغیر کسی حجت و دلیل بغیر کسی حق حقوق پیش کئے فقط اپنے ایک ایک لقب
و خطاب اور فضیلت سے علیؑ رسولؐ کے فقط اصحاب ہی پر نہیں بلکہ بجز رسولؐ
تمام انبیائے سابقین پر بھی افضل و ممتاز ثابت ہو گئے ہیں۔

اس مختصر رسالہ میں کتاب حسن الانتخاب ساکن (کاکوری) سے اور ارجح المطالب
مولوی عبیداللہ صاحب بسمل امرتسری سے حضرت علیؑ کے کسی قدر القاب و خطابات
اور دیگر کتب اہلسنت سے چند فضائل جو مذہب کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں
وہ اس لئے کہ ناظرین اپنی کتب کے مندرجہ ناموں سے اس امر کا پتہ چلا لیں کہ
یہ فضائل و مناقب یہ القاب و خطابات علیؑ کے ہماری کتابوں میں جو موجود
ہیں وہ فقط حضرت علیؑ کے باب میں یا انکے بی بی فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے بارے
میں ارشاد ہوئے ہیں یا کسی دوسرے کے لئے بھی اس قسم کے اقوال کتابوں میں
موجود ہوں تو ہرگز اسکا سراغ نہ ملے گا۔

اگر یہ کہا جائے کہ یہ جملہ باتیں صحیح نہیں رسولؐ کی نہیں ہیں تو وہ معتبر کتابیں
جنکی حوالے دیئے ہیں وہ بھی صحیح اور سچی نہ رہیں گی انکے مؤلفین و مصنفین کو
بے اعتبار بنا کر اصحاب کی جملہ مندرجہ فضائل کی باتیں بھی غیر معتبر ہو جائیں گی
اور اگر یہ سب باتیں انہی کتابوں سے حضرت علیؑ کے لئے صحیح مانی جائیں گی تو
علیؑ کو خلیفہ بلا فصل بھی ماننا اور اصحاب کی خلافت سے دست بردار ہونا لازمی
ہو جائیگا اور اگر علیؑ کے ان فضائل و القاب و خطابات کو مخصوص مانتے ہوئے انکو

خلیفہ بلا فصل نہ مانا جائیگا تو خدا اور رسول کے تمام اقوال و احادیث قطعی بے صرف لغو اور بیکار ہو جائینگی جنکے لغو اور بیکار کر دینے والے وہی مسلمان ہونگے کہ جو پیغمبر کا کلمہ پڑھکر حق رفاقت فاطمہ اور حسن و حسین کو یا دیگر ائمہ کرام انکے حقوق سے محروم و معطل کرنے والے اور قتل و غارت کرنیوالے ہیں آخر جسطرح سے بقول اہلسنت اصحاب کبار اپنے فضائل کے اعتبار سے افضل ہو کر خلیفہ مانے جا رہے ہیں اور انکو انکے فضائل فائدہ پہونچا رہے ہیں تو اسیطرح سے حضرت علیؑ اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور دیگر ائمہ کے القاب خطابات و فضائل بجز کس مرض کی دوا ہونگے کہ جبکہ انکی حیات میں انکے کام نہ آئینگے اپنے جملہ فضائل سے کس وقت انکو فائدہ پہونچایا جائیگا یہ کون انصاف ہے کہ صحابہ خود ساختہ فضائل سے تو فائدے حاصل کر لیں اور اہلبیت کے جملہ فضائل وہ بالائے طاق رکھ دیئے جائیں اور پھر امید نجات و شفاعت رکھیں ۔

اسلام کے علاوہ تمام مذاہب کے لوگ اپنے پیشواؤں کو جسقدر مانتے ہیں تو انکی لائق اولاد کو بھی انکے سامنے یا بعد حیات پیشوا کیطرح سے مانتے آئے ہیں انکی لائق اولاد کو بیکار معطل کر کے گوشہ عافیت قید خانوں میں بند کر کے نہیں بٹھاتے انکے ہاتھوں اور زبانوں کو تنگ نہیں کرتے بلکہ انکے معتقدین جان و مال سے مدد دے دیکر انکے اختیارات کو بہت زیادہ وسیع کر دیتے ہیں گروہ کے چیلوں کی سجادہ نشینوں کے حقدار گدی نشینوں کی بڑے پیروں کی طرح کیا کچھ دست بوسی پابوسی کر کے قدر و منزلت کیجاتی ہے انکے خود ساختہ فضائل و مراتب پر کیا کچھ وجد و سرور کیا جاتا اور انکے تراشیدہ کرامات جا بجا گائے جاتے

اب پس ہم مسلمان ہو کر اپنے خدا و رسول پر سچے دل سے ایمان لاتے ہوئے اپنے
رسول کے پارہائے جگر علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کی اطاعت و محبت کو
حسب ارشادات رسول اپنے اوپر واجب کر کے اپنا امام اور حاکم اسلام خلیفہ
رسول امیر المومنین خلیفۃ المسلمین مان لیں تو کچھ گنہگار خدا و رسول کے نہ ہو جائینگے
بلکہ زیادہ ممکن ہے کہ قرین عقل اور رسم و دنیاداری کے مطابق حضرت اہلبیتؑ کو
امام و خلیفہ بلافصل ماننے والے خدا و رسول کو راضی و خوشنود کرنیوالے
ہو جائیں کیونکہ ہر ایک شخص مردہ ہو کر خود اپنی اولاد کو بر سر حکومت و اقتدار دیکھ
کر بہت خوش ہوتا اور خوش نصیب سمجھا کرتا ہے اور جو اپنے رسول کی اولاد
یا حسنؑ حسینؑ کو یا انکی بیٹی کو داماد یا چچازاد بھائی کو تحقیراً جانتا ہے یا ایسا جانکے
علیؑ کو اپنا اول امام و خلیفہ رسول حسنؑ کو خلیفہ دوم حسینؑ کو خلیفہ سوم مسلمانوں
کا حاکم نہ مانے اور انکو کچھ دنوں معطل بیکار اپنا زیر اثر اور بے اختیار کر کے گوشہ
خانہ زہرا میں بٹھا دے اور تیس چالیس برس کفر بعد اسلام لانیوالے رسول کے
صحابی بنکر خود کو اہلبیت رسول پر بجائے علی حاکم وقت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین
کہلوانا اور علیؑ سے انکی اپنی بیعت لینا چاہیں تو علیؑ اور دختر رسول اور حسنؑ حسینؑ
کو اپنے مطیع و تابعدار بنانے والے خدا اور رسول کو بہت ممکن ہے کہ زیادہ
ناخوش کرنیوالے ثابت ہو جائیں۔ یوں صحابہ کے خاطر سے انکے معتقدین بھی خدا کی
کر کے صحابہ کو حاکم با اقتدار اور اہلبیت کو محکوم و تابعدار حقیر اور سوگوار دیکھنا اور
سننا گوارا کریں اور ہزار طرح سے جوابات دیکر اور صحابہ کی خلافت جس جس ڈھنگ
سے واقع ہوئی تھی کے بموجب اعتقادی اصول و قوانین خلافت بنا کر اپنی آپ

فضل کر لینا پسند کریں اور اہلبیت کے مطیع و محکوم معطل ہو جانے پر غیرت و شرم نہ آئے تو کیا وہ قیامت میں کامیاب ہونگے ہرگز نہیں لیکن انکے برعکس اپنا اعتقاد بدلنے یا اہلبیت کے معاملہ میں گفتگو کرنے بابت خلافت صحابہ انصاف کی کوئی بات زبان سے صاف کہنے پر کسی کو جرأت نہیں ہوتی ہاں بغیر اپنی مرضی اگر اپنا پیسہ یا اپنا اختیار کسی اپنے بھائی کے پاس چلا جائے تب مسلمانوں کی فوجداری کو دست و زبان درازی اور مقدمہ بازی کے زور دیکھیے کہ کیا کیا ہوا کرتے ہیں رسول کے ناموس صابر گھرانہ کی جائداد اور خلافت ایسے اصحاب کے پاس پہنچی ہے کہ جنکو ہم اپنا پیشوا مان چکے ہیں تو لا محالہ جسقدر انکی باتیں معتبر کتابوں میں رجسٹرڈ ہیں وہ ہنر بنائی جائینگی بجز انکو چھپائے سرسری سمجھنے یا انکی بابت جوابات دیگر کسی طرح سے انکو علی سے افضل سمجھکر اپنے ایمان کو خود تسلی دیے بغیر کوئی چارہ نہیں دیکھتے اور اگر ان صحابہ کے یا یزید اور معاویہ کے ماننے والے مسلمان بکثرت نہ ہوتے اور اہلبیت کے مقابل صحابہ اور یزید و معاویہ کی افضلیت کی حقیقت سارے مسلمان کھولتے اسوقت دنیا انکی ایذا رسانی ظلم و بغاوت کا تماشہ دیکھتی اور جو بیچارہ انکی کتابوں کی لکھی ہوئی باتوں کو بے قلم سے نجام کر دیتا ہے وہ خواہ شیعہ ہو کہ سنی المذہب ہو اسکو راندہ درگاہ کرنے اور سنانے پر خواندہ ناخواندہ سب مل جاتے ہیں مگر خدا کا خوف کر کے اختلافی بات کی تحقیق کوئی نہیں چاہتا بس وقعت کارانی اور دو مردوں کی آنکھوں کو اندھ زبانوں کو صحابہ کے عیوب سے خاطر بند کرنا اور اہلبیت کو جو چاہے کہہ گزرنا اپنا ایمان جانتے ہیں ایسے اسلام لانیوالوں کے ظاہری باطنی برتاؤ کو دیکھکر ایسے

شک نہیں کہ خدا و رسول بحبت ہی خوش اور مسرور ہوتے ہونگے۔

کل انبیا سے زیادہ معرفت اہلبیت کا قدرتی سامان

انبیائے سابقین سے جدا رسول کی دوہری تبلیغ

انبیائے سابقین کی تبلیغ کے بموجب رسول کی پہلی تبلیغ

مخالفین خدا کے کفر کو توڑ کر خدا کی وحدانیت اپنی نبوت اور قیامت کا اقرار لیکر اسلام پھیلایا رسول کی اس تبلیغ کے بموجب لوگ مسلمان ہونے لگے اور آپکی حیات تک چند سیکڑوں کی تعداد میں اسلام لائے پھر بعد وفات رسول بڑھتے بڑھتے خدا کے فضل سے کروڑوں کی تعداد میں پہونچ گئے جو کہ زندہ میں اور کروڑوں کی تعداد میں مر گئے ہونگے۔ بہ نسبت انبیائے سابقین رسول کو اسلام پھیلانے میں آخر وقت تک انبیائے سابقین سے زیادہ مصیبتیں اٹھانی ہوں اتنی کامیابی حاصل ہوئی۔

انبیا کے سوا رسول کی دوسری خاص تبلیغ

یہ تھی کہ وہ اسلام لانیوالوں کو اپنی محبت اطاعت کیساتھ ہی اہلبیت کی اطاعت و محبت کی اپنے قول و عمل سے تعلیم دیکر انھیں تاقیامت اسلام میں مکمل کر دیا۔

اس دوسری تبلیغ معرفت و اطاعت اہلبیت کا اثر سب اصحاب پر نہیں ہوا جن پر کامل اثر ہوا انکے نام سلمان بوذر۔ عمار یاسر۔ مقداد۔ جابر ابن عبداللہ انصاری۔ [illegible] بن ثابت وغیرہ جیسے خیال کے اصحاب اور عبداللہ بن عباس

معہ کل بنی ہاشم وغیرہ جیسے جنہوں نے حیات رسول میں آیات و احادیث سے رسول
کے طرز عمل سے اہلبیت کو جسطرح اپنا دین و ایمان سمجھا تھا بعد حیات رسول بھی
اپنی زندگی بھر علیؑ کو خلیفہ اول حسنؑ و حسینؑ و دیگر ائمہ معصومینؑ کو اپنا امام اور
رسول کا خلیفہ بلا فصل سمجھا اور آیات و احادیث رسول کو اور انکے ساتھ اہلبیت
کو دنیا میں محروم و معطل نہیں کیا۔ باقی حضرت عمر و ابوبکر و عثمان و معاویہ وغیرہ
جیسے خیال کے اصحاب حاضرین سقیفہ مہاجرین جنہوں نے انصار سے بابت حقوق
خلافت و امامت و فضائل و مناقب اہلبیت جملہ آیات و احادیث اور طرز عمل
رسول کو بے عصمت اور اہلبیت کو خلافت سے معطل و محروم کر کے گوشہ عافیت میں
بٹھا کر خود کو خلیفہ رسول حاکم اسلام اور اہلبیت کو محکوم و تابع کرنا پسند سمجھا۔ جن
اصحاب کے خود اس طرز عمل نے خلافت سے حضرت علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ
وغیرہ کو معطل اور باغ فدک سے دختر رسول کو محروم ہی نہیں کیا بلکہ آیات الٰہی
اور احادیث نبوی کو اور انکے مقصد کو لغو و باطل کر دیا۔

رسول کی دوسری تبلیغ
اطاعت کی غرض سے اہلبیت کی خلافت و امامت کا اعلان
کل انبیاء سے زیادہ معرفت اہلبیت کا قدرتی سامان

یوں تو اسلام کے ابتدائی محدود زمانہ کی
دنیا کو رسی حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسےؑ
تک بقدر ضرورت بحکم خدا سارے انبیا
اپنی اپنی امتوں کو پڑھاتے آئے اور باعث ایجاد عالم پنجتن کی نورانی صورتوں کے
فیض سے متاثر ہو کر انکی آمد کی پیشینگوئیاں کرتے رہے۔

آدمؑ سے عیسیٰؑ تک کئی ہزار برس کا محدود دور نبوت۔ مکمل عمارت کتاب شریعت
محمدی کی ایک تمہید و بنیاد تھی جس پر امامت کے بارہ باب مستحکم تا عرش بلند و تا قیامت

طولانی قائم کئے گئے تھے جن کی فیوض محبت و ولایت اور معرفت کی ہواؤں سے خود کو
پاک و معطر ان کو متاثر کرتے رہے۔ اور اپنی اپنی مشکلات کو اسمائے پنجتن کے واسطے
دفع کرتے رہے۔

یہ خدا کی طرف سے معرفت پنجتن کی تبلیغ تھی کہ جو انبیاء کو دی جاتی اور انبیاء کی
محمد و آل محمد کے اقرار پر مبعوث بہ نبوت کئے جاتے۔

سرتاج رسل شہنشاہ دو عالم جب اپنے شہزادوں و شہزادگان کی پنجتن
صورتوں کا دنیا میں جمع ہو جانا گویا کتاب شریعت محمدی کی تکمیل تھی جو از جانب
خدا عالم کے سامنے پیش کیا گیا تھا کہ جس کے مضامین کی بارہ سرخیاں الٰہی پرچہ سی
سے ملے ہو کر قیامت کے غیر معین دور تک بغیر تبدیل قائم رہنے والی تھیں جو
عالم الست میں ارواح انبیاء و اولیاء کہ وہ دیگر ارواح عالم کے سامنے پاس
کر دی گئی تھیں یعنی امر ولایت و نیابت بعد رسول آل رسول کے لئے از جانب
خدا تجویز ہو چکا تھا اسی عالم الست کی [illegible] کرنے اور انوار مقدسہ اہلبیت
کی شناخت کرانے کا وقت ختم نبوت کے قریب آ پہونچا۔ تو خدا نے حسب ذریعہ مرتبہ
سے اہلبیت کی معرفت و شناخت کرانے کے لئے انبیا میں سے اپنے حبیب خاص سرتاج
دو عالم کو مقرر کیا اور ملائکہ مقربین میں سے اپنے روح الامین جبرئیل جیسے
امین اور میکائیل سرفیل و دردائیل جیسے فرشتوں کو اور رضوان جنت جیسے
خازن بہشت کو خدمت کیلئے مقرر کیا انکے ذریعہ سے آسمان سے حق نیابت بوقت
بخاطر عام ظاہر کرنے کے لئے لافتیٰ الا علی سے داد شجاعت و مردانگی دلوائی
علی و فاطمہ اور حسنین کے لئے طعام و لباس جنت بھجوایا۔ دنیا کے خلاف

ہونے والے اصول پر قدرتی در دیوار کعبہ شق کر کے کھولا اور مادرِ علیؑ کو اسکی آغوش میں دیکر بدستور ملا دیا اپنے اسلامی نورِ امامت کو کعبے کے اندر اتارا تین روز برابر کعبے کے اندر مہمان رکھا حضرت مریم و حوا۔ آسیہ و سارہ اور دیگر حوران و ملائکۂ جنان کو معہ آب و طعام بہشتی دیکر خدمت و نگرانی کے لئے تعینات کیا۔ شجرۂ طیبہ امامت کی جڑ یا کر خلافت کی نال نات کعبہ میں قائم کر دی اور دستِ نبوت ولعابِ رسالت سے سینچائی شروع کی۔ رسولؐ نے اپنے سینہ پر سُلا کر۔ گود میں کھلا کر۔ کندھوں پر چڑھا کر۔ حسینؑ کی مرضی پر خود کو اونٹ بنا کر۔ بحالت عبادت خطبہ چھوڑ حسینؑ کو گود میں اُٹھا کر۔ بحالت سجدہ پشت رسولؐ پر سوار ہو جانے پر حسینؑ کی مرضی کو عبادت میں خدا کی عین مرضی بتا کر اہلبیتؑ کو اپنا گوشت پوست خون نفس و جگر بتا کر۔ انکی اذیت و حقارت و عداوت و جنگ کو اپنی حقارت و عداوت انکی اطاعت و محبت اور شفاعت کو بعینہٖ اپنی اور خدا کی اطاعت و محبت و شفاعت دکھا کر انھیں کو ساقیٔ کوثر قاسمِ نار و جنت ظاہر کیا۔ نیز علیؑ و فاطمہؑ و حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں انھیں سے میرا کام خدا کا کام تا قیامت زندہ جاری رہے گا۔ انھیں کی شفاعت محبت و اطاعت بحالت نزع قبر میں۔ عالم برزخ میں۔ ہول محشر اور پل صراط سے گزرتے وقت جنت پہونچنے تک فقط آلِ رسولؐ امام و خلیفہ بلا فصل ماننے والوں کے لئے کام آئیگی۔

نوٹ اسقدر جلد اہتمام کی باتیں بعد رسولؐ اہلبیتؑ کو حاکم اُمت خدا کی حجت قرار دینے کے لئے تھیں کہ جو صحابہ کو حاکم اُمت ماننے سے بکثرت مسلمانوں کے نزدیک باطل کر دی گئیں۔

از جانب خدا اور رسول بابت اظہار حقوق اہلبیت علانیہ زبردست اہتمام صحابہ اور اُنکے معتقدین کا مخالف منظر

اوّل تو عقلاً اور مطابق رسم دنیا عملاً قانوناً تمام مسلمانوں کا فرض تھا کہ وہ بعد رسول اطاعت رسول کیطرح بعینہٖ خاندان رسول اور وارثان رسول کی اطاعت و فرمانبرداری پر سب ملکر بغیر پس و پیش ٹوٹ پڑتے۔ رسول کے یاران طریقت اور اصحاب باغیرت و حمیت کی حکومت و خلافت کی جانب تو کبھی شخص کا وہم و گمان بھی نہ جا سکتا کہ وہ صحابہ اپنے رخ کو اپنے دست و زبان طمع کر دنیا کے تمام مالدار گھروں کو چھوڑ کر خود رسول کے خاندانی خلافت و باغ فدک پر قابض ہو کر اُسکے جائز وارث بنجائیں اور بغیر وارثین میت رسول کی اجازت لئے بغیر دفن کے موافقت میں بھی مجمع کرنا مناسب نہیں تھا چہ جائیکہ علیؑ و فاطمہؑ کی مخالفت میں بغیر انکی موجودگی بابت خلافت مشورہ کرنے اور مختلف قسم کے اپنا خود غرضی کی کونسل اور پارلیمنٹ بنجانے کی۔ جنازہ رسول کو خود چھوڑ کر بجائے قرب آخری منزل کے صرف تین میل مدینہ سے جدائی نہیں تا قیامت جدائی گوارا کرنے کی اشتیاق مہاجرین و انصار کو کیا ضرورت پڑگئی کا شکہ دستور زمانہ بعد دفن رسول غدیر خم کیطرح پر پھر سب ملکر علیؑ کو اپنا خلیفہ مان لیتے تو کیا گناہ ہوتا۔ اگر بالفرض کچھ لوگوں نے افضل اور تجربہ کار ہونے سے حضرت ابوبکر کو نامزد کر دیا تو اپنی خلافت علیؑ کے سپرد کر کے اُنکے مددگار خود بنجاتے صحابہ کی واہ واہ ہوتی اہلبیت و اصحاب کے درمیان دوستی کا ثبوت ملتا تو سُنّی و شیعہ دو مذہب نہ کہلائے جاتے اور آپس

مسلمانوں کی خونریزیاں مٹ جاتیں نہ یہ دو مذہب جدا جدا نامزد ہوتے نہ اسلام میں قرآن سے رنگ جدا جدا مذاہب ایجاد کرتے اگر سب علیؑ پر حسب آیات واحادیث رسولؐ متفق ہوجاتے۔

میت کے وارثوں کو سب قدرے سخنے در سے امداد پہونچایا کرتے ہیں انکے مقابل خود وارث بنے اور میت کا اختیار لینے کی فکر تو وہی رنگ کیا کرتے ہیں کہ جو اپنی طراری طامعی سے دست درازی کے عادی ہوتے ہیں۔ مجمع میں علیؑ کے موجود ہوجانے پر کسی صحابی کو کامیابی محال تھی جب تو انھوں نے علیؑ کو کفن دفن میں مشغول ہونے سے مجبور پاکر بجائے آخری زیارت رسولؐ کا شرف حاصل کئے کفن ودفن کو ترک کرنا اور انعقاد خلافت اور ووٹ کی تعداد بڑھانے کو جیسا ضروری انھوں نے سمجھا تھا تو ویسے ہی بلکہ اُن سے دو ہاتھ زیادہ انکے معتقدین نے جوابات انکی طرف سے تیار کرلئے اور انکے کل افعال کو حُسن کا جامہ پہنانے کو ممدوح اور مستحسن قرار دیدیا۔ چنانچہ علیؑ نے بحکم رسولؐ خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں بصبر وخاموشی کام لیا اگر شلاً تھوڑی سی تعداد لیکر ان سے جنگ کرتے تو خانہ جنگی کا اور بغرض حصول خلافت طمع کا الزام فوراً لگتا۔ لیکن اتنے زمانہ تک علیؑ کا صبر پھر بمقابلہ معاویہ امام حسنؑ کا بصبر وخاموشی صلح کرنا پھر بعد امام حسینؑ دیگر آئمہؑ کا صبر وتحمل کرکے خلفائے اسلام کے ہاتھوں قید خانوں میں مقید ہونا زہر کھا کھا کر مقتول ہونے کا اثر بھی سوائے شیعوں پر متواتر ہونے کے ہر زمانہ کے اہلسنت معتقدین اصحاب پر اچھا اثر نہ ہوا اور مسلمان بجائے اسکے کہ اہلبیتؑ کی بصبر وخاموشی مظلومیت پر ترس کھا کر انکی عزت وقعت

کرتے انکی ہمدردی و طرفداری کرتے۔ انکے حقوق و اختیارات ضبط کرنیوالوں سے
بدلہ لیتے اور اگر نہ لیتے تو کم از کم لعنت و بیزاری کرتے یا کلمۂ حق و انصاف کی
بات اہلبیت کی خاطر کبھی تو منھ سے نکالتے وہ اور بھی بعد رسولؐ خلفا سے
وقت صحابہ ثلثہ کا پھر بعد علیؑ معاویہ و یزید کا و دیگر خلفائے اسلام کا اسکے
زمانہ کے مسلمان ساتھ دیتے اور انکے بجائے علیؑ و دیگر آئمہ کے شیعہ طرفدار ول
سے برابر فوجداری کرتے چلے آرہے اور جان و مال اپنے صحابہ کی خاطر نثار
کرنے پر ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ سلف سے رسولؐ پر علیؑ پر مسلمان اعتراض
کرتے آرہے ہیں کہ اصحاب باطل راہ پر تھے تو رسولؐ نے انکو نکل کیوں نہ
نکال دیا۔ اور علیؑ نے ان پر تلوار کیوں نہ اٹھائی۔

خدا نے بذریعہ رسولؐ صحابہ اور کل مسلمانوں پر اہلبیت کو حاکم دنیا و دین
خلیفۂ رسولؐ خلیفۃ المسلمین امیر المومنین رسولؐ کا خلیفہ اور جانشین مقام غدیر
پر بنا کر ایک لاکھ حاجیوں سے بیعت و مبارکبادی دلوا کر اپنی حجت تمام کردی
اب یہ صحابہ کی اور انکے معتقدین کی بڑی دلیری و گستاخی کی بات ہوگی کہ جو
خدا اور رسولؐ کے خلاف خود کو با اختیار و اقتدار حاکم بنانے اور اہلبیت کو اپنا
محکوم و تابعدار زیر اختیار کر دینے پر بھی غیرت و حمیت ذرا بھی کسی کے دل میں
نہ آئیگی۔ کسقدر افسوس کی بات ہے کہ دنیا کے تمام جھگڑوں میں آپس کی
نزاعی باتوں میں ہر اک چھوٹا بڑا خواندہ ناخواندہ حق و ناحق اچھی بری رائے
لگا دیتا ہے مگر صحابہ کے بابت زبان کسی کی بھی نہیں کھلتی کہ صحابہ جو زمانہ کی
دلالی پیشہ کے ساٹھ ستر تیس چالیس برس آغوش کفر میں پختہ اور طاقتور ہو کر

کسی ممتاز یونیورسٹی کا سرٹیفکیٹ لئے بغیر جب اسلام لائے دیگر اصحاب کی طرح
شیخین بھی اگرچہ علوم باطن سے سرفراز بنائے جائیں تو باقی سب اصحاب رسولؐ
کے ساتھ رہنے فقط ساتھ رہنے کی فضیلت جو شیخین کے لئے تجویز کیجائے وہ
سب اصحاب کے لئے حاصل تھی بھاگنے کی فضیلت سے صحابہ ثلثہ کا نام پہلے
موجود ہے رسول کا لعاب دہن نہیں جو سانہ علوم باطنی سے سرفراز ہوسکے۔ نہ
کسی مشہور اسلامی جنگ میں رسولؐ نے امیر و سردار بنایا نہ کسی لڑائی میں
خود گھر سے زخم کھائے نہ خون میں نہائے نہ کفار کو قتل کرنے کی اسلامی
مورخوں نے کوئی ممتاز تعداد دکھائی کہ جو تحریر میں لانے کے قابل ہوتی
ہاں رسولؐ کو چھوڑ کر بہت سے صحابیوں کے دو مرتبہ بھاگنے والوں میں
حضرت عمر و ابوبکر و عثمان وغیرہ چند اصحاب کا نام خاصکر ایک دو جگہ نہیں
اکثر معتبر کتب میں معہ انکے قولی گواہی کے ضرور موجود ہے صلح حدیبیہ
میں رسولؐ کی معمولی بات کفار کے کہنے پر لفظ رسول اللہ مٹانے پر حضرت
عمر کو رسالت نبوی میں شک ہوجانے بغیر وارثین میت رسولؐ اجازت
لئے بغیر انکی موجودگی کے جنازہ رسولؐ کو چھوڑ کر تین میل فاصلہ پر جاکر
بغیر کعبہ و مسجد نبوی جیسے پاک مقام تجویز کئے سقیفہ جیسی بدنام فتنہ انگیز
جگہ پر مشورہ خلافت قائم کرنے کی حملہ ناجائز باتوں کو فقط از خود خلیفہ
بنجانے کی اک زبردست فضیلت سے غلبہ حاصل کرکے خود کو اہلبیت کے
کل ایمان پر آیہ تطہیر سے انکی طہارت پر قرآن اور رسولؐ کی ذات وصفات
لحم و جسم اور خون کے ساتھ معیت و اتحاد پر بحکم خدا دیوار کعبہ شق ہوکر علیؑ کے

کعبہ میں پیدا ہونے پر بغیر بتوں پر نگاہ ڈالے آغوش نبوت میں چہرۂ رسول پر آنکھیں
کھولنے پر لعاب سے پرورش پانے پر۔ ولادت علیؑ کی خاطر حوا و سارہ و مریم و آسیہ
معہ آب و طعام جنت حوران و ملائکہ وغیرہ لیکر خدمت علیؑ کرنے پر رسول کے دعوائے
رسالت پر لشکر خدا کے ساتھ علیؑ جیسا دوسرا گواہ بحکم خدا ومن عندہ علم الکتاب
جیسے معزز خطاب کیا اللہ مقرر کئے جانے پر مہر نبوت پر پیر رکھ کر بت شکن کہلانے
کعبہ کو طاہر بنا دینے پر۔ اسلامی تمام مشہور جنگوں میں جانثاری دکھا کر فتح کرنے
زبانی جبرئیل لافتیٰ الا علیؑ اور نادِ علیؑ کی آوازیں جبرئیل کی زبانی اور ضربت علیؑ
یوم الخندق افضل من عبادت الثقلین رسول کی زبانی سنوا دینے پر
بحکم خدا حضرت ابوبکر کو واپس کراکر ناقہ و لباس رسول پہنکر سورہ برات جیسے تبلیغ
لیجا کر اور بستر رسول پر خدا کی راہ میں جان بیچ کر لیٹ کر امانتوں کو ادا کرنے
حرم رسول کو مدینہ پہونچا کر۔ بعرض اعادہ نماز عصر دو مرتبہ آفتاب کو بحکم رسول
اپنے لئے پلٹوا کر جنازہ رسول کو تا دفن نہ چھوڑنے پر شان نیابت و جانشینی
و وراثت دکھانے پر یہانتک کہ غدیر خم پر دستار خلافت بندھوانے رسول سے
حدیث ثقلین و سفینہ حدیث من کنت مولاہ کہلوانے ایک لاکھ حاجیوں سے
صحابہ ازواج رسول سے بیعت و مبارکبادی اور حسان سے قصیدہ سنوانے
پر آیات و احادیث کے ذریعہ وغیرہ وغیرہ ایک سے ایک زبردست انبیاء سے
بڑھکر فضیلت و منقبت سننے پر حملہ بازی کو پس پشت ڈالکر جبرخ شخص نے
خود کو افضل و اعلیٰ سمجھکر خود کو حقدار خلافت کر لیا تھا ویسا ہی صحابہ کے خاص
معتقدین نے سلف سے آجتک صحابہ کے مذکورہ کل باتوں کو مد نظر

کو کے مجبوثی اور غیر معتبر قرار دیا اور علیؑ اور دیگر تمام آئمہ کی مذکورہ خدا اور رسولؐ اور فرشتوں کی زبانی عمل باتوں کو معطل اور بیکار کر کے یا کہ انکو اہلبیت کے لئے خاطر امتا صدقنا کہنے کے بعد بھی خود اہلبیت کو معطل و محروم اور صحابہ کے محکوم اور تابع کر دیا اپنی نجات اور خوشنودی خدا اور رسولؐ کا کیا خوب مناسب ذریعہ سمجھا ہے لیکن اس بات کی طرف کسی معتقد صحابہ کا دھیان مطلق نہیں جاتا کہ صحابہ کی مذکورہ بالا اوصاف کے بنا پر صحابہ کو حاکم و جانشین رسولؐ ماننے اور علیؑ کو تابع کرنے پر رسولؐ کی جملہ احادیث کی اور کلام اللہ کی جملہ آیات بے کار بے معرف ہو جانے سے سخت توہین ہو گئی اور انکی توہین سے خدا اور رسولؐ کی توہین کے مرتکب ہو گئے۔

اہلبیت کی معرفت و محبت کا ثبوت
اسلام کے کس طبقہ میں خاص سے ہے

لغت عربی و فارسی سے بوجہ طرز عمل چونکہ شیعہ کے معنی دوستدار و فرمانبرداران علیؑ قرار پا گئے خواہ وہ قوم کے سید ہوں یا کہ غیر سید ہوں انکا طریقہ عمل ہر جگہ دکھلا کر بیچنے میں پورا کلمہ طیبہ اقرار شہادتین کیساتھ علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل کی اور اسلام کے کل پانچوں اصول دین توحید عدل نبوت امامت اور قیامت کی اور فروع دین نماز روزہ حج زکوٰۃ خمس و جہاد کی اور رسولؐ کے حسب الحکم بارہ آئمہ یا چودہ معصوم کے نام از بر کرنے کی تاکید کی جاتی ہے۔

بچے مجالس میں شریک ہونے یا اپنے گھر تعزیہ داری کرنے سے ماؤں کی گود میں بچے اشہد و محمدؐ کے ساتھ حسنؑ و حسینؑ اور علیؑ کے نام کا ماتم کرنے نوحے رباعیاں سلام کے رٹنے رٹانے، ذکر کربلا کے ساتھ کربلا والوں کے ناموں اور انکا نام ہر چرچا پھیلانے کے بچپنے سے برابر جاری ہوتے اور تاحیات بسبب تعلیم والدین اہلبیت اور اصحاب کربلا کے غم و مصائب حالات سے واقف کار ثابت ہوتے ہیں۔

جس قوم کی بابت مخبر صادق رسول کریم نے بوقت ولادت حسینؑ بانی جبرئیل امین خبر شہادت حسینؑ اپنی بیٹی فاطمہؑ کو سنانے کے ساتھ اس بات سے انکی تسلی کردی کہ اے بیٹی شہادت حسینؑ کے وقت نہ میں ہونگا نہ تو ہوگی نہ علیؑ نہ حسنؑ ہونگے لیکن خدائے تعالیٰ نے وعدہ کرلیا ہے کہ اہلبیت کی دوستدار قوم ایسی پیدا کریگا کہ جسکے بچے جوان اور بڑے دن رات مصائب سید الشہدا پر گریہ و ماتم کرینگے اور مظالم یزید و خلفائے وقت کا مظاہرہ اندر باہر ہر طرح وعلانیہ شہرت کیساتھ تا قیامت کیا کرینگے اور مصائب حسینؑ کے ذکر سے انبیا و آئمہ کے عبرتناک واقعات اور خدا کے صفات کا تذکرہ کرتے رہیں گے۔

جسطرح سے کہ کلمہ لا الہ سے دنیا کے تمام خود ساختہ خداؤں کی نفی کرکے ایک خدا پر اور دنیا کے خود ساختہ مذہبی پیشوا اور رہنما اور تمام مصنوعی انبیا کی نفی کرکے خدا کے ساختہ انبیا و اوصیا پر انحصار کرنے پر آدمی اسلام میں داخل ہوتا ہے اسیطرح سے دنیا کے خود ساختہ مذہبی پیشوا پیران با صفا خلفائے دنیا کی نفی کرکے خدا اور رسول کے ساختہ اہلبیت نبوی کے بارہ امام اور چودہ معصوم پیشوا پر اکتفا کرنیوالا شخص مومن کہا جاتا ہے پس بموجب قول رسول حدیث ثقلین کہ

اپنے بعد میں صرف دو چیزیں برائے اطاعت چھوڑتا ہوں کتاب خدا اور دوسرے یعنی عترت اہلبیت فقط ان دونوں کی اطاعت و فرمانبرداری پر اکتفا و تمسک کرنیوالا رسول کی جملہ احادیث بابت حقوق و فضائل اہلبیت کی تصدیق کرکے شیعہ کہلاتا ہوا سفینہ محبت اہلبیت پر پار کرنیوالا تا قیامت گمراہ اور ہلاک نہ ہوگا - اور مسلمانوں میں باوجود وحدانیت و رسالت و قیامت یا کعبہ قرآن کی ہدایت و اطاعت ہمیں کا اقرار کرنیوالا اہلبیت نبوی کی اطاعت و تمسک کو ترک کرکے اپنے خود ساختہ خلفائے دنیا کو خلیفہ رسول امیر المومنین کہنے والا انکی خلافت اور پیران دستگیر کی بیعت پر مدار نجات و شفاعت رکھنے والا رسول کی حدیث ثقلین و سفینہ جیسی کل احادیث نبوی دربابت فضائل حقوق خلافت علی و دیگر آئمہ کی تکذیب کرتا ہوا خدا اور رسول کی توہین و تکذیب کا درپے ہوکر انکی رحمت سے خارج ہوکر خود کو گمراہ اور ہلاک کرنیوالا ہوگا -

اہلبیت کی معرفت و محبت تو اکثر ان معتقدین صحابہ مسلمانوں کی کروڑہا تعداد اہلبیت کے کل ناموں سے ہر زمانہ میں ناواقف ہی رہا کرتی ہے

عالم جوانی بلکہ پیری میں صوفی طبقہ کے کچھ تعداد کے مسلمان اپنے وظیفہ میں پیروں کے ناموں کے ساتھ اہلبیت کے کل ناموں کی منظوم مناجات روزانہ ورد کرنیوالوں کو یا دو چار واقف کار عالموں کو چھوڑ کر باقی کل مسلمانوں کی بکثرت تعداد بجز چار امام چار یاری خلفا چند پیران پیر کے نام اور انکے فضائل و کرامات سے واقف ہیں یکے اہلبیت کے بارہ ناموں سے ناواقف ہوتے ہیں جبکہ خود اصحاب ثلثہ اور معاویہ

اہلبیت کو اپنا امام و خلیفہ رسول امیر المومنین نہیں مانا تو بھلا اصحاب کے ماننے والے اہلبیت و آئمہ معصومین کے ناموں سے یا انکے فضائل و مناقب سے خود واقف ہونے یا کہ اپنے بچوں کو واقف کرنے کی ضرورت ہی نہیں رکھتے تو پھر وہ ناواقف کار آپ ہی ثابت ہونگے۔

اچھا اگر تعزیہ داری کی وجہ سے یا کہ مذہبی مقدمہ بازی اور فوجداری کی ضرورت سے یا کہ اعتقادا سبیل رکھنے نذر و نیاز کرنے اور ذکر شہادت پڑھنے یا کہ منت و مراد بر آنے کی ضرورت سے عموماً محرم میں علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور رجب کے مہینے کونڈوں کی بدولت امام جعفر صادقؑ کے نام سے واقف کار دکھائی دیتے ہیں تو انکے اعتقاداً چند ناموں سے یا کہ مذکورہ صوفی طبقہ کے کل اہلبیت کے ناموں سے یا انکے فضائل و مناقب سے واقفیت اور اپنی دنیاوی حاجات طلب کرنے کے لئے کم و بیش محبت و معرفت یا آخرت میں اُمید شفاعت نیز دیگر انکی بابت خوش اعتقادیاں (فقط بارہ اماموں کو امیر المومنین اور رسول کا خلیفہ بلا فصل نہ ماننے انکو محکوم اور تابعدار کرنے اور صحابہ ثلثہ کو حاکم کہنے سے) فوراً باطل ہوجاتی ہیں۔

اور جہاں کسی خواندہ ناخواندہ مسلمانوں کے سامنے اہلبیت کی خلافت اور فدک کے حقدار ہونے کو یا صحابہ سے افضل و برتر ہونے کو آیات سے احادیث سے عقل و فطرت اور قانون دینی و دنیاوی رو سے مقابلۃً جب کبھی تحریراً تقریراً دکھایا جاتا ہے فوراً اصحاب کے معتقدین کے دلوں سے لہی کہی اہلبیت کی محبت و اعتقادی فضیلت ذرا دیر میں تشریف لیجاتی اور بغض و عداوت اور فوجداری

وبغاوت پر آمادہ کر دیتی ہے فضائل اہلبیتؑ زیادہ تو کیا سن سکیں گے ایک ذرا سا معمولی مہذب فقرہ اذان میں خلیفہ بلا فصل کا سننا گوارا نہیں کرتے اور مقدمہ بازی اور فوجداری پر تیار ہو جاتے ہیں۔

بجائے اسکے کہ اہلبیتؑ کو خلیفہ رسول امیر المومنین حاکم دنیا و دین ماننے والوں کی قدر و منزلت انکی اعتقاد کی تقلید و اطاعت سب مسلمان کیا کرتے اور بعد رسول معصوم بارہ آئمہ اہلبیت حاکم امت مانے جاتے اور اسلئے خود اہلبیت اپنے وقت کے خلفاء و حکام وقت کیطرف سے ستائے جاتے ذلیل و رسوا کیے جاتے قتل و مقید کیے جاتے اور انکے ماننے والے بھی اسی ذلت و عداوت سے دیکھے جاتے اور قتل و غارتگری کے شکنجوں میں ابتدائے خلافت سے ابتک کسے جاتے اور تا قیامت ہر ایک کی زبان پر کافر و گمراہ کہے جاتے ہیں

اچھا جبکہ صحابہ کے مقابل اہلبیتؑ کی یہ قدر و منزلت یہ توقیر و عزت مسلمانوں سے فوراً ظاہر ہو جاتی ہے اور نفرت کراہت بغض و عداوت درمیان میں آجاتی ہے تو پھر ہم رسولؐ کی وہ احادیث ناچار ہو کر ان مسلمانوں کے سامنے پیش کرینگے کہ جو بغض و عداوت اہلبیتؑ سے رکھنے والوں اسنے روکنیوالے یا انکو باغ فدک اور خلافت سے محروم و معطل کرکے دنیا میں حقیر و تابع اور خود کو حاکم و افضل کرنیوالے انکے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ وہ اس کتاب میں دیگر احادیث فضیلت کیساتھ آئندہ ذکر کی گئیں ہیں۔ جنکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو اہلبیت کی کسی عنوان سے حقارت و عداوت کا درپے ہوگا وہ میرا اور خدا کا دشمن اور سخت توہین کرنیوالا داخل نار ہوگا۔

نیز غرض یہ ہے کہ جسقدر مختصر احادیث بطور معیار فضائل و حقوق علی و فاطمہ و حسنین و دیگر آئمہ اس کتاب میں مسلمہ اہلسنت کتب سے پیش کیگئی ہیں وہ بحکم خدا رسول نے اپنے اصحاب و دیگر مسلمانوں کے سامنے اسلئے ارشاد فرمائی کہ میرے بعد میرے اہلبیت میری طرح واجب الاطاعت حاکم اُمت مانے جائیں جنکے مقابل اصحاب و غیر اصحاب پیران دستگیر کی اطاعت و بیعت کل بحکم احادیث رسول باطل کیجا چکیں۔

پس مسلمانوں میں جس نے آیات و احادیث کے بموجب اہلبیت کو بافضل خلیفہ رسول خلیفۃ المسلمین امیر المومنین امام المتقین مان لیا ہے اس نے آیات کلام اللہ و احادیث رسول کو باکار بنا کر انکی تصدیق کرنے سے وہ ناجی ثابت ہو گیا اور جس نے رسول کے بعد فاطمہ کو فدک سے علی کو اور دیگر آئمہ کو خلافت سے محروم و معطل کرکے خود کو خلیفہ رسول امیر المومنین کہلایا وہ مع متعقدین آیات و احادیث کو معطل اور بیکار کرکے انکی تکذیب اور توہین کرتا ہے اور خود کو دشمنان خدا اور رسول کیساتھ محشور کریگا۔

مسلمانوں میں تفرقہ کی بنا عہد رسول سے ہے جسکا نشان اور معیار فقط بلا فصل خلافت علی کا انکار ہے

چونکہ خدا اپنے رسول اور آل رسول سے متفق اور رسول مع اہلبیت خدا سے متفق ہیں اور قرآن و اہلبیت اور حق کو رسول نے اپنے قول و فعل سے متحد و متفق ثابت کر دکھایا تو وہ سب اختلاف کے تفرقہ کے اور فتنہ و فساد کے دشمن ثابت ہو گئے جس کی تصدیق خدا کی آیت

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا — کہ مسلمانو خدا کی رسی کو سب ملکر مضبوط تھامے رہو اور اپنی ذاتی رایوں سے متفرق نہو جانا۔

کرتی ہے :-

پہلے تفاسیر اہلسنت سے حق پرستوں کو دریافت کر لینا چاہیے کہ مراد حبل اللہ اور حبل المتین بلکہ عروۃ الوثقی سے ۔ اور سورہ حمد میں صراط مستقیم سے نیز قرآن کی اکثر آیات کے الفاظ اولی الامر سے ۔ شجرہ طیبہ سے ۔ وابتغوا الیہ الوسیلہ سے ۔ کونوا مع الصادقین سے وارکعوا مع الراکعین سے بلکہ اہل الذکر اور راسخین فی العلم سے اور دیگر آیات کے الفاظ سے اہلبیت اور محمد و آل محمد مراد ہیں جنکی اطاعت مشترک کا حکم خدا نے مسلمانوں کو دیا ہے کہ سب مسلمان متحد و متفق ہو کر اہلبیت کی اطاعت و خلافت پر گردن خم کر ڈالیں انکے مقابل سرکشی و فتنہ پردازی کر کے متفرق نہو جائیں کیا یہ خود غیب کی باتوں کی آیتوں کے معانی کی خبر دیتی ہیں۔

خدا کے قول کے بموجب جبکہ رسول نے احادیث ثقلین وغیرہ سے اور اپنے طرز عمل سے اپنے ساتھ قرآن و اہلبیت کے درمیان تا قیامت اتحاد و اتفاق ثابت کر دیا تو قرآن کیساتھ فقط اہلبیت رسول کی اطاعت و خلافت کے ماننے والے خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے والے اور اپنے بارہ آئمہ کی اطاعت پر تا قیامت متفق و متحد الخیال ہونیوالے ہیں اور جو لوگ کہ آیات و احادیث کے معنوں میں بلکہ بارہ آئمہ کی مقررہ تعداد سے کم یا کہ زیادہ اور انکے علاوہ دوسروں کو امام و خلیفہ رسول ماننے والے ہیں وہ سب اپنے اپنے ذاتی اعتقاد سے حبل متین خدا کی مضبوط رسی سے جدا ہونگے اور اسلام کے

ایک مذہب سے ہٹ کر فتنہ و فساد اور اختلاف مذاہب کے بانی ہو کر خدا و رسول کے مقابل باغی و گمراہ ہو گئے۔

باوجود اسقدر خدائی محکم انتظام تبلیغ کے دو قسم کے مسلمان رسول کو ثابت ہونے لگے تھے ایک تو صاف باطن حق پسند مختصر تعداد کے وہ لوگ کہ جو ورزانہ فضائل اہلبیت سن سن کر محبت و اطاعت بڑھا بڑھا کر اپنا ایمان کامل کرتے بعد رسول اہلبیت کو مختار کائنات باعث ایجاد دنیا و آخرت مانتے وہ اصحاب اور انکی اولاد اور خود علیؑ و فاطمہؑ اور انکی گیارہ معصوم اطہار کی اولاد و اپنے ہادی جناب فاطمہؑ کو فدک کی حقدار اور علیؑ و دیگر آئمہؑ کو سلسلے خلافت بلا فصل پر برقرار مانتے تھے وہ اسوقت سے ابتک اور تا قیامت شیعیان علی کہلائے گئے۔

دوسرے رسول کے ایسے اصحاب بھی تھے کہ بات اہلبیت کے فضائل و مناقب سن سن کر خوش نہ ہوتے آپس میں چوں و چرا کا نا پھوسی کیا کرتے بعض تو باطنی ناخوشی کو ضبط نہ کر سکتے اور رسول کو منھ پر فقط علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ کی قدر و منزلت اور فضیلت دکھانے سے گمراہ کہدیا کرتے جس پر خدا نے ایسے لوگوں کو رسول کیطرف سے جواب دیا کہ تمھارا صاحب محبت اہلبیت میں گمراہ نہیں ہوا ہے بلکہ وہ بغیر ہمارے حکم کے کچھ نہیں کہتا جو کچھ وہ کہتے ہیں ہم کہتے ہیں۔

بس اسی قسم کے صحابہ زندگی میں رسول کو دو مرتبہ دشمنوں میں چھوڑ کر جنگ سے بھاگ چلے تھے تو پھر میت رسول کے احترام دفن و کفن کی کیا پرواہ

کرتے۔ پس جبکہ انھوں نے آخری شرف زیارت سے خود کو محروم کر دیا تھا تو جنازہ کیا تھا اہلبیت کو چھوڑ کر خود کو حبل اللہ وغیرہ جیسے قرآنی الفاظ کے معانی و مفاہیم اتفاق و اتحاد اہلبیت سے جدا کر کے بغض و نفاق اور اختلاف و فتنہ و فساد کے بانی ہو کر سقیفہ بنی ساعدہ جیسے مرکز بنام دارالندوہ میں داخل ہو جایا کیا اور رسول کی وفات کو یوم غم منانے کے بجائے اپنی خلافت کی خاطر مخالفوں کو موافق کر کے ووٹ کی تعداد بڑھانے کی مسرت میں دن رات خود کو مصروف رکھا تھا لہٰذا بعد وفات رسول کے پیارے مسلمانوں نے بھی رسول کی وفات کی یادگار کو ابتدا ہی سے اڑا دیا اور رسول کے بزم وفات میں یادگیر تاریخوں میں مولود و میلاد ہی کر کے صرف ولادت رسول کی یادگار جاری کی۔

بخاطر محبوب مجالس کا انعقاد ذکر و اذکار سے محبوب کی یاد

یہ پابندی ذکر محبوب سے محبوب کی یاد ہوا کرتی ہے پس مسلمانوں میں جو لوگ پیروں کے ماننے والے ہوتے ہیں وہ عرس شریف کا ہنگامہ برپا کرتے پیر کے استعمالی اشیا تبرکات لوگوں کو دکھاتے انکی تعظیم و تکریم بجالاتے۔ انکی قبروں پر سجدے کئے جاتے مرادیں انکے واسطہ سے مانگی جاتی ہیں۔

میلاد شریف کرنے سے رسول کی ولادت کے ساتھ فقط اصحاب رسول کا حب اعتقاد تذکرہ ہو جاتا ہے بعض اثنائے ذکر میں کسی ضرورت سے حسن اور حسین اور فاطمہ کا بھی ذکر کر دیا کرتے ہیں اسیطرح سے اہلبیت کے ماننے والے انکے ایام ولادت میں محافل سرور اور انکے ایام غم و مصائب میں بحر غم

منعقد کرتے اہلبیت کی یاد برابر تازہ کیا کرتے ہیں۔

مجالس حسین اور مسلمانوں کی مجبوریوں کا اندازہ

جو مسلمان صرف اہلبیت کو اپنا امام و پیشوا جانتے ہیں وہ خود مجالس کرکے یا کہ دوسروں کے یہاں شریک ہوکر ذکر مصائب حسن حسین کرتے اور انکے ساتھ خدا و رسول اور انبیا کے صفات اور حالات کا ذکر کرکے اپنے ایمان کو تازہ رکھتے ہیں باقی جسقدر مسلمان بجائے اہلبیت تمام اصحاب میں صرف صحابہ ثلثہ اور معاویہ کو اپنا خلیفہ و پیشوا مانتے اور فقط رسول کی احادیث سے مجبور ہوکر قدرے اہلبیت سے محبت کا اظہار کیا کرتے ہیں وہ فقط اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ اثنائے ذکر شہادت میں دشمنان اہلبیت کے ساتھ اصحاب اور اہلبیت کے درمیانی نزاعات کا تذکرہ آجائے یا کہ اصحاب کے معائب و مطاعن و مقاصد کا بیان ہوجائے اور ہماری دل آزاری کا باعث نہو جائے لہذا اس خوف میں آکر عام طور سے لوگ مجالس حسینی میں شریک نہیں ہوتے اور یوں کچھ لوگ تقسیم کی لالچ اور آپس کے اخلاق و مروت سے یا اور کسی غرض و غایت سے مجبور ہوکر شریک ہوجاتے ہیں وہ بات اور ہے۔ اگر مجالس میں اس خیال سے شریک نہ ہونیوالے حضرات بکثرت اپنے یہاں مجالس کرکے مصائب اہلبیت سے ہمدردی کا جا بجا ثبوت دیا کرتے تو پھر شکایت کسی کو نہ ہوتی کہ اگر انکو خلیفہ رسول نہیں مانتے تو انکے فضائل مناقب اور مصائب کو پھیلا کر ان سے ہمدردی رکھتے ہیں مگر برادران اسلام بجز خاص معتقدین کے عام طور سے ذکر شہادت بھی بیان کرنے اور سننے کے پاس نہیں جاتے۔ اور

ان جملہ باتوں کو زیادہ تر نفرت کی نگاہ سے دیکھتے بلکہ اکثر ستر کرنے کی کوشش کرتے تھے
اب اسکے بعد حضرت معاویہ کی وہ خطائیں جو کہ معتبر کتابوں میں مندرج ہو سکے علاوہ اکثر انکے مذہب پر چلنے والے معتقدین بخوف خدا انصاف کے قائل ہو گئے ہیں وہ ہم بیان پر احسن الانتخاب کے صفحہ ۲۵۷ سے صفحہ ۲۶۳ تک لیکر درج کرتے ہیں۔ جنکے انکار کر دینے سے نہ تو وہ خطائیں دنیاوی کتابوں سے نہ فرشتوں کے نامۂ اعمال سے مٹ سکتی ہیں اور نہ خطا و قصور کرنے والا شخص انکے مواخذہ سے (معتقدین کے جواب دینے خود تسلی کر لینے سے) بری ہو سکتا ہے۔

آپسمیں خونخوار خلافت حاصل کر کے خلفا کی کوئی یادگار انکے معتقدین نے بھی نہیں بنائی لیکن خدا کے مقرر شدہ انبیاء و اوصیاء و آئمہ کی یادگار انکے سوا غیروں نے بھی قائم کی

اس امر کو گذشتہ زمانہ یعنے حضرت آدم سے دیکھو کہ جسقدر دنیا میں اپنے دست ظلم و طمع سے بڑے سے بڑے خود مختار بادشاہ ہوئے جنمیں سے بعض نے غرور و تکبر سے مخمور ہو کر خدائی دعوے کیے یا بعض نے نبوت کے اکثر علوم و فنون میں مکمل ہو کر امام فن ہونے کے دعوے کیے مرجانے پر انکی دنیا میں کوئی یادگار قائم نہ رہ سکی انکے حالات و واقعات تو عبرت حاصل کرنے کی غرض سے کتابوں میں لوگوں نے لکھدیے ہیں یا کسی نے کسی کی قدامت پسندی سے کوئی شے بغرض یادگار حفاظتاً رکھلی ہو وہ دوسری بات ہے لیکن خدا کے مقرر کردہ صحف میں سب سے مشہور انبیاء میں حضرت موسیٰ عیسیٰ۔ حضرت ابراہیم

دراصل اگر خود رسول پاک کی یادگار جس طرح ممکن ہو معتقدین نے اپنے امراء کی
قائم رکھیں اور برابر مناتے رہیں گے یہی منظر بعد رسول خود ملاحظہ کر لیجئے کہ حضرت
علیؑ کے سوا ابتدائے اسلام سے صحابہ ہوں کہ غیر صحابہ ہوں جس جس نے خود کو
حاکم اور خلیفہ بنا کر اپنا فروغ اپنا کارنمایاں دکھانا اور اہلبیت کو تاراج کرنا
چاہا ہے وہ فقط اپنی حیات میں زیادہ تر اپنے مقاصد میں تو کامیاب رہے لیکن
مر جانے پر پھر تو غضب لطف یہ کہ خود انکے معتقدین نے بھی اپنے خلفا کی ولادت
وفات کی کوئی یادگار نہیں منائی نہ انکے نام پر فاتحہ درود دلا کے ان کے
ارواح کو خوش کرنے کی کوئی سبیل جاری کی۔ یوں معتقدین نے اپنی اپنی
تصانیف میں اپنے صحابہ کے لئے جہاں فضائل و کمالات کا اپنی دانست میں
خاتمہ کر دیا ہے وہاں ایسی باتیں بھی لکھ دیں کہ جن سے انکا ایمان و عمل ہی
بیکار ہو گیا ہے خلافت تو پہلے ہی باطل ہو جاتی ہے۔ اگر کسی شہر میں شیعہ
حضرات کی ضد میں صحابہ کے نام کی بنظر فساد کوئی محفل منائی ہو یا کوئی جلسہ
یا کوئی جشن اپنا قائم کیا ہو تو وہ قابل ذکر نہیں کیونکہ وہ دیگر مقامات پر لائق
تقلید ہوا لیکن خطرناک اور بے جا ثابت ہو جانے سے تعزیرات ہند کے خلاف
دنیا میں مجرم بنا دے گا تو آخرت میں خدا جانے کیا قیامت برپا کریگا۔

دنیا میں ان سب کی باتیں بے اثر کیوں ہوئیں اسلئے کہ انکے اعتقاد و عمل
میں خدا کی مرضی شامل حال نہ تھی خدا اور رسول کے خلاف تھیں اگرچہ معتقدین
کے نزدیک کل قابل تعریف تھیں بخلاف اہلبیتؑ کے کہ یہ خدا اور رسول کے حکم سے
تمام مخلوقات کے حاکم دنیا و دین ہو کر بھی دنیاداری خلفا کے سامنے محکوم اور

تابع ہی نہیں بلکہ مقتول بھی کیے گئے ساتھ ہی خدا نے بھی ایسے مظلوموں کے مددگار قدرداں ہر زمانہ میں پیدا کر دیے کہ جو انکی یادگار پھیلانے کے ہمیشہ کوشاں رہا کیے اب اگر وہ حاکم وقت یا دیگر مخالفین سے مجبور رہے ہوں وہ بات اور ہے لیکن جب کبھی جسکو موقع ملا اُس نے اہلبیت کی مظلومیت اور خلفا کی مظالم کا مظاہرہ ہر وقت کیا ہے۔

حضرت فاطمہ صدیقہ طاہرہ کی فضائل ومناقب کی یادگاریں انکے معتقدین عورتوں مردوں نے محفل فضائل ومجالس عزا برپا کر کے قائم کی انکے واسطہ سے منتیں پوری ہو جانے پر جا بجا صحناک اور کونڈوں سے انکی یادگار منائی جاتی ہے حضرت علی اور امام حسن حسین کی سخاوت شجاعت صبر ومظلومیت امانت صداقت کی ملکہ کل آئمہ کے ساتھ الٰہی طاقت شامل ہونے سے اسلام میں جا بجا یادگاریں قائم ہیں اپنوں کے سوا غیروں میں انکے خارج از طاقت بشر قدرتی واقعات سے آج انکا چرچا ہوا ہے طبقہ فقرا میں اہلبیت اور پنجتن کے نام کی بھیک ہر جگہ مانگی جاتی ہے اور مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی انکے نام مرادیں مانگ مانگ کر کامیاب ہوتے اور محرم چہلم کے زمانہ میں لاکھوں روپیہ صرف کرنے پر عورتیں اور مرد مجبور ہو جاتے ہیں ہر شخص درد میں دیگر آفت ومصیبت میں گرتے سنبھلتے اکھاڑہ میں میدان جنگ میں علیؑ کو حسنؑ حسینؑ کو سب پکارتے ہیں مگر صحابہ ثلٰثہ کو کوئی نہیں پکارتا سنائی دیا اپنے پیران پیر دستگیر یا غوث اور قطب کو اگر اکثر معتقدین اہلسنت پکار بھی لیتے ہیں تو وہ سب پیران پیر بھی محض اہلبیت اور پنجتن پاک کے طفیل میں انکے در کے غلام

سمجھے جانے سے پکارے جاتے ہیں ہر چند کہ دنیا میں کوئی چیز آسمان و زمین
کی ایسی نہیں ہے کہ جسکو خدا نے اہلبیت کا ممنون احسان نہ بنایا ہو اور انکو
تابع فرمان محمد و آل محمد نہ کیا ہو۔ تو بعد از خود حاکم وقت خلیفہ رسول بنانے اور
سمجھ لینے سے وہ واقعاً مومنین صالحین اور خدا اور رسول کے نزدیک تا قیامت
حاکم اسلام نہیں ہو سکتا۔ غیر مسلموں کی طرح مسلمان بھی صدہا اعتقاد بنا لیں
تو وہ کیا صحیح ہو جائیں گے علی کے مخصوص القاب امیر المومنین خلیفہ رسول
صدیق اکبر فاروق اعظم وغیرہ کے بجائے حضرت ابو بکر کو صدیق اکبر حضرت عمر
کو فاروق اعظم کہا جائے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کہا جائے اور حضرت
فاطمہ کے مخصوص لقب صدیقہ کے بجائے حضرت عائشہ کو صدیقہ کہا جائے تو کیا حاصل
کتب اہلسنت میں اصحاب ثلثہ کے جبر و مطاعن کو چھپانے یا انکے جوابات دیکر خود کو خوش
کر لیجئے اور صحابہ کو بری الذمہ سمجھ لیجئے اور انھیں کے ذریعہ حضرت معاویہ کی طرح جس طرح خطائیں
اکثر اہل قلم اہلسنت کے نزدیک مسلم ہو چکی ہے ضعیف اعتقادی کوئی قوت نہیں آسکتی۔
تاہم سیلن حسن الانتخاب کے صفحہ ۳۵۷ سے صفحہ ۳۶۳ تک حضرت معاویہ ظلم نہادہ مذہب بانی امام اہلسنت
کے چند خاص خطائیں جو کہ مقبول و مسلم نزد علمائے اہلسنت ہو چکی ہیں پیش احباب کرتے ہیں
(۱) جناب امیرؑ و اہلبیتؑ اطہار پر سب و شتم کا رواج دینا (تاریخ ابو الفداء و عقد الفرید
مستطرف و تاریخ تمدن اسلام و تاریخ الامت وغیرہ۔
(۲) جناب امیرؑ سے جنگ صفین میں ہزاروں مسلمانوں کو کٹوا دینا۔
(۳) حضرت امام حسنؑ کو انکی بیوی جعدہ بنت اشعث کے ذریعہ زہر دلوانا
اور انکو ایک لاکھ درہم دینے اور یزید سے نکاح اور انکی شہادت پر اظہار خوشنودی

کرنا اسقدر کتب میں موجود ہے (استیعاب مع الاذ
تاریخ الخمیس عیون الانبیار حیواۃ الحیوان بحوالہ ابن خلکان و روضۃ الصفا
طبری و ذہبی و طبقات ابن سعد تاریخ ابو الحسن مدائنی و تذکرہ خواص الامہ
(۴) حجر ابن عدی کو شہید کر ڈالنا فقط اسوجہ سے کہ انھوں نے جناب امیر پر
سب و شتم کرنے سے انکار کیا تھا۔ (طبری و ابو الفدا و روضۃ الصفا تاریخ الاعثم کوفی
(۵) عبد الرحمن ابن خالد و مالک اشتر کو زہر دلوانا و عمار یاسر کو جنگ صفین
میں قتل کرانا (عیون الانبیار روضۃ الصفا و تذکرۃ الکرام و خلفائے راشدین
مصنفہ مولوی شاہ معین الدین ندوی وغیرہ
(۶) یزید کی ولیعہدی کے مشورہ کے لئے باشارہ معاویہ مروان کا حضرت عائشہ
زوجہ رسول کو ایک کنویں میں جو منہ چھوڑ کر کپڑے سے ڈھک کر کرسی پر
عائشہ کو بٹھا کر کنویں میں گرا کر پاٹ دینا۔ (حبیب السیر و مناقب مرتضوی۔
حدیقہ حکیم سنائی رح۔ ترجمہ تاریخ ابن خلدون۔
(۷) (یزید جیسے بیٹے) جواری شرابی اور فاسق کو اپنی جگہ پر مسلمانوں کا حکمران
بنانا (تاریخ الخلفا روضۃ الصفا)
(۸) مسلمانوں پر کھانا اور پانی بند کرنا (روضۃ الصفا ارجح المطالب وغیرہ
(۹) ممالک محروسہ خلافت جناب امیر میں بدامنی پھیلانا۔
(۱۰) بیت المال پر دست اندازی کرنا۔
(۱۱) لوگوں سے قبل جنگ صفین اپنی بیعت لینا۔
(۱۲) بادشاہ روم سے جناب امیر سے لڑنے کے لئے صلح کرنا۔ جنگ صفین کی

تھ میں نمو اہش حکومت مخفی تھی اسقدر مسلمانوں کا خون معاویہ نے صرف حکومت حاصل کرنے کی خواہش میں کرایا تھا۔ وہ پولیٹکل آدمی سمجھے کہ انھوں نے جناب امیر کو عثمان کا قاتل مشہور کرایا۔

(۱۳) جنگ جمل میں جو کہ حضرت عثمان کے قاتلین سے قصاص لینے پر مبنی تھی کوئی حصہ نہ لینا اور اس بات کے منتظر رہنا کہ فریقین اتنے کمزور پڑجائیں کہ معاویہ کے مقابلہ کے نہ رہجائیں۔

(۱۴) قیس ابن سعد کو اغوا کرنا اور اسمیں ناکامیاب رہنے پر انکے متعلق جھوٹی خبروں کو مشہور کرنا تاکہ معاویہ کو مصر میں جناب امیر کو متہم کرنے کا موقع ملجاسکے (ابو الفدا روضۃ الصفا و تاریخ الامت)

(۱۵) عمرو ابن عاص کے مشورہ سے آدمیوں کو اجرت دیکر اس کام کے لئے مقرر کرنا کہ وہ شام کے ہر حصہ میں جناب امیر پر حضرت عثمان کے قتل کا اتہام رکھیں (روضۃ الصفا)

(۱۶) اشعث بن قیس کندی کو رشوت دینا کہ اگر معاویہ جنگ میں کمزور پڑیں تو وہ جناب امیر کو جنگ بند کرنے پر مجبور کرے (روضۃ الصفا)

(۱۷) حضرت عمار یاسر کے قاتل پر بعد انکی شہادت تاویل کرنا (روضۃ الاحباب، روضۃ الصفا)

(۱۸) عبد اللہ بن عمرو بن عاص کو حدیث بیان کرنے سے منع کرنا اسلئے کہ وہ فضائل جناب امیر ذکر کرتے تھے اور حضرت عمار یاسر کے قتل پر صبر و تلقین کرتے تھے اور جب لوگ معاویہ کے مظالم کی شکایت کرتے تو ان سے کہتے کہ صبر کرو (مسند احمد بن حنبل جلد اول)

(۱۹) حضرت عائشہ نے حجر ابن عدی کے قتل نہ کرنے کیلئے معاویہ سے سفارش بھی کی اور ملاقات کرنے پر ملامت بھی کی۔ (استیعاب)

(۲۰) عیون الانباء میں ابی اسیل سے روایت ہے کہ معاویہ نے جب یزید کی ولیعہدی کا ارادہ کیا تو اہل شام سے مشورہ لیا تو شام کے لوگوں نے عبدالرحمن بن خالد ابن ولید کو اس منصب کے لئے منتخب کیا یہ سن کر معاویہ خاموش ہو گئے اور کچھ دنوں بعد اپنے طبیب ابن آثال سے عبدالرحمن کو زہر دلوا دیا جب وہ مر گئے تو معاویہ نے یہ فقرہ کہا جو کہ ضرب المثل لا جد الا ما اقعص عنک من تکرہ یعنی جو بات مکروہ پیش آئے اسکو اس جگہ ختم کر دو سوائے اسکے اور کوئی کوشش نہیں۔

اس بات کا اعلان کر کے ابن عمر، ابن ابوبکر، ابن زبیر نے یزید سے بیعت کر لی ہے تاکہ باشندگان مدینہ و اہل مکہ معظمہ بلا کسی عذر کے یزید سے بیعت کریں (تاریخ الخلفا)

علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ چونکہ عہد نامہ صلحنامہ میں معاویہ سے امام حسن نے یہ شرط بھی لکھدی تھی کہ معاویہ کے بعد سلطنت پھر خاندان نبوت میں عود کریگی اسلئے انکو قتل کر دیا گیا۔ (الروضۃ الصفا)

نوٹ جبکہ کتاب احسن الانتخاب کے مؤلف اور دیگر انکے اکثر ہمخیال معتقد خصائص حضرت معاویہ کی کتابوں سے جمع کرکے معاویہ بانی مذہب اہلسنت کو خلفا ثابت کرنے پر ہمہ وقت تیار رہتے ہیں تو اگر اسیطرح غیر جانبدار مسلمان صحابہ ثلثہ عمر و ابوبکر و عثمان کی خصائص انھیں کتابوں سے نقل کر کے جدا شائع کریں

تو وہ بھلا کیوں کے ناگوار خاطر یا باعث فتنہ و فساد کیوں ہو جاتی جب اپنے مذہب سنت و جماعت معاویہ جیسے اہل مذہب کے محاسن کیطرح خلفائے ثلثہ کی باتوں کو ٹھنڈے دل سے سُن لیا کریں پھر وہ ہنگامہ برپا کیا کریں۔

فضائل اہلبیت و معائب صحابہ کو چھپانے سے کچھ فائدہ نہیں ہر کسی پر منکشف ہو چکے ہیں

اہلبیت کے جملہ فضائل و مناقب (جن سے وہ بعد خدا و رسول کیطرح افضل ترین باعث ایجاد عالم حاکم وقت مالک مختار دنیا و آخرت مقرر کئے گئے۔ اور معائب یا معائب صحابہ جن سے وہ مخالف خدا و رسول و آل رسول ثابت ہو چکے ہیں انکو چھپانے سے یا انکو معمولی سرسری کرنے میں بیجا تاویلیں کرنے یا جواب دیکر خود کو خوش کرنے اپنے دلکو سمجھا لینے سے فائدہ کیا ہے اگر معتبر علمائے سنت کی کتابوں میں یہ باتیں نہیں ہیں تو بھلا کس کی مجال ہے کہ انکے متعلق لب کشائی کرسکے فوراً وہ شخص ایسے الزام لگانے کی دفعہ سے دنیا میں جدا اور آخرت میں جدا سزایاب ہو سکتا ہے اور اگر واقعی ہیں تو ان کتابوں میں سب موجود ہیں اور معتقدین صحابہ جان بوجھ کر اپنی اور دوسروں کی زبانیں آنکھیں اور قلم بند کرنا چاہیں تو ایسا کرنے سے خود صحابہ اور انکے معتقدین غیروں کی نگاہ میں کیا برحق یا قابل اطاعت ثابت ہو سکتے ہیں جبکہ خود معتقدین خلافت صحابہ علماء و راویان اہلسنت نے اپنی کتابوں میں جہاں صحابہ کے مدائح فضائل و مناقب یا اور انکے نزدیک ممدوح باتوں کو درج کیا ہے وہیں اہلبیت کے ساتھ انکے تنازعات اور مخالفت کے واقعات کو صحابہ کی محبت کی

لغزشوں اور خطاؤں کو رسول کو جہاد میں جنگ احد اور جنگ حنین میں چھوڑ کر بھاگنے کو جہاد و رسول بغیر دفن کفن چھوڑ کر سقیفہ جیسی بدنام جگہ پر مجمع ناجائز کرنے کو اور وہاں پر خلافت حاصل کرنے کی خلاف اصول اجماع کی بھی کیفیتوں کو۔ ووٹ کی تعداد بڑھانے کے لئے مخالفوں کو ہمساز کرنے میں حق فاطمہ کو نا خوش کرنے کی صورتوں کو حضرت علیؑ کے ساتھ حضرت عائشہ اور معاویہ کے جنگ کرنے اور ہزاروں مسلمانوں کے خون بہانے کے واقعات کو کم و بیش لکھدیا ہوتو پھر خدا و رسول کے خلاف باغیانہ صحابہ کا عمل دکھانے سے صحابہ کے جملہ کتب کے مندرج فضائل و مناقب بھی باطل اور غیر معتبر ہو گئے پھر صحابہ کے حق میں مسلمانوں کا ذاتی اعتقاد نہ تو معتقدین کے لئے مفید ہو گا اور نہ صحابہ کی طرف سے حملہ باتونکا جواب دینے والے خدا و رسول اور اہلبیت کے محب ثابت ہو کر خود کو یا صحابہ کو نجات یافتہ ثابت کر سکتے ہیں۔

تحقیق حق چاہنے والے جہاں پر یہ کتابیں مل سکیں انہیں خود دیکھیں علماء سے دریافت کریں۔ یا سہولت سے کل باتیں یکجا معلوم کرنا ہو تو کتاب خصائص مرتضوی ارجح المطالب مولوی عبید اللہ امرتسری تاریخ احمدی مطبوعہ نظامی لکھنؤ میں یا وسیلۃ النجاۃ ملا مبین مرحوم فرنگی محل لکھنؤ میں یا تاریخ اعثم کوفی تاریخ اسلام۔ روضۃ الاحباب وغیرہ کتب میں ملاحظہ کر کے مذکورہ باتوں کی خود تصدیق کر سکتے ہیں۔

اعلان صحابہ کی بھی اسقدر شہرہ باتیں مختصر طور سے بیان لکھی جاتی ہیں ان کتابوں میں شوق سے تلاش کرو۔

مضامین	چند کتابوں کے حوالے
(۱) واقعات جنگ جمل و جنگ صفین	تاریخ المطالب صفحہ ۲۲۲ و صفحہ ۲۲۷ روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ تاریخ المطالب صفحہ ۱۳۳
(۲) رسولؐ کے بعد علیؑ کے زمانہ میں مسلمانوں کے تین یا چار گروہ ہو گئے۔	
(۳) جانے مسجد قبا کے موقع پر حضرت رسول علیؑ کو اپنی پشت پر سوار کر کے بحکم خدا روانہ ہوا اگر صحابہ ثلثہ ابوبکر و عثمان کے سوار ہونے پر نہ اٹھا۔	جذب القلوب از شیخ عبد الحق دہلوی و تاریخ احمدی صفحہ ۳۰
(۴) بجز علیؑ سب اصحاب کے دروازے مسجد نبوی کیجانب بند کرنے کا حکم صادر فرمایا۔	کتاب خصائص از امام نسائیؒ۔ جذب القلوب محدث دہلوی تاریخ احمدی صفحہ ۳۲۲ ریاض المستطاب از یحییٰ عامری۔ تاریخ احمدی صفحہ ۳۶
(۵) تمام مشہور لڑائیوں میں فتح اور شجاعت کی کامیابی سوائے حضرت علیؑ کے کسی صحابی سے نمایاں نہیں ہوئی۔	
(۶) رسول مقبول نے جناب حفصہ بنت عمر کو بعد نکاح طلاق دیا پھر رجوع فرمایا۔	کتاب مسند احمد بن حنبل میں عاصم بن عمر سے روایت ہے۔ تاریخ احمدی صفحہ ۳۲ تاریخ کامل ابن اثیر۔ مدارج النبوۃ از محدث دہلوی۔
(۷) جنگ احد میں اصحاب اور دیگر مسلمانوں کا بھاگنا اور آیت منکم من یرید الدنیا نازل ہونے پر عبداللہ بن مسعود کے نزدیک بھاگنے والوں کا طالب دنیا ہونا علیؑ کے نزدیک کافر ثابت ہونا۔	
(۸) بھاگنے والوں میں حضرت ابوبکر و ابو عبیدہ جراح کی علیحدہ پسپی کی گواہی حضرت عائشہ کی زبانی۔	کتاب مستدرک از امام حاکم و قرۃ العینین از شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی تفسیر درمنثور علامہ سیوطی۔ تفسیر ابن جریر۔
(۹) عمر و پہاڑ پر چڑھ کر بھاگنے کی کیفیت خود حضرت عمر کی زبانی۔	
(۱۰) حضرت عمر کے پہاڑ پر چھپ رہنے اور حضرت عثمان کے تین روز تک غائب رہنے پر رسول کا فرمانا کہ تم نے بھاگ کر خوب لمبی لی۔	تفسیر کبیر۔ تاریخ کامل و مدارج النبوۃ تاریخ احمدی صفحہ ۳۳ و صفحہ ۳۴

(۱۱) جب شہدائے احد کے جنازوں پر رسول خدا نے ان کے کمال ایمان کی گواہی دی تو جناب ابوبکر کے یہ عرض کرنے پر کہ کیا ہم آپ کے اصحاب نہیں۔ رسول خدا نے فرمایا کہ ہاں کیوں نہیں تم میرے صحابی ہو لیکن میں نہیں جانتا کہ تم میرے بعد کیا احداث (نئی نئی باتیں) کرو گے۔	۱۱ کتاب موطا ابن مالک۔ جذب القلوب و صحیح بخاری و تاریخ احمدی صفحہ ۲۳۵
(۱۲) صلح حدیبیہ میں رسول خدا کے بجائے محمد بن عبداللہ لکھنے پر حضرت عمر کا رسول کی نبوت میں شک کرنا اور اسکے بدلے روزہ نماز سے کفارہ ادا کیا۔	۱۲ مدارج النبوۃ۔ صحیح بخاری عمدۃ القاری شرح بخاری۔ تاریخ خمیس
(۱۳) عبداللہ بن سعد بن ابی السرح برادر رضاعی حضرت عثمان کا اسکا خون رسول خدا نے مباح کیا اور حکم قتل دیدیا۔ یہ شخص انکے زمانہ میں قرآن لکھا کرتا تھا اور جہاں چاہتا اس میں رد و بدل کر دیتا۔ عبداللہ مرتد ہو گیا تھا ایسے واجب القتل مرتد شخص کو حضرت عثمان نے مصر کا حاکم بنا دیا۔	۱۳ تاریخ ابو الفدا۔ تاریخ خمیس
(۱۴) جنگ حنین میں صحابہ کا دوسری مرتبہ بھاگنا اور بحکم رسول ابن عباس کا صحابہ کو للکارنا اور حضرت علیؑ کا ثابت قدمی سے جنگ کرنا۔	۱۴ تاریخ ابن خلدون۔ تاریخ ابو الفدا۔ سیرۃ حلبیہ صحیح بخاری۔ ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ کنز العمال۔ تاریخ احمدی صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۳
(۱۵) حضرت عائشہ و حفصہ کا رسول کو زینب بنت جحش کے یہاں شہد کھانے پر ستانا خدا کا ان پر ناراض ہو کر سورۂ تحریم میں فقد صغت قلوبکما سے تنبیہ کرنا۔	۱۵ مدارج النبوۃ۔ روضۃ الاحباب تاریخ احمدی صفحہ ۲۴۶ و ۲۴۷
(۱۶) اس آیت کے بموجب دو عورتوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے بابت حضرت عمر سے ابن عباس کا پوچھنا اور صاف صاف عائشہ اور حفصہ کا نام لینا۔	۱۶ تفسیر درمنثور سیوطی۔ بخاری و مسلم ترمذی وغیرہ۔ تاریخ احمدی صفحہ ۱۷۷
(۱۷) سنہ ۹ھ میں سورہ برات دیکر ابوبکر کو روانہ	۱۷ تاریخ ابو الفدا۔ تاریخ ابن الوردی

کیلئے ابوبکر کو بھیجا۔ فوراً ہی جبرئیل رسول کو یہ حکم ہوا کہ اس کی تبلیغ کو خود کرو یا وہ شخص جو آپ سے ہو۔ فوراً علیؑ کو اپنے لباس بجامہ سے اور سوار کیکر روانہ کرنا اور کیکر سورہ برات لیکر ابوبکر واپس کر دینے اور خود دیا (حضرت سلمان) ہی کا رات کرنا۔ بستر پر لٹانا اماننتوں کو ادا کرنا۔ خاندان رسول کو مدینہ پہنچانا۔

حیات رسول سے ہی علیؑ کی نیابت و خلافت کا انتخاب خدا اہتمام تھا۔

(۱۸) سنہ ۹ھ واقعہ مباہلہ میں نجران کے اہل عیسائیوں کے مقابل اسلام کی طرف سے صرف پانچ پنجتن یا ازواج میں کا کوئی خدا منتخب ہو جاکر انکے صدیق ہونے کی تصدیق کرنا۔

(۱۹) مقام غدیر خم پر خطبہ میں حدیث ثقلین و سفینہ و آیہ بلغ، من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہکر بحکم خدا بعد رسول علیؑ کا خلیفہ و جانشین نامزد ہونا یا اصحاب و ازواج کا بیعت مبارکبادی کرنا اسوقت آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی کا نازل ہو کر علیؑ کی جانشینی بیعت و مبارکبادی بکثرت اجماع ہو جانے پر آج روز خلافت یعنی دین اسلام کے مکمل کرنے اپنی نعمت اصل مقصد ازلی کے اتمام کرنے اور تمام دینوں میں علانیہ دین اسلام کو پسندیدہ ظاہر کر دکھانے کی اس آیت سے تاقیامت تصدیق کرکے خدا کا سند نجات دیدی۔

(۲۰) حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ

امام نسائی۔ محدث دہلوی۔ ترمذی تاریخ احمدی صفحہ ۹

مدارج النبوۃ میں مفصل ہے۔

ملاحظہ ہو تاریخ ابن خلکان۔ مستدرک۔ خصائص امام نسائی۔ صواعق محرقہ۔ کتاب اسباب نزول واحدی۔ تفسیر در منثور سیوطی۔ تفسیر فتح القدیر شوکانی۔ تفسیر روح البیان۔ عینی شرح بخاری۔ تفسیر غرائب القرآن علامہ نیشاپوری۔ حافظ ابو نعیم حافظ ابن مردویہ۔ کنز العمال۔ مسند احمد بن حنبل۔ معارج النبوۃ۔ علامہ محمد بن سالم شافعی حنفی۔

اس واقعہ کو کتاب حاشیہ شرح جامع صغیر

کے سننے پر ضبط نہ کر سکے بعض اصحاب نے رسولؐ سے
عرض کیا کہ آپ نے منادی کرائی ہم نے مانا۔
نماز روزہ زکوٰۃ کی پابندی کیا ہمارے لئے کافی
نہ تھی کہ ابو طالب کے بیٹے علیؑ کو ہم پر بزرگی
اور فضیلت دی جاتی ہے۔ آیا آپ کی طرف سے یا
خدا کی طرف سے۔ فرمایا کہ یہ سب خدا کی طرف سے
تفضل ہے۔

(۲۱) غدیر خم کے دن خلافت و جشن تاجپوشی کے دن
۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کو شیعہ روافض نے عید قرار دیا ہے۔

(۲۲) اسامہ بن زید کو بجز علیؑ سب اصحاب پر امیر
سردار لشکر بنا کر رسولؐ نے بھیجا اور فرمایا کہ اسامہ
کی ماتحتی میں جو نہ جائے اُس پر خدا کی لعنت ہے۔
اس پر اکثر صحابی ناخوش ہوئے۔ اور عذر کر کے
مدینہ ہی میں رہے۔ اسامہ کی ماتحتی میں نہیں گئے۔

(۲۳) بحالت مرض پہلے حضرت عمر کو نماز پڑھانے کو
کہا۔ انہوں نے عذر کیا۔ پھر حضرت ابو بکر کو کہلا دیا کہ
پڑھا دیں۔ ابو بکر نماز پڑھانے لگے۔ آنحضرتؐ کو بیماری کی
خفت معلوم ہوئی۔ آپ کسی طرح سہارے سے مسجد میں
آکر امامت کی اور ابو بکر نے آپ کی اقتدا کی۔

(۲۴) حدیث قرطاس یعنی بابت خلافت علیؑ تحریر
لکھنے کے لئے کاغذ اور قلم دوات بحالت مرض حضور
کے طلب فرمانے پر حضرت عمر کا رسولؐ کو ہذیان گو
کہنا۔ رسولؐ کا غصہ میں کہنا کہ میرے پاس سے اٹھ
جاؤ تنازع میرے پاس مت کرو۔

(۲۵) بوقت وفات حضرت کا سر علیؑ کے آغوش میں تھا۔

سیوطی میں۔ علامہ محمد بن سالم شافعی
حنفی نے لکھا۔

۲۱
سیرۃ الحلبیہ میں علامہ نور الدین حلبی
شافعی نے لکھا ہے۔

۲۲
مورخ ابن وردی۔ مدارج النبوۃ
جلد ۲ صفحہ ۵۳
کتاب ملل و نحل۔

۲۳
کتاب سیرۃ الحلبیہ۔ روضۃ الاحباب و
تاریخ ابن خلدون۔ مدارج النبوۃ
تاریخ احمدی صفحہ ۹۵ و ۹۶

۲۴
طبرانی و صحیح مسلم و صحیح بخاری و فتح الباری
مسند احمد بن حنبل۔ شہاب الدین خفاجی
کتاب نسیم الریاض میں کتاب ملل و نحل
میں۔ تاریخ احمدی صفحہ ۹۷ و ۹۸

۲۵
کتاب طبقات۔ مستدرک ابن حاکم

علی کو وصیت کرنا ابن عباس اور علی کا رسول کو غسل و کفن دینا [illegible]

(۲۴) رسول ابھی دفن بھی نہ ہوئے تھے کہ بعض لوگ [illegible]

مشغول ہیں کہ بعد پیغمبر خلافت [illegible]

[illegible]

بعد وفات رسول ابوبکر و عمر سقیفہ میں پہنچے [illegible]

[illegible] نزدیک [illegible] خلافت ہیں۔

(۲۸) پھر حضرت عمر نے ابوبکر کے ہاتھ پر [illegible]

اور ابوبکر [illegible] ابو عبیدہ [illegible]

[illegible]

اور [illegible] سمجھو۔

(۲۹) حضرت عمر [illegible] ابوبکر [illegible] بیعت کی

[illegible] انصار [illegible]

(۳۰) [illegible] سعد [illegible] بیعت [illegible]

[illegible] کا وقت [illegible] دن میں [illegible]

(۳۱) [illegible]

(۳۲) حضرت عمر نے کہا کہ ابوبکر کی بیعت [illegible]

خدا نے اس کے شر سے بچا لیا۔

(۳۳) [illegible]

[illegible] ابوبکر کی بیعت [illegible]

علی کی جانب [illegible]

(۳۴) پھر علی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خصائص امام نسائی، مسند احمد بن حنبل [illegible]
تاریخ ابو الفداء، ابن الوردی۔
تاریخ الخمیس، طبقات ابن سعد۔
تاریخ احمدی صفحہ [illegible]
تاریخ ابن خلدون۔
تاریخ احمدی صفحہ [illegible]
تاریخ طبری از ابن جریر
تاریخ احمدی صفحہ [illegible]

تاریخ کامل ابن اثیر

تاریخ الخمیس، تاریخ احمدی صفحہ [illegible]

کنز العمال، تاریخ احمدی صفحہ [illegible]
کتاب [illegible]
[illegible] ابن جریر طبری، تاریخ احمدی صفحہ [illegible]
تاریخ ابو الفداء، تاریخ کامل۔
تاریخ احمدی صفحہ [illegible]

مفصل حال جواب سوال ان کتابوں میں دیکھو
[illegible] تاریخ مروج الذہب مسعودی
روضۃ الاحباب فارسی تاریخ میں [illegible]
تاریخ احمدی صفحہ [illegible] میں دیکھئے۔

کہا کہ آپ کو اس سے پہلے بھی [illegible] خلافت سے کنارہ [illegible]
فرمایا کہ تم سمجھتے ہو کہ رسول کے بعد [illegible]
(۳۵) پھر حضرت عمر [illegible] آگے بڑھے۔ [illegible]
[illegible] رسول کا [illegible]
خلافت [illegible] حضرت علی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جواب [illegible]
[illegible] ہو کر [illegible]
[illegible] سے [illegible] دیا۔
(۳۶) حضرت سلمان نے حضرت ابوبکر کو رسول کا خطبہ [illegible]
[illegible] پر بیٹھا [illegible] کہ [illegible]
یہ تمہارے باپ [illegible] ہے۔
(۳۷) حضرت معاویہ [illegible]
[illegible] سقیفہ میں خلافت کا [illegible]
[illegible] دیا۔
(۳۸) ملل و نحل میں ہے کہ [illegible] حضرت ابوبکر نے
اپنے مرنے کے قریب حضرت عمر کو اپنا خلیفہ کیا جس پر لوگ کہنے لگے
کہ تو نے ایسے سنگدل [illegible] کو ہم پر حاکم کیا ہے۔
(۳۹) حضرت عمر منبر پر خطبہ پڑھتے تھے کہ امام حسینؑ نے [illegible]
کہا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر و۔ عمر نے کہا بیشک تمہارے ہی باپ کا
منبر ہے۔ [illegible] یہ کہا [illegible] علی [illegible]
[illegible] نہیں دیا۔
(۴۰) [illegible] ابن عباس سے حضرت عمر کی گفتگو [illegible]
[illegible]

۳۵
کتاب روضۃ الاحباب۔ تاریخ خمیس۔ عقد الفرید
تاریخ ابو الفداء۔ تاریخ ابن جریر۔ فتوح البلدان
بلاذری۔ کتاب الامامۃ والسیاسۃ۔
اسنی المطالب شمس الدین جزری
مورخ ابن قتیبہ۔ تاریخ ابن واضح
کنز العمال۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم۔
مسند احمد حنبل۔ سیرۃ الحلبیہ۔

تاریخ احمدی میں ص۱۱۸ سے ص۱۲۱ تک

تاریخ ابن جریر۔
تاریخ معجم کبیر طبرانی
تاریخ احمدی ص۱۲۵

ملل و نحل شہرستانی۔
تاریخ احمدی ص۱۲۵

تاریخ الخلفاء از علامہ سیوطی
تاریخ الخلفاء ص۱۲۷

تاریخ طبری تاریخ کامل تاریخ احمدی ص۱۳۰

ابتدائے اسلام سے اکثر خلفا خاصکر خلفائے بنی عباس ظالم تھے جو معتقد ہمیشہ خون سادات کے پیاسے رہے اور تا قیامت رہینگے

اس قول کی تصدیق کو تواریخ اسلام سے

کرلی جاسے اور خلاف خدا و رسول و آل رسول خلفائے اسلام کے طرز عمل کو اپنی معتبر احادیث تفاسیر و تواریخ سے خود ملاحظہ کر لیا جائے۔

جس بغض و عداوت کی وجہ سے ہر خلیفہ وقت کے زمانہ میں علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ اور انکی اولاد ہمیشہ ستائے گئے قتل و غارت کئے گئے۔ اسوجہ سے اہلبیت کے معتقد اپنے نام کو اپنے اعتقاد کو مجبوراً چھپاتے تھے۔

اسلام میں جسقدر فرقے ہیں وہ سب رسولؐ کی احادیث سے یا کہ اپنی فطرتی طبیعت سے خود کو محب اہلبیت کہا کرتے ہیں۔ لیکن جبکہ صحابہ کے مقابل بابت فضائل یا خلافت گفتگو کیجاتی ہے۔ تو پھر کسی صحابہ کے مقابل علیؑ کو افضل اور حقدار خلافت بلافصل کہنے پر یا اذان میں خلیفہ بلافصل سننے پر فاطمہؑ کو باغ فدک کا حقدار جتانے پر علیؑ و فاطمہؑ کے ساتھ عداوت صحابہ کا ذکر کرنے پر جس سے معاویہ اور جناب عائشہ کی جنگ ظاہر کرنے پر ہر گز تیار ہوگا بدزبانی بلکہ فوجداری پر آمادہ ہو جائیگا جن باتوں سے اور جن بیہودہ لفظوں کو استعمال کرنے پر ہر شخص خلفائے ثلثہ سے عداوت اہلبیت کا پتہ ہر ایک کو تجربہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اور بغیر ثبوت روزمرہ کے معاملات میں جسکا اظہار ہوتا رہتا ہے جسوجہ سے کہ خدا رسولؐ نے صحابہ اور کل مسلمانوں کے سامنے بغض و عداوت اہلبیت کیا علامت سمجھنے والا کو رسولؐ نے بحکم اپنی احادیث سے سنکر تحریر فرمائی ہے ورنہ اگر سب مسلمان واقعی محب اہلبیت

دنیائے حسینی مشن و اشاعت تبلیغ کی پچاس سے زائد قابل قدر خدمات

فضائل اہلبیت کے تشنہ کاموں کو نئی خوشخبری

...ہے کہ حسب ذیل کتابیں بہت جلد چھپنے والی ہیں آپ خود انکی اشد ضرورت سمجھتے ہیں تو بہت جلد بابت ۱۹۳۲ء عہ کے ساتھ درخواست بابت قبولیت ممبری ...ب کتب مطبوعہ ہمارے پاس بھجوائیے اسمیں آپ اپنے نام نامی کو شکریہ کے ساتھ اخبار الواعظ میں شائع کرنے کا موقع دیجیے

وفرعها في السماء

اہلبیت کا مذہب
رسول کی نماز
قرآن ائمہ کا مذہب
حقیقت کعبہ
باب مدینہ رسول
مجمع محاسن
مجلہ ملات تجمل یا نوصحیح
انگشتری کی حقیقت
صحیفہ رسول
صحیفہ انبیاء
صحیفہ اہلبیت
قانون قدرت

علم سلمان کی عظمت
کفر و اسلام
قانون دین
تقیہ
علم کی زندگی
قانون تمدن
حقیقت حسین
انقلاب حسین
حقیقت عبادت
حقیقت شجاعت
تبرا اور رضا

اصلها ثابت

هذه شجرة طيبة

نوٹ عہ چندہ سالانہ مع قیمت کتب محصول ہے جو کہ سال میں چھپیں گی۔

جاں نثارانِ حسینؑ

جس طرح آپ مجالس کے ذریعہ حسینی تبلیغ کو ہر وقت ہر جگہ سُنا کر انجام دیتے ہیں اسی

اس سے زیادہ تبلیغ کے دوسرے زبردست تحریری شعبہ کو کتابوں کے ذریعہ (جو ہر

نکلے شائع ہونے کی آواز بلند ہو) اپنے کھانے پہننے اور طرح طرح کی آرزوؤں آ

لذتوں کو پورا کرنے کی طرح اپنے نجات دہندہ و شفاعت کنندہ حسینؑ بے دیہہ مظلوم کے کا

بھی دنیا میں ہر سال برابر پھیلانے کو، جب مجالس میں ذکر حسینؑ کانوں سے سُن

حاصل کیجیے اور کتابوں کے ذریعہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اور غیروں کو دکھا کر ثواب دا

حاصل کیجیے۔ سال میں دو چار روپیوں کو ہرگز عزیز نہ کیجیے۔ حسینؑ کے نام پر آپ کی

سے ہم بھی امیدوار ہیں کہ آپ دیگر ادارہ کی کتابیں طلب کر لے ممبر بننے کے ساتھ

اس حسینی مشن دار تبلیغ کی جدید مفید تصانیف کے طلب کرنے اور ... کے خرچ

بنیے ... سالانہ چندہ ... سے ممبر ہونے اور پانچ روپیہ کے عطیہ سے اس کی حما

قبول کر کے خدا اور رسول کو خوش کیجیے اور الواعظ اخبار میں اپنے نام نامی کے

اظہار شکریہ کا ہمیں بھی موقع دیجیے۔

ایک سفر نے پانسو روپیہ کا گروہ سال ... دس عدد رسالے شائع کر دیئے آپ بھی ہمت بڑھا کر

خاتم عجم (۱) تحقیقی قرم حسینؑ (ختم ہو چکی)

غان صبر ۳/ — کارنامہ محرم ۳/

فلسفہ قرآن و اہلبیت ۲/ — شیعہ بچوں کی پہلی ۱/

اسلامی صحیفہ ۱/ — فلسفہ تکلیف ۱/

فلسفہ مذہب حقیقت اسلام۔ — انقلاب حسینؑ

التعرف نمبر (۱) و نمبر (۲)

مجذوب کی بڑ — حقیقت سادات

اسلامی نیا قاعدہ با تصویر۔

اسلامی اردو قاعدہ۔

حقیقت کعبہ ۲/

المشتہر حکیم شیخ عبد الشکور از تحصیل بھرتنہ یو۔پی

نوٹ: ... دو روپیہ چندہ سالانہ ممبری سرپرست و محصول کتب مقرر کیا ہے جو کہ سال میں پچیس


٥٧٩
کتب خانہ وقف منتصبیہ
میرٹھ

اموی سیاست

از ـــ

سید اکبر علی ایم۔ اے۔ ال۔ ٹی۔ شیعہ کالج لکھنؤ

کتب خانہ وقف منتصبیہ
کتب خانہ
شہر میرٹھ

پریس لکھنؤ

قیمت ۔۔۔ آنے

عرضِ حال

و

"اظہارِ تشکر"

زیرِ نظر ایک ضخیم کتاب کا یہ ایک پاکٹ ایڈیشن یعنی مختصر خلاصہ ہے
عام اشاعت کی غرض سے صرف لاگت ہی یعنی ۵ر اس کی قیمت رکھی گئی ہے
تاکہ غریب آدمی بھی اسے خرید سکے۔ آپ اگر اسے پسند فرماتے ہیں تو اپنے حلقۂ اثر
میں اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ تعداد میں فرما کر ممنون فرمائیں۔

جناب مولانا سید مسلم مہدی صاحب قبلہ جعفری نے پروف صحیح کئے اور مفید
ترمیمیں فرمائیں۔ سید نجم الحسن صاحب کتب فروش چوک لکھنؤ۔ جناب صابر حسن
صاحب سکریٹری انجمن مصباح الاسلام۔ جناب سید افتخار حسین صاحب ساکن
کاظمین۔ جناب سلطان مرزا صاحب ساکن امین آباد اور دیگر احباب نے بھی
طباعت میں مختلف عنوان سے میری مدد فرمائی۔ میں ان سب کی عنایتوں کا
بیحد ممنون و متشکر ہوں۔

"خادم قوم و ملت"

سید اکبر علی ایم۔ اے۔ ال۔ ٹی شیعہ کالج لکھنؤ ۲۲ ستمبر ۵۵ء



هل من ناصر ينصرنا

میں اس رسالہ کو علمبردار حریت زندۂ جاوید حضرت حر (رضہ) ابن یزید الریاحی کے نام نامی پر معنون کرتا ہوں جنھوں نے جبر و تشدد ظلم و جور، معصیت اور منافقت سے مجادلہ کیا۔ خلیفۂ ظالم کی فوج کی سرداری پر ٹھوکر ماری اور منافقین امت محمدی سے جہاد فی سبیل اللہ کیا ذلیل منافقت کی زندگی کو ایمان کی موت پر قربان کیا۔ جو اب جوار سید الشہدا میں شہیدان راہ خدا کے جھرمٹ میں آرام فرما رہے ہیں وہی حضرت حر جنھوں نے منافقت کے اندھکار میں ایک تاباں منارۂ ہدایت قائم کیا اور آزادی کے جوشیلے پروانوں کو معصیت سے مجادلہ کرنے کے لئے یہ پیغام دیا ؎

(جوش ملیح آبادی)

بڑھتی ہوئی جوان امنگوں سے کام لو
ہاں تھام لو حسینؑ کے دامن کو تھام لو

سید اکبر علی (ایم اے۔ ال۔ ٹی)
شیعہ کالج لکھنؤ

کیا غرض ہے پڑھوں جو یہ مصرعہ میں بر ملا
دین خدا حسین ہے دنیا ہے کربلا
(اکبر الہ آبادی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسانی زندگی کے تین شعبے ہوتے ہیں۔ اول حسن اخلاق، دوم تدبیر منزل، سوم سیاست مدن۔ یہ شعبے صرف انفرادی زندگی کے ہوتے ہیں لیکن کسی خاندان، قبیلہ، گروہ، جماعت، پارٹی یا قوم کی زندگی صرف سیاست مدن ہی پر مشتمل رہتی ہے۔ خاندان یا قوم نام ہے افراد کے مجموعہ کا۔ اس لئے جن صفات کے حامل کسی قوم یا خاندان کے بیشتر افراد ہوتے ہیں، وہی خصوصیا[ت] وہی قوم یا خاندان کے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جو پالیسی یا سیاست بیشتر افراد قوم کی ہوتی ہے وہی اس مخصوص قوم اور ملت کی سیاست ہوتی ہے۔

ماہرین نفسیات نے انسانی طبیعت کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ ایک خود پرست (EGOIST) دوسری قوم پرست (ALTRUIST)۔ اسی نفسیاتی تجزیئے کی اساس پر ماہرین اخلاقیات نے انسانی اخلاق کی [...]

نہیں قائم کی ہیں۔ ایک وہ جس کا نصب العین اور مقصد حیات مطلب برآری (Ex-
pediency) ہوا کرتا ہے اور دوسری صنف کا میزان اخلاق اور مقصد حیات
فرض شناسی اور اس کی ادائیگی (Duty for duty's sake)
ہوتا ہے۔ بیشک ان دونوں نظریات زندگی میں تضاد اور بنیادی عناد ہے۔ یہ
بغض و عناد ہی دنیا کے تمام فسادات کی جڑ ہے اور اسی کی وجہ سے پیدائش کے
پہلے دن سے دنیا میدان جنگ بنی ہوئی ہے۔

خود پرست صرف اپنے لئے زندہ رہتا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ وہ چاہتا ہے
کہ ساری دنیا اس کے لئے زندہ رہے اور وہ جو اسکے لئے زندہ رہنا نہیں چاہتا
اسے دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق ہی نہیں ہے بس دنیا میں رہنے کا صرف
اسی کو حق ہے جو خود پرست کے لئے جئے اور مرے۔ اس کے چشم و ابرو کے اشارے
پر ناچے اور کودے۔ خود پرست اپنے اس بنیادی اصول سے ہر ایک کے فرائض کا
حساب کرتا ہے۔ میں تمہارے مکان پر آؤں گا تو تم مجھے کیا دو گے۔ اگر تم میرے
مکان پر آؤ گے تو کیا میرے لئے لاؤ گے۔ خود پرست اپنے مفاد کے لئے قوم
ملک اور دنیا بلکہ مذہب تک کے مفاد کو بھینٹ چڑھا دیتا ہے۔ یہی اسکی
سیاست اور مسلک ہوتا ہے۔

برخلاف خود پرست کے قوم پرست اور فرض شناس اپنے لئے کم
لیکن دوسروں کے لئے زیادہ زندہ رہتا ہے۔ دوسروں سے اپنے حقوق
بہت کم طلب کرتا ہے بلکہ اس کی نظر دوسروں کے حقوق پر بھی لگی رہتی ہے
جن کا ادا کرنا اس پر فرض ہے بہ نسبت اپنے حقوق حاصل کرنے کے وہ

دوسروں کے فرائض انجام دینے کی زیادہ فکر کرتا ہے۔ وہ اپنے مفاد کو اپنے خاندان کے مفاد پر زیادہ ترجیح دیتا ہے اپنے خاندان کے مفاد کو اہل محلہ کے مفاد پر قربان کرتا ہے۔ اہل محلہ کے مفاد کو اہل شہر کے مفاد پر نثار کرتا ہے اور اپنے شہر کے مفاد کو قوم اور ملک کے مفاد کے لئے بھینٹ دیتا ہے۔ اور دنیا اور نوعِ انسانی کے مفاد کے لئے اپنی قوم اور ملک کے مفاد کو ترک دیتا ہے۔ یہ اس کی سیاست اور مسلک ہوتا ہے۔

خود پرست کی سیاست ظلم، تعدی، غلبہ، دست درازی، لوٹ مار، قتل و غارت، جعل فریب، دھوکا، دغا اور مکاری پر قائم ہوتی ہے۔ وہ چونکہ اپنے ہی اغراض کا بندہ ہوتا ہے اسلئے ان کے حصول میں اندھا ہوتا ہے۔ جائز ہو یا ناجائز مطلب حاصل ہو۔ وہ مذہب کا بھی اسی حد تک پابند رہتا ہے جہاں تک وہ مذہب کی آڑ میں یا دین کے نام پر وہ دوسروں سے اپنا مطلب حاصل کرے لیکن جہاں سے مذہب یا دین دوسروں کے حقوق دلانے کا تقاضا کرتا ہے وہ اس کی آواز نہ سننے کے لئے اپنے دونوں کان بہرے کر دیتا ہے۔ ان صفات کی حامل [illegible] بنی امیہ تھی۔ خود پرستی امویوں کی سیاست کا سنگ بنیاد تھا اور یہی ان کا مذہب و دین تھا۔

قوم پرست کی سیاست عدل، انصاف، مواسات، مساوات، اخوت، محبت، ایثار، عفت و عصمت، جود و سخا، قناعت پر مبنی ہوتی ہے۔ اول تو وہ طلب ہی نہیں کرتا اور اگر طلب ضرورتاً کرتا بھی ہے تو عدالت کی رو سے اپنے واجبی حق۔ برابر اور بس۔ وہ اپنے دشمنوں سے بھی محبت کا برتاؤ کرتا ہے۔ اپنے قاتل کا یقین ہو جانے پر بھی اسے آزاد رکھتا ہے۔ وہ

اب دہن سے بے ادبی کرنے والے دشمن خدا کے سینہ پر سے ہٹ جاتا ہو
و بھی غصہ نہیں کرتا بلکہ غصہ کو پی جاتا اس کی خواہش سخت ہوتی ہے۔ وہ اپنے
ن کی پیاس کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ خونریزی سے گریز کرتا ہے۔ مختصر
کر دنیا میں جسقدر فلاح اور بہبود کے کام ہوئے وہ انہیں قدسی صفات ہستیوں
کے مبارک ہاتھوں سے انجام پائے۔ آل ہاشم کے ننانوے ٩٩ فیصدی افراد
نہیں صفات حمیدہ کے حامل تھے۔

خود پرست اور نفس پرست، قوم پرست کا جانی دشمن ہوتا ہے لیکن
قوم پرست کو نفس پرست سے کوئی مخاصمت نہیں ہوتی۔ نفس پرست ہمیشہ
قوم پرست کی جڑ کاٹتا ہے جبکہ قوم پرست جسے دنیا کے حقوق ادا
کرنا ہیں وہ نفس پرست کے حقوق کو بھی ادا کیا کرتا ہے۔ جو دنیا کی خدمت
کرتا ہے دنیا اسی کے گیت گاتی ہے۔ یہ بات نفس پرست کو ناگوار معلوم ہوتی
ہے اور وہ قوم پرست سے حسد کرنے لگتا ہے۔ وہ بغیر خدمت کئے اپنی
تعریف چاہتا ہے اور چونکہ دنیا بے وقوف نہ ہونے کی وجہ سے اسکی تعریف
نہیں کرتی اس لئے نفس پرست قوم پرست کا دشمن ہو جاتا ہے اور اس کے
خلاف سب و شتم۔ زہر۔ خنجر کے حربوں کو استعمال کرتا ہے اور یہ تینوں حربے
اموریوں نے بنی ہاشم کے خلاف نہایت سفاکی سے استعمال کئے اور ایسی آزادی
سے استعمال کئے کہ جس کی دوسری مثال تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر
اور عاجز ہے۔

میری اس مختصر تمہید کے بعد آپ منصفانہ نظر سے تاریخ عرب کی ورق گردانی
فرمائیے آپ کو قہراً یہ نتیجہ نکالنا پڑے گا کہ ابتدائی تاریخ اسلام کا ہر واقعہ

آلِ امیہ کی آلِ ہاشم کے ساتھ عداوت کی وجہ سے رونما ہوا۔ وہ تو عر
قبائل اور عرب قوم کے لئے خیریت یہ ہوئی کہ بنی ہاشم کے دلوں میں بنی ا
سے انتقام لینے کی کبھی خواہش نہ پیدا ہوئی۔ مخالفت خود اختیاری کے ر
بنی ہاشم نے کبھی بنی امیہ کے منصوبوں میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی اور بن
ان کی بدتمیزیوں، حملوں، بیخ کنی کی سازشوں کو اپنی بلند خیالی اور حو
کی بنا پر نظر انداز کیا۔

بنی ہاشم کا اپنے حاسدین اور دشمنوں کے ساتھ مروت و عفو کا برتاؤ او
بنی امیہ کی بنی ہاشم کے ساتھ مستقل و استمراری عداوت، کینہ اور حسد کی
داستان اسقدر طویل ہے کہ اسکے تفصیلی بیان کے لئے کئی جلدوں کی ضرورت ہ
بہر حال ہم اس مختصر رسالہ میں اجمالی طور سے بنی ہاشم کی ایذا کا تذکرہ کر
جس کے لئے اقتدار پسند امویوں نے نہایت بےباکی، ظلم، سفاکی و بیدردی س
سب و شتم، قید و بند، زہر اور خنجر کا استعمال کیا۔

بنی امیہ یوں تو جملہ صفات رذیلہ کے حامل تھے مگر ایک خوبی ان میں یہ
ضرور تھی کہ وہ اپنے خاندان کے خلیفہ کے وفادار رہتے تھے اور اس کا ساتھ دیت
تھے کیونکہ مطلب برآری کے جذبہ نے ان کو یہ گر بتا دیا تھا کہ ان کا تفوق اور
اقتدار بس اسی طرح قائم رہ سکتا ہے کہ دولت مشترکہ اسلامیہ کا خلیفہ انہیں کے
خاندان کا ہو تاکہ ان کو نہایت آسانی سے فوجی اور انتظامی اعلیٰ منصب ملیں
بس صرف اسی خوبی کیوجہ سے امویوں کی سلطنت قائم ہوئی اور کچھ مدت تک
چلتی بھی رہی۔ اور جب زوال ہوا تو ایسا ہوا کہ آج بنی امیہ کی نسل کا نام
نشان تک نہیں رہا۔

اُمیہ بڑا ہی اقتدار پسند تھا۔ اس کی اقتدار پسندی کا تخم بڑھ کر ارنڈ کے
بے ادباب درخت کی طرح ایک گھنیرے جنگل کے مانند ہو گیا یعنی جس نے
شجر اسلام کو نشو و نما پانے کا کوئی موقع ہی نہ دیا۔ جس طرح بے ادباب کا ایک
درخت ایک جنگل کے مانند بڑا ہوتا ہے اور اسقدر جگہ گھیر لیتا ہے کہ کوئی پودا
اس رقبہ میں اُگ نہیں سکتا اسی طرح امویوں کے اقتدار پسندی نے اسلام
کا گلا گھونٹ دیا۔ اقتدار پسندی کی خیانت اُمیہ کی نسل میں بڑھتی ہی گئی
یہاں تک کہ اس نے دین الٰہی سے ٹکر لی اور جب یہ ہذیان بکا کہ اسلام
بنی ہاشم کے اقتدار کے لئے ایک ڈھونگ رچایا گیا تھا تو دنیا میں بغاوت
کی ایک لہر دوڑ گئی۔

فیاضیوں سے حسد

خیرات وہ جادو ہے جس سے دل مسخر کئے جاتے
ہیں اس جادو کو اگر ڈاکو بھی کام میں لائے تو اُسے بھی خراج تحسین ملتا ہے
لیکن اگر خیرات نام کے لئے کی جاتی ہے تو بدنامی اور رسوائی ہوتی ہے
خیرات دینے والا کہتا پھرتا ہے کہ میں نے بکر کی ایک ہزار روپے سے مدد کی
تاکہ میری تعریف کی جائے اس سے بکر کی ذہنی کو ٹھیس لگتی ہے اور دنیا
اسے اوچھا اور چھچھورا کہتی ہے۔ لیکن وہ جو اس طرح خیرات کرتا ہے کہ
دوسرے ہاتھ کو پتہ نہیں چلتا اس کی ہر دلعزیزی کی کوئی حد نہیں ہوتی
دنیا اس کی عزت کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ بنی ہاشم اسی قسم کی اور اسی طرح سے
خیرات کرتے تھے۔ حج کے موقعہ پر وہ حاجیوں کی راحت و آرام کے لئے
نہایت فراخدلی سے روپیہ صرف کرتے تھے۔ پانی کی قلت کو دور کرنے کیلئے
وہ بڑے بڑے حوض کھدواتے تھے اور ان کو پانی سے لبریز رکھتے تھے

دور دراز مقامات سے مشکیں بھر بھر کر پانی لاتے تھے۔ ان کے دروازوں سے کوئی سائل کبھی خالی ہاتھ واپس نہیں پلٹتا تھا۔ حضرت عبدالمطلب نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر میرے یہاں دس بچے پیدا ہوں گے تو میں دسویں کی قربانی کروں گا۔ خدا نے ان کو دسواں بچہ حضرت محمدؐ کے والد حضرت عبداللہ کو عطا کیا۔ ایفائے نذر واجب تھا حضرت عبداللہ کی بہنوں نے بھائی کی محبت میں رونا شروع کیا اور یہ عرض کیا کہ بجائے حضرت عبداللہ کے دس اونٹوں کی قربانی کر دیجئے۔ چنانچہ دس اونٹوں اور حضرت عبداللہ کے نام پر قرعہ ڈالا گیا اتفاق سے قرعہ حضرت عبداللہ ہی کے نام نکلا۔ اب دس مزید اونٹوں کا اضافہ کر کے قرعہ ڈالا گیا پھر بھی حضرت عبداللہ ہی کے نام نکلا بہنوں نے ضد کی کہ اونٹوں کی تعداد اور بڑھا کر قرعہ ڈالا جائے۔ حضرت عبدالمطلب نے صاحبزادیوں کی محبت کا اندازہ کر کے تیس اونٹوں کی تعداد پوری کر کے قرعہ ڈالا اس مرتبہ بھی قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلا۔ اس طرح اونٹوں کی تعداد بڑھتی گئی اور ہر مرتبہ حضرت عبداللہ ہی کا نام نکلتا رہا۔ آخر میں جب اونٹوں کی تعداد سو تک پہونچی تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا فوراً ان کی قربانی کی گئی۔ ان کا گوشت مکہ کی کل آبادی سے کھایا نہ گیا۔ شکاری پرندوں اور جانوروں کی بھی تین دن تک اس گوشت سے شکم سیری ہوا کی۔

حضرت اسمٰعیل کی جان دُنبہ نے بچائی اور حضرت عبداللہ کی جان ایک سو اونٹوں کی قربانی نے بچی۔ شہادت کی اس کمی کو حضرت اسمٰعیل اور حضرت عبداللہ کے پر پوتے حسینؑ ابن علیؑ نے پورا کر دیا۔ بنی ہاشم کی اس قسم کی فیاضیوں کا سکہ ملک عرب کے بچہ بچہ کے دل میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسلئے قدرتاً بنی امیہ کو بنی ہاشم سے فطری طور سے نفرت پیدا ہو گئی۔ بنی امیہ بنی ہاشم کی

بھلائیاں کرتے تو اُسے کوئی سننے پر تیار نہ ہوتا تھا اس عزت اور نام کو حاصل کرنے کے لئے جو بنی ہاشم کو اپنی فیاضی سے حاصل ہو گئی تھی بنی اُمیہ نے بھی خیرات کرنا شروع کر دی۔ لیکن چونکہ نیت تھی نام و نمود کی اس لئے دُنیا نے ان کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا۔ بجائے عزت کے ذلت اور رسوائی ہونے لگی اسوجہ سے بنی امیہ کا بنی ہاشم سے حسد اور دشمنی اور بھی زیادہ بڑھ گئی۔ بنی ہاشم اس طرح کی فیاضیاں نسلاً بعد نسلاً کرتے رہے اور بنی امیہ کا اسیقدر حسد نسلاً بعد نسلاً بڑھتا گیا۔ درانحالیکہ خود ہاشم کی ہمہ گیر فیاضیوں سے بنی اُمیہ بھی باوجود اپنی عداوت و حسد کے محروم نہیں رہے بنی امیہ کی ایذا رسانیوں کو بھی بنی ہاشم ہمیشہ بھلاتے ہی رہے۔

حسب و نسب کے مقابلہ میں بنی امیہ کی ہار

حضرت ہاشم کا اصلی نام عمرو تھا لیکن چونکہ آپ نے شوربے میں روٹیاں بھگو کر اس کا ثرید بنایا اور لوگوں کی عام دعوت کی اس لئے آپ کو لوگ ہاشم کہنے لگے آپ کی مہمان نوازی۔ غریب نوازی۔ فیاضی اور حجاج کی خدمت کی وجہ سے شہرت اور عزت جتنی بڑھتی جاتی تھی اتنی ہی امیہ کی آتش حسد تیز تر ہوتی جاتی تھی۔ حضرت ہاشم کے افعالِ حسنہ کی نقل میں ناکامی پر جب قریش نے اُمیّہ کی پھبتیاں اُڑائیں تو وہ حسب نسب میں مقابلہ پر اُتر آیا۔ حضرت ہاشم نے اس سے مقابلہ کرنے کو مکروہ سمجھا لیکن قریش کے اصرار سے آپ راضی ہو گئے اور یہ طے پایا کہ جو اس مقابلہ میں ناکام رہے گا وہ پچاس اونٹنیاں دیگا اور دس سال تک مکہ سے جلاوطن رہے گا۔ کاہن خزاعی کو حکم مقرر کیا گیا جس نے یہ فیصلہ سنایا کہ "ماہ تاباں ستارہ روشن، ابر باراں اور فضا میں پرواز کناں پرندوں کی قسم کہ ہاشم امیہ سے جملہ خوبیوں میں بڑھ چڑھ گیا ہے اول و آخر کی فضیلت ہاشم کے لئے ہے" حضرت ہاشم نے پچاس اونٹنیاں لیلیں اور ان کو ذبح کر کے حجاج کو کھلائیں امیہ

کو بیس برس تک مکہ سے جلاوطن رہنا پڑا۔ اگر امیہ کو یہ چابیاں اور نشانیاں ملتیں تو وہ ان کو اپنی ملکیت بنا لیتا لیکن حضرت ہاشم نے ایسا نہیں کیا اس سے ان کی ہر دلعزیزی اور زیادہ بڑھ گئی۔ حضرت ہاشم کا مال و دولت قریش کیلئے وقف تھا۔ قریش حضرت ہاشم کی ترقیوں میں اپنی فلاح سمجھتے تھے اس لئے وہ ان پر دل و جان سے فریفتہ تھے حضرت ہاشم اور ان کی اولاد کے افعالِ حسنہ نفس پرست امیہ اور اس کی اولاد کے لئے سبب حسد و عداوت بن گئے۔ قوم پرست آلِ ہاشم کو امویوں سے نہ کوئی عداوت نہ بغض و حسد تھا۔ برخلاف اسکے نفس پرست اور خود غرض امویوں کو آلِ ہاشم سے دشمنی اور حسد بڑھتا ہی گیا۔ وہ اس اقتدار اور عزت کے خواہاں تھے جو بنی ہاشم کو خدمتِ خلق کی بنا پر حاصل تھا۔ دنیا کو حضرت ہاشم سے فائدہ پہونچتا تھا اس لئے ان کی عزت کرتی تھی۔ اقتدار پسند امیہ کو اسی کا حسد تھا۔

دعوتِ ذوالعشیرہ

حضرت محمدؐ نے اپنے خاندانی خصوصیات یعنی افعالِ حسنہ میں چار چاند لگا دئے اس لئے قریش کی فریفتگی آپ سے زیادہ بڑھی۔ آپ کو امین کا لقب دیا خود غرض اور نفس پرست امویوں کو یہ بھی کھلا۔ اعلانِ نبوت کے لئے آنحضرتؐ نے اکابرِ مکہ کو مدعو کیا بعد ضیافت جب آپ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو امیہ کے پوتے ابو سفیان کی طبیعت میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا اس نے دل میں سوچا کہ بنی ہاشم کے اقتدار کے لئے آنحضرتؐ اسلام کا ایک ڈھونگ تیار کر رہے ہیں اس وقت اس نے طعن سے حضرت ابو طالب سے کہا کہ اب آپ اپنے بھتیجے کی سرداری کو تسلیم کیجئے مطلب اس کا یہ تھا کہ وہی بھتیجا جسے آپ نے پالا اور پرورش کیا ہے آج خود آپ کا بزرگ اور سردار بننا چاہتا ہے لیکن حضرت ابو طالب نے ابو سفیان کے اس اشتعال انگیز

کلمات کا کچھ اثر نہیں لیا بلکہ تبلیغ اسلام میں آپ کی دل وجان سے مدد کرتے رہے
ابوسفیان نے یہ سوچا اور دعوت ذوالعشیرہ سے اٹھ کر کفار قریش جو بنی ہاشم
کے افعال حسنہ اور فیاضی کی وجہ سے ان کے غلام بنے ہوئے ہیں اب ان کو آنحضرت
کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر لینا اور اپنا معاون و مددگار بنا لینا آسان ہوگا
چنانچہ ادھر آنحضرت نے تبلیغ اسلام شروع کی اور بت پرستی کی ممانعت کی اُدھر
ابوسفیان نے بت پرستوں کو آنحضرت کے خلاف ابھارنا شروع کیا۔ پہلے
امویوں کی دشمنی بنو ہاشم کے فیاض اخلاق کی وجہ سے تھی جس میں قریش نے
ذاتی فوائد کی بنا پر امویوں کا ساتھ نہیں دیا تھا اب اسلام کے نام پر قریش کو
بنی ہاشم کا دشمن بنا دیا۔ بنو امیہ نے سوچا قریش کو اپنانے اور ان کو بنی ہاشم
کا دشمن بنانے کے لئے اس سے بہتر کوئی دوسرا کارگر حربہ نہیں ہو سکتا کہ اسلام
کی مخالفت نہایت شدومد کے ساتھ کی جائے تاکہ کفار قریش ہمنوا ہوں۔ اُمیہ
حضرت ہاشم سے ہار کر جلاوطن ہوا تھا۔ اب اس کا بدلہ آنحضرت سے لیا جائے
اس وقت قریش حضرت ہاشم کے ہمنوا اور اُمیہ کے مخالف تھے اب اسلام کی تبلیغ کی وجہ سے
کفار قریش کو ابوسفیان اور دوسرے امویوں نے اپنا ہمنوا بنا لیا۔

ابوسفیان کی سازشیں

باوجودیکہ اسلام کی تعلیم میں بنی نوع کا فائدہ تھا
لیکن بت پرستی کے تعصب اور امویوں کے زہریلے پروپیگنڈے کی وجہ سے
کفار قریش نے آنحضرت کی ایذا رسانی شروع کر دی۔ جب رشوت اور ایذا رسانیوں
سے بھی تبلیغ کا کام نہ رکا اور آنحضرت تبلیغ اسلام کرتے ہی رہے تو آپ کو مار ڈالنے
کی تدبیر سوچی۔ آنحضرت کو قتل کرنے کے لئے ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی صرف
اس غرض سے چنا گیا تاکہ بنی ہاشم قتل محمد کا انتقام نہ لے سکیں اور بنی امیہ کی

بنام شدہ عداوت پر کوئی الزام نہ عائد کیا جا سکے۔ ابوسفیان نے اس طرح دوسروں کے کندھوں پر رکھ کر اپنی بندوق چلائی۔ تدبیر کارگر ہوئی اور آنحضرت کو مکہ چھوڑنا پڑا۔

اہل مکہ نے اسلام کیوں قبول نہ کیا؟ جس وقت آنحضرت مکہ میں تبلیغ اسلام فرما رہے تھے مدینہ کے لوگ بغرض تجارت اور حج کرنے آیا کئے ان لوگوں نے اسلام کی تعلیم کو سنا۔ سمجھا اور مانا۔ ان کو اسلام کی تعلیم میں دین اور دنیا کا فائدہ نظر آیا اس لئے وہ مشرف باسلام ہوئے اور صدق دل سے ایمان لے آئے۔ پھر کر جب مدینہ پہونچے تو اپنے شہر والوں کو اسلام کا پیغام سنایا سننے والوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ مدینہ میں اسلام جس تیزی سے پھیل رہا تھا اس سے زیادہ شدت سے مکہ میں اس کی مخالفت کی جا رہی تھی۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ امویوں نے اپنی موروثی عداوت کی وجہ سے کفار قریش کو آنحضرت کا مخالف کر دیا تھا جبکہ آنحضرت مع چند گنتی کے مسلمانوں کے اسلام کی تبلیغ کرتے تھے تو ہزاروں کی تعداد میں بت پرستوں کو آنحضرت کے خلاف ورغلاتے تھے اس لئے اہل مکہ مخالف اسلام تھے لیکن چونکہ مدینہ میں یہ مخالف پروپگنڈا نہ ہو سکا اس لئے اہل مدینہ جوق در جوق داخل اسلام ہوتے جاتے تھے۔ بحکم خدا اور دعوت پر آنحضرت نے ہجرت کی اور آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا کہتے ہیں حضرت علی نے آپ کے بستر پر آرام کیا

امن بجائے تبلیغ اسلام چونکہ اطاعت معبود میں دنیا کو متحد کرنا اور دنیا سے فسادات کو دور کرنا اور امن، شانتی، مواسات کو قائم کرنا ہی اسلام کا سب سے بڑا مشن تھا اس لئے مدینہ پہونچتے ہی آں حضرت نے پہلا کام یہ کیا کہ مدینہ کے قبائل کی تنازعات اور اختلافات کو دور کر کے ان سب کو متحد اور متفق بنایا۔ آپ نے یہودی

اور عیسائی قبائل سے بھی معاہدے کئے اور ان سے امن و شانتی سے رہنے کے وعدے لئے اور خود ان کی مدد کرنے کے وعدے کئے مدینہ میں جس قدر لوگ دوسرے مذاہب مثل یہودی و نصاریٰ کے آباد تھے ان کو جان و مال کی حفاظت و سلامتی کا یقین دلایا اور مساوی حقوق دیئے۔ آنحضرت نہ صرف عربی قبائل کو بلکہ دنیا کی سب قوموں کو ملا کر ایک پرامن متحد اور مخلص برادری کی صورت میں لانا چاہتے تھے آپ نے دنیا کے سامنے یہ آئیڈیل پیش کیا کہ سارا جہان ایک کنبہ ہے جس کی ہر فرد دوسری افراد کی بھائی ہے اور جو مسلمان بننا چاہے وہ یہ یاد رکھے

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسیکو نقصان نہ پہنچے"

خود پرست اور اقتدار پسند امویوں کی اس تعلیم سے فطری اور جبلی طور سے نفرت ہونا ہی چاہیے تھی وہ تو اپنے برابر کسی کو دیکھنا ہی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ تفوق اُن کا مذہب۔ اقتدار ان کا دین۔ سربلندی ان کا مشرب تھا۔ وہ بنی ہاشم کو بالخصوص اور ہر قبیلہ کو بالعموم اپنے سے کمتر رکھنا چاہتے تھے اس لئے کہ انکے جذبہ افضلیت کو جذبہ برادری سے ٹھیس لگتی تھی وہ اسلام کے اصول۔ مساوات اور مواسات کو سیاسی حماقتیں سمجھ کر نفرت اور حقارت سے ٹھکراتے تھے۔ ان کے مشرب میں حصول اقتدار میں جبر و تشدد جائز تھا۔

"بیشک اگر دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر آنحضرت حاضرین کو مخاطب کر کے یوں فرماتے

میں عربوں کی ایک ایسی متحدہ جماعت بنانا چاہتا ہوں جس کی حربی قوت بے پناہ ہو جو دوسرے ملکوں پر حملہ کرے۔ اُن کو لوٹے۔ مردوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈیاں بنائے۔ ان کی دولت اور ملک پر قبضہ کر کے ان پر حکمراں ہو بس جو شخص اس کام میں میری مدد کرے گا وہی میرا بزرگ ہوگا" تو یہ سنکر سب سے پہلے غالباً خود ابوسفیان

اٹھ کھڑا ہوتا۔ اور کہتا کہ اس کام میں میں آپ کا مددگار بنوں گا اور ہاتھ بٹاؤں گا کیونکہ یہ اسکے اقتدار پسند طبیعت کے موافق تھا۔ لیکن ابو سفیان اور امویوں کی بدقسمتی سے آنحضرت نے اس مذہب کی تبلیغ شروع کر دی جس کی تعلیم فساد ات کو دور کرنا امن قائم کرنا، ایثار، قربانی، عدالت، صداقت اور مواسات وغیرہ تھی۔ یہ وہ صفات تھے جو امویوں کی طبیعت کے ضد تھے۔ اس لئے امویوں کو اسلام اور اسکی تعلیم سے مخالفت کے لئے اٹھ کھڑا ہونا پڑا۔

مدینہ میں اسلام کے عروج سے کفار قریش میں ہیجان

کفار قریش تو یہ سمجھے تھے کہ مکہ سے آنحضرت کو بھگانے کے بعد وہ جھگڑوں سے چھٹکارا پا لیں گے اور پریشان ہوتے پڑیں گے لیکن جب ان کو یہ خبر ملی کہ مدینہ میں مسلمانوں کی اکثریت ہو گئی ہے۔ امویوں کی آتش حسد بھڑکی اور ان کے دلوں میں سخت بے چینی پیدا ہو گئی ابو سفیان سمجھا کہ محمدؐ نے اسلام کے ذریعہ بنی ہاشم کے قصر فضیلت کو مستحکم اور مرصوص بنا لیا۔ اس لئے اس نے کفار قریش کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ابھارنا شروع کیا۔ امویوں نے کفار قریش کو اس بات پر آمادہ کرنا شروع کر دیا کہ قبل اسکے کہ مدینہ کے مسلمان کثیر تعداد میں ہو کر مکہ والوں کے بتوں کو توڑنے کے لئے حملہ کریں۔ ہم کو اپنے دیوتاؤں کی حفاظت کے لئے مدینہ کے مسلمانوں پر حملہ کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ ابھی وہ قلیل تعداد میں ہیں اور اگر کچھ مدت اور گذر ے گی تو ان کی تعداد بڑھ جائے گی تو ہم سے زیادہ ہو جائیں گی۔ اس وقت ان سے مقابلہ کرنا دشوار ہو جائے گا۔ بنی امیہ نے اپنی حکمت عملی سے مدینہ کی مہم کو کفار قریش کی دین کی حفاظت کا سبب قرار دے کر ان سے اظہار ہمدردی کی اور اس طرح ان پر اپنا بیڑا اثر بٹھا دیا جسے امیہ

بنی ہاشم کے مقابلہ میں بنا وٹی فیاضی سے کبھی نہ جتا سکا تھا۔ اب کفار قریش بھی امویوں پر اعتماد کرنے لگے وہ امویوں کو اپنا مخلص ہمدرد اور بہی خواہ سمجھنے لگے اس طرح بنی اُمیہ کو کفار قریش کی سرداری حاصل ہو گئی۔

اسلام کی فساد سے مخالفت

آنحضرت نے مدینہ میں مسجد تعمیر کرائی اور اس میں مسلمانوں کی ہدایت مذہب کرنے لگے آپ نے اپنی عترت و قرآن پیش کیا تاکہ میرے بعد بھی مسلمان اُن سے ہدایت حاصل کرتے رہیں۔ اس کتاب خدا میں جگہ جگہ پر فساد پیدا کرنے والوں کی مذمت کی گئی ہے اور ان کو خدا کے سخت ترین عذاب سے ڈرایا اور دھمکایا گیا ہے لَا تُفْسِدُوا فِی الْاَرْضِ یعنی دنیا میں فساد برپا نہ کرو۔ چنانچہ خود آنحضرت نے اور ان کی اولاد نے اس حکم پر عمل کرکے دنیا کو یہ راستہ بتایا (البادی اظلم) یعنی ابتدا کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہوتا ہے۔ اس پر ایسی سختی سے عمل کیا کہ اپنی جانوں کا نقصان کر دیا لیکن کبھی ابتدا بہ جنگ نہ کی۔

مکیوں کی یورش

ادھر آنحضرت نے مکیوں کی جملہ ایذا رسانیوں کو طاق نسیاں پر رکھ کر مدنیوں کی ہدایت شروع کی ادھر ابو سفیان نے مسلمانوں کی تباہی اور اسلام کی بیخکنی کے لئے کفار قریش کو یثرب پر حملہ آور ہونے کے لئے آمادہ کرنا شروع کیا۔ ہجرت کے بعد تین سال متواتر پروپیگنڈا کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ کفار قریش نے مدینہ پر حملہ کر دیا۔ آنحضرت نے اہل مکہ کے پاس خطوط بھیجے۔ صلح کی کوشش کی۔ ان کے واجبی شرائط منظور کرنے کا یقین دلایا۔ جنگ کے نقصانات سمجھائے مگر ان کو ابو سفیان نے یہ پٹی پڑھا رکھی تھی کہ حضرت محمد اپنے کو

خدا کا رسول نہ کہیں اور اسلام کی تبلیغ نہ کریں تو جنگ کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی

جنگ احد

کفار قریش آنحضرت کے پیام صلح کو مسلمانوں کی کمزوری سمجھے ہوئے سب دوستوں کو جمع کر کے مدینے پر حملہ کر دیا۔ آنحضرت نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ جو تم سے لڑیں تم ان سے لڑو۔ اس لئے مسلمانوں کو اپنی حفاظت کے لئے کفار قریش کے خلاف تلواریں اٹھانی پڑیں۔ احد کے دامن میں سخت جنگ ہوئی مکہ والوں کا اس قدر نقصان ہوا کہ ان کو میدان جنگ میں ٹھہرنے کی ہمت نہ رہی فوراً مکہ واپس پلٹے۔ اگر آنحضرت کا مقصد اسلامی سلطنت قائم کرنا ہوتا یا مکیوں سے انتقام لینا ہوتا تو یقیناً کفار قریش کا تعاقب کرتے۔

مسلسل جنگ

کفار قریش جنگ سے پسپا ہو کر مکہ واپس آجانے سے امویوں کی تمناؤں پر پانی پڑ گیا۔ لیکن حب دنیا کبھی نچلا نہیں بیٹھنے دیتی امویوں نے بغاوت اسلام کا پروپیگنڈا جاری رکھا۔ ابوسفیان نے بار بار کفار قریش کو آنحضرت سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا لیکن ہر بار پسپا ہوا۔ جنگ بدر، احد و احزاب میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ مسلمان صرف حملہ آوروں کو پسپا کرنے کے لئے تلوار اٹھاتے تھے اور جب وہ شکست کھا کر بھاگ گئے تھے تو ان کا پیچھا نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اطمینان سے ان کو گھر واپس جانے دیتے تھے۔

یہودیوں کی شورش

کفار قریش بالعموم مسلمانوں کے ہاتھوں سے شکست پر شکست کھا کر اس قدر کمزور اور مایوس ہو گئے کہ ان پر خوف اور ہراس غالب آگیا۔ جنگ خندق میں تو مسلمانوں کی تیغ حضرت علیؑ کی ذوالفقار اور طوفان و بارش سے کفار قریش کا اس قدر جان و مال کا نقصان ہوا کہ پھر ان کو اسلام کے خلاف صف آرا ہونے کی ہمت نہیں رہی۔ چنانچہ جب ایک معاہدہ کی رو سے مسلمانوں نے خانۂ کعبہ کا حج کیا تو مکہ والوں

ڈر کے مارے شہر کو خالی کر دیا۔ جب تین دن کے بعد مسلمان مدینہ کو لوٹ گئے تب مکہ والے اپنے گھروں کو واپس ہو لیے۔

ابو سفیان اور دیگر بنی امیہ کفار قریش کی اس مایوسی اور قنوطیت سے غافل نہ تھے بنو امیہ بجا طور سے محسوس کرنے لگے کہ کفار قریش کو اکسا کر مسلمانوں سے زیادہ دیر تک لڑوایا نہیں جا سکتا اس لئے انھوں نے یہودیوں اور عیسائیوں کو اسلام کے خلاف ورغلانا شروع کیا اور ان سے دوستانہ تعلقات استوار پیدا کر لیے کہ یہودیوں نے مسلمانوں کی جاسوسی کی۔ جنگ خندق کے موقع پر یہودیوں نے مدینہ پر کفار قریش کے حملہ آوروں کا ساتھ دیا ان مجبوریوں کی وجہ سے مسلمانوں کو ان یہودیوں سے بھی لڑنا پڑا جو کفار قریش سے ساز باز رکھتے تھے

آں حضرت کا عیسائیوں کے لئے فرمان آں حضرت کا یہ فرمان ایک اہم تاریخی یادگار ہے اس فرمان کے ذریعہ آں حضرت نے عیسائیوں کی نہایت اہم مراعات دیں اس فرمان کی خلاف ورزی کرنے والے مسلمانوں کو شدید سزاؤں کا مستوجب قرار دیا گیا۔ عیسائیوں کی حفاظت ہر مسلمان پر واجب قرار دی گئی ان کے کلیساؤں اور گھروں کی حفاظت۔ ناروا ٹیکس سے بچانا۔ عورتوں کی عزت اور پوری مذہبی آزادی دینے کی ذمہ داری ہر مسلمان پر عائد کی گئی۔

ادھر آں حضرت عیسائیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنا چاہتے تھے۔ ادھر ابو سفیان بازنطینی شہنشاہ کے پاس گیا جو اس وقت ایک قہار سلطنت پر حکمراں تھا اور اسے آں حضرت اور مسلمانوں کے خلاف ورغلانے کی کوشش کی۔ چنانچہ جب آنحضرت نے اپنا ایلچی دمشق کے ایک عیسائی شہزادے کے پاس بھیجا تو اس شہزادے نے ایلچی کو قتل کر دیا۔ اس قتل کی وجہ سے مسلمان رومیوں سے جنگ کرنے پر مجبور ہو گئے۔

گوریلا جنگ کا آغاز جنوبی افریقہ میں ایک گوریلا قوم رہتی ہے۔ وہ کبھی دشمن سے کھل کر مقابلہ نہیں کرتی بلکہ جہاں پر اسے دشمن کم تعداد میں نظر آتے ہیں وہاں وہ چھپ کر ان پر حملہ کرتی ہے اس طرح وہ دشمن کا زیادہ نقصان کرتی ہے۔ مسلمانوں کو پسپا کرنے کا یہی طریقہ شکست خوردہ کفار قریش نے سن ۸ ہجری میں اختیار کیا۔ اب بجائے مدینہ پر حملہ کرنے کے ان لوگوں نے چھوٹے چھوٹے اور کمزور قبیلوں پر حملے کرنا شروع کر دئے جو مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کئے ہوئے تھے

مکہ والوں نے جب مسلمانوں کے ایک دوست قبیلہ پر حملہ کیا تو اس قبیلے کے لوگوں نے آں حضرت سے حملہ آوروں کی سرکوبی کرنے کی درخواست کی۔ اس لئے آں حضرت دس ہزار مسلمانوں کی فوج لے کر بت پرستوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔ وہ قبیلوں کی معمولی مزاحمت کے بعد مسلمان مکہ میں داخل ہو گئے۔ لیکن اس فتح کے وقت آنحضرت نے ہر پچھلی اذیت بھلا دی۔ حکم قرآنی کے مطابق جو سامنے پناہ مانگنے آئے پناہ دی۔ مسلمانوں کی فوج مکہ میں اس طرح پُر امن طریقہ سے داخل ہوئی کہ نہ کوئی مکان لوٹا گیا اور نہ کسی عورت کی توہین کی گئی۔ حالانکہ یہ وہی لوگ تھے جن کے مردوں نے آں حضرت کی راہ میں کانٹے بچھائے تھے حالت نماز میں اوجھڑی پشت مبارک پر ڈالی تھی۔ جن کی عورتوں نے آپ کے سر اقدس پر کوڑا پھینکا تھا جن کے لڑکے آپ کو پتھر مارتے تھے۔ فتوحات کی تاریخ میں اس نوعیت کے داخلہ کی مثال نہیں ملتی۔

صلح حدیبیہ آنحضرت نے کفار قریش سے ایسے نرم شرائط پر صلح کی جو تمام تر مخالفین ہی کے موافق تھے۔ مسلمانوں کے حق میں صرف ایک یہ شرط تھی کہ کفار قریش صرف مسلمانوں کی جان و مال کو نقصان نہ پہنچائیں۔ صلح نامہ میں رشتوں کی نفاذ تھی اس پر ابو سفیان

نے اعتراض کیا کہ اگر ہم آپ کو رسول ہی مان لیں تو پھر جنگ کرنیکا کوئی سبب ہی باقی نہیں رہتا مطلب یہ تھا کہ لڑائی تو صرف اسوجہ سے ہے کہ ہم آپ کو خدا کا رسول ہی تسلیم نہیں کرتے اسیوجہ سے آپ سے ابتک جنگ کرتے رہے یعنی آپ کو خدا کا رسول مان لینے سے بنی ہاشم کا اقتدار تسلیم کرنا پڑے گا۔

اس طرح کی صلح سے حضرت عمر برہم ہو گئے۔ اور حضرت علی نے اپنے ہاتھ سے رسول کی لفظ کاٹنے سے انکار کر دیا۔ بیشک حضرت علی کو ایسا ہی انکار کرنا چاہئے تھا حضرت علی ہی نے تو دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر آنحضرت سے کار رسالت میں مدد کرنیکا وعدہ کیا تھا۔ اسلئے اس وعدہ کے موافق آپ کیلئے لفظ رسول کو کاٹنا ناممکن تھا۔ مختصر یہ کہ عہدنامہ لے کر خود آنحضرت نے رسول کی لفظ کو اپنے دست مبارک سے کاٹ دیا۔

ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ عہدنامہ میں یہ شرط تو تھی کہ کفار قریش آنحضرت کو خدا کا رسول تسلیم کریں۔ اس میں تو صرف یہ تھا کہ میں بحیثیت خدا کے رسول کے کفار قریش سے ان شرائط پر صلح کرتا ہوں۔ لیکن ابوسفیان کو تو اسلام اور خدائے واحد سے اسقدر بیر تھا کہ وہ رسول کی لفظ کو بھی سننا پسند نہیں کرتا تھا۔ صلحنامہ میں رسول کا لفظ باقی رہا تو بنی ہاشم کے اقتدار کی نیو جم جائے گی۔

یقیناً اگر خلیفہ ثانی کفار مکہ سے صلح کرنے کے لئے بھیجے جاتے تو وہ پہلے دل کھول کر ان ایذا رسانیوں کا انتقام لیتے جو کفار قریش نے رسول سے کی تھیں اور سب کو اسلام لانے پر مجبور کرتے۔ جو انکار کرتا اسکا سر قلم کرواتے۔ اور صرف انکی جان بخشی کرتے جو آنحضرت کو خدا کا رسول تسلیم کرتے۔ ہندہ مادر معاویہ کی تو بوٹیاں کاٹ دیتے اور اسی وجہ سے اسطرح دب کر صلح کرنے کے آپ سخت مخالف تھے۔

لیکن آنحضرت نے دشمنان اسلام کو یہ اعتراض کرنیکا موقع نہ دیا کہ اسلام تلوار سے

پھیلایا گیا۔ اس ہندہ زوجہ ابو سفیان کو بھی تعرض نہ کیا، جس نے آپکے چچا جناب حمزہ کا جگر چبایا تھا۔ اور انگلیاں کاٹ کر گلوبند بنالیا اور اپنے گلے میں پہنا۔

ابوسفیان اور دیگر بنوامیہ کے طور طریقوں میں تبدیلی

ابو سفیان جس نے دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر آنحضرت سے توحید معبود اور اتحاد فی الاطاعت کی دعوت سنکر یہ قیاس کیا تھا کہ حضرت محمد عنقریب عبد الشمس کی بزرگی اور بنی امیہ کی ریاست کو مٹانا چاہتے ہیں اور بنی ہاشم کے قصر فضیلت کو مرصوص اور مضبوط کرنا چاہتے ہیں بعد وفات جناب رسول خدا خلافت کو قبیلہ بنی تیم اور قبیلہ عدی میں جاتے دیکھکر اپنی اس قنوطیت اور مایوسی کو ترک کرنے پر مجبور ہوا جو سلطان سے شکست پر شکست کھانے سے اس میں پیدا ہو گئی تھی۔ اسے پھر حصول اقتدار کی امید کی ایک سنہری کرن نظر آئی ابو سفیان نے پھر دوبارہ اپنی دماغی قوتوں کو استوار کیا اور سوچنے لگا جب آنحضرت کی خلافت بنی ہاشم سے ہٹا کر دوسرے قبائل میں آسانی سے لائی جاسکتی ہے تو پھر زبان سے اسلام کا کلمہ پڑھ کر اس اقتدار اور سرداری پر کیوں نہ قبضہ کر لیا جائے جو مسلمانوں کو حاصل ہو چکی ہے اب بنوامیہ نے اپنی ترقیوں کو اسلام کے اندر پایا اس لیے وہ مسلمان ہو گئے اس لیے نہیں کہ اسلام انکے نزدیک ایک بہترین اور الٰہی مذہب تھا بلکہ صرف اسلئے کہ اسکے ذریعہ وہ ان اعلیٰ دنیاوی مدارج پر فائز ہو سکتے تھے جنکی ان کو عرصے تمنا تھی اور جن کے حاصل ہونے سے وہ بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ وہ یہ امید کرنے لگے کہ جب خلافت کا منصب بنی ہاشم سے نکالکر دوسروں تک لایا جاسکتا ہے تو پھر یہ کیوں نہ خاندان امیہ کا موروثی منصب بنا لیا جائے۔

بنوامیہ تو مسلمان دیکھنے اور کہنے میں ضرور ہو گئے لیکن حسد کی آگ اب بھی

ان کے دلوں میں شعلہ زن رہی۔ وہ بنی ہاشم سے تو ہمیشہ ہی سے کینہ رکھتے تھے اب وہ سابقین اسلام نیز ان مسلمانوں سے بھی حسد کرنے لگے جو اسلام کی تعلیم کردہ سادہ زندگی اخلاق حسنہ کے حامل اور احکامات قرآنی کے حامل تھے اب وہ تمام راہیں اور تدبیریں سوچنے لگے اور تمام ان مواقع سے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنے لگے جن سے وہ اسلام کی صف اول میں آجائیں۔ وہ جو کل آنحضرت کو قتل کرنے کی فکر میں تھے آج آنحضرت کا کلمہ پڑھنے لگے وہ جو کل اسلام کو ڈھونگ سمجھتے تھے وہ اسلام کو آج دوسرے ملکوں میں پھیلانے کی تدبیریں سوچنے لگے۔ وہ جو کل مسلمانوں کا خون بہانے کے لئے تلواریں بلند کررہے تھے وہ آج اسلام کے جھنڈے کے نیچے نظر آرہے ہیں۔ کیسا اچھا ہوتا اگر یہ صادق دل کو مسلمان ہوجاتے۔ مسلمان ہوجانے پر بھی وہ اسی اقتدار کے بہبود کے پجاری تھے

شام اور فلسطین کی اہمیت

ابتدائے اسلام کی تاریخ ٹھیک طور سے سمجھ ہی میں نہیں آسکتی اگر شام اور فلسطین کی اہمیت سے واقفیت نہو ان ملکوں کی جغرافیائی اہمیت۔ مرکزیت۔ خوشگوار آب و ہوا۔ زرخیز زمین۔ پیداوار وغیرہ کی وجہ سے شام کی سیاسی اہمیت بہت ہی زیادہ تھی۔

رشک جنت روس

کوہ آتش فشانی مادہ سے بنی ہوئی زرخیز مٹی اور سرد معتدل خوشگوار بحیرہ روم کی آب و ہوا نے شام کو جنت بنا دیا ہو اس سرسبز و شاداب ملک میں پھلوں کی کثرت۔ غلہ کی فراوانی۔ ریشمی اور اونی کپڑے کی بناوٹ سے اسلئے ضروریات زندگی نہایت آسانی سے فراہم ہوجاتی ہیں۔ انہیں سہولتوں اور فراوانیوں نے شام کو عرب۔ تہامہ۔ حجاز۔ یمن حضر الموت کے مسلمانوں کا مرجع بنا دیا تھا۔ اور چونکہ شام کا شہر دمشق مختلف زبانوں کے سنگم اور چین و ایران ہندوستان۔ افریقہ۔ یورپ عراق کے تجارتی راستوں کے مرکز پر تھا اسلئے ساتویں صدی

عیسوی کا لندن یا نیویارک تھا یعنی دنیا کا سب سے بڑا مرکز تجارت اور آباد تھا جو عربوں کے جب نکلتے ہوئے زعفران کے کھیت۔ بنفشے کے تختے۔ پھولوں کے انبار۔ پھلوں کے ڈھیر۔ شراب کے انگوروں کی فراوانی۔ مناظر قدرت کے ساتھ شام کے وسیع دسترخوان پر اغذیائے لطیف کو چنا ہوا دیکھا تو رشوت کی کمی اس طرح سے کہ خدا و رسول کی اطاعت پر حاکم شام کی اطاعت کو مقدم رکھا۔ وہ سمجھے کہ زندگی ہی میں جنت مل گئی۔ اب ہم یہ آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ والی شام بڑا دولتمند اور با اثر ہو سکتا تھا۔ وہ آسانی سے بڑی سے بڑی رشوت دے سکتا تھا۔ بڑے بڑے وظیفے اپنے حاشیوں کے لئے مقرر کر سکتا تھا وہ لاکھوں اشرفیاں حدیثوں کے گڑھنے والوں کو دے سکتا تھا۔ اسکے وسیع دسترخوان پر ہر قسم کی اغذیائے لطیف چنی جا سکتی تھیں وہ بھوکے عربوں کو نہایت آسانی سے اپنے دسترخوان کی مکھیاں بنا سکتا تھا۔ انگور کی شراب کے دریا بہا سکتا تھا۔ وہ بڑی تعداد تنخواہ دار فوج ہر وقت تیار رکھ سکتا تھا اور ایک لاکھ فوج کا مالک دنیا میں ہلچل مچا سکتا تھا۔ اسی وجہ سے جسے شام کی گورنری مل جائے اسکے دن پھر جائیں اور آسانی سے بادشاہ بن جائے۔ جو شام کی گورنری سے معزول کر دیا جائے وہ خون تھوکنے لگے۔ وہ اسے پھر حاصل کرنے کے لئے دین و ایمان سب کو بیچ دے گا۔

باخبر بنی اُمیہ

اقتدار پسند اور دولت کے پجاری بنو امیہ شام کی دولت سے بے خبر نہ تھے وہ شام کی دولت، عظمت، شان اور زرخیزی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے آپ کو معلوم ہے کہ شام کے ایک عیسائی شہزادے نے آنحضرت کے ایلچی کو قتل کرا دیا تھا اس لئے خلیفہ اول نے اُسامہ کی کمان میں ایک تعزیری مہم شام کو روانہ کی۔ اسمیں مال غنیمت کے لالچ میں بہت سے بنو امیہ بھی شامل ہوئے اور جب واپس پلٹے تو مال اور دولت سے ایسے مالا مال تھے کہ خاندان کے دوسرے لوگوں کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اب وہ

...ے ہی زد میں ہو تو کا انتظار کرنے لگے

رومیوں سے جنگ

اسلامی حکومت شام پر حملہ کرنے کے لیے جب رومیوں کی فوجیں بلقاء میں جمع ہونے لگیں اور اسکی خبر خلیفہ ثانی کو ملی تو آپ نے فوراً رومیوں کی سرکوبی کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں آپ نے سپاہیوں کے لیے جو اپیل کی اسکا بڑی گرمجوشی سے بنی امیہ نے خیر مقدم کیا۔ بنو امیہ کے رضا کاروں کیساتھ ابو سفیان اپنے دو بیٹوں یزید اور معاویہ کو بھی لایا اور ان کو حضرت عمر کی خدمت میں پیش کر دیا۔

بنو امیہ کے رضا کارانہ خدمات

حضرت عمر نے از سر نو فوج مرتب کی۔ نئی فوج کو چار حصوں میں منقسم کیا ان چار ڈویژنوں کے علحدہ علحدہ جرنیل تھے فلسطین پر حملہ کرنیوالے ڈویژن کی کمان عمرو بن العاص نے سنبھالی۔ انکی تعریف مورخ جسٹس امیر علی ان الفاظ میں کرتے ہیں: "آپ مصر کی فتح اور حضرت علی کا ساتھ نہ دینے کے لیے مشہور ہیں"۔

دوسرا ڈویژن دمشق کے لیے تیار کیا گیا اس ڈویژن میں بنی امیہ ہزاروں کی تعداد میں شامل تھے کیوں؟ اس کیوں کا جواب شام کے متذکرہ بالا جغرافیائی حالات اور بنو امیہ کی اقتدار پسندی پر ملے۔ جسٹس امیر علی یہ جواب دیتے ہیں: "وہ یزید ابن سفیان کی کمان میں تھا۔ ابو سفیان اسلام کا دشمن تھا لیکن اب یزید ابن ابو سفیان اسلام کے علم تلے لڑ رہا تھا۔ یزید ابن ابو سفیان کے سپاہیوں میں مکیوں اور تہامہ کے عربوں کی تعداد زیادہ تھی۔ یزید ابن ابو سفیان کے ڈویژن میں مکہ کے ایک ایسے مشہور اشخاص شامل تھے جن میں سے بیشتر فتح مکہ سے پہلے آنحضرت صلعم کے ساتھ لڑ چکے تھے اب شام کے مال غنیمت سے متاثر ہو کر انھوں نے رضا کاروں کی حیثیت سے یزید ابن ابو سفیان کے ڈویژن میں (کسی اور ڈویژن میں کیوں نہیں؟) شمولیت اختیار کر لی تھی"۔

معاویہ بھی میدان میں کود گئے

ابو سفیان کے دوسرے بیٹے معاویہ کو خلیفہ ثانی نے ابو سفیان کی

کی وساطت سے ریزرو فوج کا کمانڈر بنا دیا۔ معاویہ نے ریزرو فوج کی کمان قبول کر لی
تھی تاکہ اگر عربوں کو شکست ہو تو ریزرو فوج کا پٹنا آسان ہوگا اور جان کا بھی خطرہ نہ ہوگا
اگر عربوں نے فتح پائی تو اسوقت فوج کے سپاہی تو تھکے ماندے ہوں گے تازہ دم ریزرو فوج
آسانی سے شام اور اسکی دولت پر قبضہ کر لے گی۔ فائدہ دونوں صورتوں میں ہو۔ معاویہ کی فوج
میں زیادہ تر وہی سپاہی تھے جن کے متعلق جنرل امیر علی لکھتے ہیں:۔ انھوں نے اسلام کے جھنڈے
میں اپنی ذاتی ترقی کو پا لیا تھا:۔ مختصر یہ کہ دولت اور منصب کے خوابوں کو شرمندہ تعبیر کرنے کے
لئے اب امویوں نے اسلام کے حق میں تلواریں اٹھائی تھیں۔

ابو سفیان کی سیاست کامیاب

رومیوں کا شہنشاہ ہرقل عربوں کی روک تھام کے لئے حمص پہنچا اور وہاں سے چار فوجیں عربوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیں رومیوں
اور عربوں کی فوجیں دریائے یرموک کے قریب جولان میں ڈیڑھ مہینے تک آمنے سامنے پڑی رہیں
آخر ۲۰ اگست سنہ ۶۳۴ء کو رومی فوج اپنے خیموں سے نکلی۔ شدید جنگ اور خونریزی کے بعد
اسے شکست ہوئی۔ معاویہ کو اسکی خبر ملی فوراً اپنی ریزرو فوج لے کر آگے بڑھا۔ ایک ایک
کر کے شام کے شہروں کو جیسے حمص۔ دمشق۔ حلب اور فلسطین وغیرہ پر قبضہ کیا۔ شام اور فلسطین
فتح ہوگئے یا یوں کہئے کہ بنی امیہ برسر اقتدار آگئے ابوسفیان دشمن اسلام کے فرزند یزید اور معاویہ
نے شام اور فلسطین کو اپنے زیرنگیں کر لیا اسوقت اقتدار پسند امیہ کی پانچوں گھی میں تھی۔ کیونکہ
دو ہی پوتے اس اقتدار کے مالک ہوگئے جو خود اسے خواب میں بھی نظر نہیں آتا تھا۔ ابوسفیان
مسلمان ہونے کی حکمت عملی کامیاب ہوگئی اور وہ اقتدار جو حالت کفر اور حمایت کفر میں نا ممکن
اور بعید ہوگیا تھا اب اوپری دل سے کلمہ پڑھنے کی برکت سے قریب آگیا۔

خلیفہ ثانی نے اپنے سر کی بلا ٹالی

اقتدار پسند پردادا امیہ کا پوتا معاویہ اپنے دادا
سے بھی زیادہ اقتدار پسند تھا۔ پردادا تو اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکے لیکن پرپوتا اب

کامیاب ہوا اور وہ خلیفہ ہو گیا اور خاندانِ اُمیہ میں خلافت کو مقید کر دیا۔ معاویہ کی دلی تمناؤں سے خلیفہ ثانی واقف تھے۔ یہ اُن کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکا کرتا تھا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ خلافت حاصل کرنے کے لئے سازشیں اور تدبیریں کیا کرتا تھا۔ معاویہ کی اقتدار پسندی کی وجہ سے حضرت عمر ان کو عرب کا کسریٰ کہتے تھے۔ جہاندیدہ تجربہ کار خلیفہ ثانی معاویہ کی چالبازیوں اور سازشوں سے بچتے بچتے تنگ آ گئے تھے چنانچہ اس سے بچنے کے لئے خلیفہ ثانی نے ابوسفیان کی خوشامد سے معاویہ کو شام کی مہم کے موقع پر یزید وفوج کا کمانڈر مقرر کیا اور جب شام فتح ہو گیا تو ابوسفیان کی سعی وسفارش نے معاویہ کو گورنر مقرر کر دیا اب معاویہ کو اپنی خلافت کا کامل یقین ہو گیا کیونکہ اب ساری وہ قوتیں اسکے ہاتھ میں آ گئیں جن کے ذریعہ مسند رسول کا وارث اور خلیفۃ المسلمین بن جانا نہایت آسان ہو گیا۔ شام کا گورنر بنتے ہی معاویہ نے شام کی بے پایاں دولت اور زرخیزی کام میں لاکر دمشق کا اقتدار اسدرجہ بڑھا دیا کہ حقیقی معنوں میں دمشق مرکز اسلام بن گیا اور مدینہ محض نام کا دارالخلافہ رہ گیا پھر مصر کے اناج گھر کی قربت سے شام کی طاقت اور دوگنی ہو گئی۔

دمشق مرکز اسلام

شام کی کثرت پیداوار کی بدولت ہر طرح کی لطیف غذائیں تیار ہو سکتی تھیں انھیں وجوہ سے دمشق میں جاذبیت اول تو قدرت کی ان فیاضیوں کی وجہ سے تھی دوسرے معاویہ نے قدرت کی دی ہوئی نعمتوں کا ایک وسیع دسترخوان بچھا دیا جس پر صدہا انصار و اصحاب رسول کا مجمع لگ گیا اور چونکہ اب وہ معاویہ کا کھاتے تھے اس لئے اسی کا گاتے بھی تھے۔

مدینہ چونکہ ایک ریگستانی علاقہ میں ہے اس لئے وہاں ہر چیز کی کمی ہے معمولی ضروریات زندگی کا فراہم ہونا مشکل و دشوار ہو جاتا ہے پانی کی قلت اور بارش کی کمی ہے اس لئے صرف جوار اور جو کی معمولی کاشت ہوتی ہے اور تر مقامات پر کھجور کے درخت اُگ آتے

بھی۔ اس بھوکے عربوں کو کھانے کے لئے مدینہ میں رہ کر جو۔ جوار۔ کھجور۔ بھیڑ اور اونٹ کا
گوشت اور دودھ سے زیادہ کچھ اور نہیں نصیب ہو سکتا۔ اسلئے اسلام حقیقی کے پر خلوص
پیرو اسلئے تو مدینہ میں جو کی روٹیوں پر بسر کرتے رہے باقی اصحاب رسول کا مجمع مدینہ سے
چھٹ کر معاویہ کے دسترخوان کی مکھیاں بن گیا اور امیر معاویہ کے چشم و ابرو پر ناچنے لگا
معاویہ کے دربار میں رسوخیت حاصل کرنے کے لئے بعض اصحاب رسول تو یہاں تک پست
ہو گئے کہ انھوں نے فضائل معاویہ میں حدیثیں گڑھنا شروع کر دیں۔ جو ان سے بھی زیادہ
زیرک، ابن الوقت اور موقع شناس تھے وہ تاڑ گئے کہ بنو امیہ کی ہر فرد اپنی تعریف اور
مدح سرائی سے اتنا خوش نہیں ہوتی جتنا بنی ہاشم کی مذمت سے۔ اس لئے معاویہ کو
خوش کرنے کے لئے ان لوگوں نے حضرت علی کے خلاف حدیثیں گڑھنا شروع کر دیں
اس طرح معاویہ نے حدیثوں کے گڑھنے والوں کا ایمان برباد کیا اور ان سب نے ملکر
عام مسلمانوں کو گمراہ کیا۔

میجر اسبارن لکھتا ہے کہ یہ گڑھی ہوئی حدیثیں ایسی مہلک اور بدنام کنندہ تھیں کہ اگر
ان میں صرف ایک ہی حدیث کسی بڑی سی بڑی شہرت والے کے خلاف نشر کر دیجاتی تو وہ
قیامت تک بدنام رہتا۔ معاویہ اس اصول کا عامل تھا کہ غلط بیانی اسقدر بے حجابی کی جائے
کہ پھر کوئی اسکی تردید نہ کر سکے

حضرت عمر کا نام نہاد مسلمانوں کو اشتباہ

مختصر یہ کہ ذاتی مفاد کے لحاظ سے خلیفہ ثانی کی یہ حکمت عملی ٹھیک
اور درست تھی کہ معاویہ کو مدینہ سے ہٹا کر شام کا گورنر بنا دیا
لیکن اسلامی تاریخ کا یہ ایک ایسا اہم واقعہ ہے جس سے تاریخ اسلام کا رخ پلٹ گیا اور
جس کے مہلک اور دیرپا اثرات سے اسلام کو نقصان عظیم ہونچا اور اب بھی پہونچ رہا ہے
آنحضرت نے عربی قبائل کے باہمی تنازعات اور مناقشات کو دبا کر ان کو ایک متحدہ

اور منتشر قوم کے شیرازہ میں منسلک کرنا چاہا تھا اور اپنے زمانہ ہی میں مختلف قبائل کے عین جنوں کا بہترین توازن بھی قائم کردیا تھا جو معاویہ کے والی شام بنا دیئے جانے سے ختم ہو کر رہ گیا۔ مدینہ کی اہمیت اور مرکزیت گھٹی۔ مسلمانوں سے سادگی چھوٹی وہ عیش و آرام کے پرستار بنے۔ جب قرآن کی تعلیم طاق نسیاں پر رکھی جارہی تھی تو اسی وقت حضرت عمر کا قتل ہوگیا۔ دم واپسیں لوگوں کے استفسار پر حضرت عمر نے چند آدمیوں کی فہرست دیکر فرمایا کہ ان میں سے کسی ایک کو خلیفہ بنا لینا۔ اس فہرست میں حضرت علی کا نام سب سے پہلے نمبر پر تھا خلیفہ ثانی نے حاضرین سے کہا کہ "اگر تم نے حضرت علی کو خلیفہ مقرر کرلیا تو قسم بخدا وہ تم کو مسلمان بنائے بغیر نہ چھوڑیں گے۔"

ایک دن کسی شخص نے سر سید احمد صاحب مرحوم سے پوچھا کہ آپ کس شخص کو آنحضرت کی خلافت کے لئے موزوں سمجھتے ہیں؟ سر سید احمد نے جواب دیا کہ اگر میں زمانہ رسول صلعم میں ہوتا تو بعد وفات آنحضرت اپنی ہی خلافت کے لئے کوشش کرتا۔ اسی طرح خلیفہ ثانی جانتے تھے کہ صرف حضرت علی ہی مسلمانوں کی ہدایت کرسکتے ہیں اور اسی علم و یقین کی بنا پر وہ ہمیشہ حضرت علی سے مشکلات کے موقع پر رائے اور مشورہ لیا کرتے تھے اور فخریہ کہتے تھے کہ "اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا" حضرت عمر حضرت علی کو یقیناً اپنے سے بہتر و افضل تسلیم کرتے تھے اور اس کا بھی اقرار کرتے تھے مسلمانوں کی ہدایت کے لئے صرف ایک اکیلی ذات حضرت علی ہی کی ہے باوجود اس علم و یقین کے حضرت عمر مسند خلافت پر اس نا قابو پانے والے جذبہ کے تحت بیٹھ گئے جس کا اظہار سر سید مرحوم نے اپنے لئے کیا ہے۔

حضرت عمر نے جن لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ حضرت علی تم کو مسلمان بنا کر ہی چھوڑیں گے کیا اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ لوگ کچے مسلمان تھے۔ ان پر یہ

گئی تھی۔ اور ان کو پکا مسلمان بنانے کی خدمت انجام دینے سے خود حضرت عمر معذور
رہے۔ آنحضرت دنیا کو مسلمان بنانے آئے تھے اس لئے اصولی طور سے آنحضرت کا خلیفہ بھی
اسی کو ہونا چاہئے جو آپ کے بعد دنیا کو مسلمان بنا کر چھوڑے۔ خیر حضرت علیؑ تو زمانے کی
پر آشوبی کی وجہ سے خدمت اسلام اپنے عہد خلافت ظاہری میں بہت کچھ نہ کر سکے
مگر آپ کے فرزند حضرت امام حسینؑ نے اس خدمت کو پوری طور سے انجام دیا اور اپنے نانا
کے دین کو مستحکم کر دیا اور رسالت کے اس سے زیادہ تمام بے جتنی آنحضرت کو اپنے پیارے
نواسہ امام حسینؑ سے توقعات تھیں۔ بے شک ارض کربلا پر پورے ایمان نے پورے نفاق
سے مقابلہ کیا۔ اور اس پر پوری اور مکمل فتح پائی۔

حضرت عثمان خلیفہ کیسے بنے؟ حضرت عمر کی وصیت کو سنتے ہی ان لوگوں کو بنی امیہ
نے خلافت عثمان کے لئے ہموار کرنا شروع کر دیا جن کو حضرت عمر نے انتخاب خلیفہ کے لئے مقرر کیا ۱
تھا سب سے پہلے حضرت علیؑ کے سامنے یہ شرط پیش کی کہ آپ کو تعلیم قرآن، حدیث رسولؐ اور خلافت
شیخین پر عمل کرنا ہوگا۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ "میں تعلیم قرآن اور حدیث رسولؐ پر عمل
کروں گا لیکن سیرت شیخین پر عمل نہ کروں گا۔" اس کے لئے آپ نے ایک ایسی ٹھوس اور منطقی دلیل
پیش کی جس کی دوسری مثال منطق کی دنیا میں نہیں ملتی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اگر
سیرت شیخین مطابق تعلیم قرآن اور احادیث رسولؐ ہے تو یہ شرط ہی بیکار ہے۔ اور اگر
سیرت شیخین مطابق تعلیم قرآن اور احادیث رسولؐ نہیں ہے تو یہ میرے لئے قابل عمل نہیں ہے"
اس منطقی دلیل کو انگریزی میں ڈلیما (Dilemma) کہتے ہیں اس قسم کی دلیل میں
ہمیشہ مغالطہ ہوا کرتا ہے کیونکہ جن دو شقوں کا تذکرہ خبر کی حیثیت سے کبریٰ اور صغریٰ
میں کیا جاتا ہے وہ ایک دوسرے کی تضاد نہیں ہوتیں۔ یعنی ایک تیسری شق کے پیدا ہونے کا
امکان ہوتا ہے۔ لیکن باب مدینۃ العلم نے یہاں پر دو شقیں ایسی متضاد رکھیں کہ تیسری شق پیدا

ہونے کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ اس لئے حضرت علیؑ کی یہ دلیل منطقی اصول کی کسوٹی پر بھی بالکل صحیح اور درست ہے کیونکہ شقوق کا حصر صرف اثبات اور نفی کے مابین واقع ہو یعنی ہاں اور نہیں تو سوائے کوئی ایک چیز ایک وقت درست ہو سکتی ہے نہ دونوں درست ہو سکتی ہیں اور نہ کوئی تیسری ہو سکتی ہے۔

ابوسفیان کا یہ اعتراض کہ اسلام کو حضرت محمدؐ نے بنی ہاشم کے اقتدار کے لئے ایجاد کیا ہے اس کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ اگر بنی ہاشم کی طبیعتوں میں اقتدار پسندی ہوتی تو حضرت علیؑ تیسری مرتبہ ملتی ہوئی خلافت ظاہری کو یہ کہہ کر نہ ٹھکرا دیتے کہ میں سیرت شیخین پر عمل نہ کروں گا۔ کچھ ناشہ کی زبان وقتی طور سے ہلانا تھا اسوقت یہ کہہ دیتے کہ ہاں میں سیرت شیخین پر بھی عمل کروں گا اور اسکے بعد صرف انھیں باتوں پر عمل کرتے جو مطابق تعلیم قرآن اور احادیث رسولؐ ہوتیں باقی کو نظر انداز کرتے وقتی طور پر منظور کر لینے میں کیا قباحت تھی۔ خلافت مل جانے کے بعد کرتے وہی جو من میں آتا۔ یہ تو حضرت علیؑ صرف اسوقت کر سکتے تھے جب ان کو منصب و اقتدار کی طمع ہوتی۔ بقول حضرت عمر حضرت علیؑ تو لوگوں کو مسلمان بناتے۔ یہی ان کی خلافت کا کام ہوتا اسلئے حضرت علیؑ اس بات کا اقرار کر کے کہ میں سیرت شیخین پر عمل کروں گا دنیا کو اس دھوکہ میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے کہ سیرت شیخین قرآن اور احادیث کے بعد مسلمانوں کے لئے قابل عمل چیز ہے خود حضرت عمر تو حضرت علیؑ سے مشکلات کے موقعہ پر مشورہ لیں اور اب بعد وفات حضرت عمر حضرت علیؑ سے الٹی بات یہ کہی جاتی ہے کہ آپ کو سیرت شیخین پر عمل کرنا ہوگا۔ اگر عمر زندہ ہوتے تو وہ خود اس شرط کو لغو اور مہمل کہہ دیتے۔

اگر سیرت شیخین قابل عمل ہوتی تو دور خلافت اول اور دوم میں ملکی فتوحات کی مہموں میں حضرت علیؑ کی ذوالفقار کبھی تو نیام سے نکلتی۔ حضرت علیؑ ملک گیری کے

نقصانات اور مضر اثرات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے اور وہ یہ جانتے تھے کہ اسلا دنیا میں امن کا پیغام لیکر آیا ہے۔ ملک گیری اس کا مشن نہیں ہے۔ دنیا سے فسا کو دور کرنا اسلام کا اولین مقصد ہے۔ تسخیر ممالک کے لئے جنگ و جدال کرنا قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے۔

جسٹس امیر علی لکھتے ہیں:۔ ——— جب جلولا اور مدائن سے مال غنیمت مدینہ پہو تو اسے دیکھ دیکھ کر خلیفہ (عمر) رو رہے تھے۔ جب رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے کہ اس مال غنیمت میں اپنی قوم کی آئندہ تباہی دیکھ رہے تھے۔ آپ کا خیال در تھا کیونکہ عربوں کی فتوحات نے آخر کار انھیں کفایت شعاری، سادگی اور ایثار کی خصوصیت سے محروم کر دیا۔ یہی وہ خصوصیات تھیں جو ان کی فتوحات کا سبب بنی ہو تھیں۔" حضرت عمر نے مال غنیمت کو دیکھ دیکھ کر رونے سے یہ ثابت کر دیا کہ ا ملکی فتوحات کی پالیسی قوم کی آئندہ تباہی کا باعث ہوگی۔ پھر حضرت علیؑ اس پالیسی پر کیسے عمل پیرا ہوتے جس کے مہلک اثرات کا قائل خود اس کا موجد یعنی حضرت عمر ہو چکے تھے۔ حضرت عمر کا اپنی ملک گیری کی پالیسی پر گریہ کرنا اور اسے مسلمانوں کی تباہی کا سبب سمجھنا بالکل حق بجانب تھا۔ ہم حضرت عمر کے رونے کو بہ استحسان دیکھتے ہیں۔ مال غنیمت میں مسلمانوں کی تباہی کا دیکھنا حضرت عمر کی عاقبت بینی تھی۔ اس مال غنیمت کے چارہ نے تو امویوں کو دین اسلام قبول کرنے پر آمادہ کر دیا انھوں نے اسلام کے اندر اقتدار کو پا لیا۔ حضرت عمر جس بات پر روئے اسکی روک تھام نہ کر سکے اس لئے اسلام کی تباہی کا آغاز ہو گیا۔ آنحضر کی محنت برباد ہونے لگی۔ قبائلی جھگڑے پھر شروع ہو گئے۔ سیرت شیخین کی شرط صرف اس غرض سے لگائی گئی تھی کہ حضرت علی اس کو ماننے سے انکار کریں گے

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت علیؓ نے انکار کیا۔ عثمان نے منظور کیا۔ خلافت بنی امیّہ میں آ گئی۔

بنی امیّہ کی نئی فکریں

بنی امیہ ابھی تک تو اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے اور سازشوں سے فرصت نہ ملتی تھی اب ان کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ عثمان کی خلافت کامیاب ہو۔ معاویہ کی گورنری شام میں برقرار رہے۔ برسر اقتدار آجانے کے بعد اب بنی امیہ نے ان سب لوگوں کی ٹانگیں نیچے کی جانب کھینچنا شروع کر دیں جن کو وہ کسی طرح سے بھی اپنا مخالف یا خطرناک متصور کرتے تھے

ابو سفیان کی مبارکباد

عثمان کی خلافت کی خبر سن کے ابو سفیان دوڑا ہوا آیا اور عثمان کی خدمت میں اپنی دلی مبارکباد پیش کر کے یہ نصیحت کی "تیم اور عدی کے بعد خلافت تجھ کو ملی ہے اس کو گیند کی طرح گردش دے اور بنی امیہ کو اس کی میخیں بنا اور یہ صرف ملک ہے۔ میں جنت دنار نہیں جانتا یہ صرف خیالی باتیں ہیں" اسکے بعد بنو امیّہ کو جمع کر کے کہا "اس وقت عثمان کا راج ہے جسقدر مال کھا سکتے ہو کھالو۔ پھر ایسا موقع شاید نہ آئے"۔

بنی امیہ کی میخیں

بڈھے گرگ باراں دیدہ ابو سفیان کی نصیحت پر عثمان نے پوری قوت اور سختی سے عمل کیا۔ عثمان کا سکریٹری مروان تھا جسے آنحضرتؐ نے عہد شکنی کرنے پر ایک مرتبہ مکہ سے خارج کر دیا تھا۔ عثمان ضعیفی کی وجہ سے کچھ کام نہیں کر سکتے تھے اس لئے خلافت کا پورا کرتا دھرتا مروان ہی تھا۔

جسٹس امیر علی لکھتے ہیں "کہ حضرت عثمان نے حضرت عمر کے مقرر کردہ بہت سے عہدہ داروں کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے خاندان کے ناتجربہ کار لوگوں کو مقرر کر دیا۔ ان نئے عہدہ داروں نے مسلمانوں پر ناروا سختیاں کرنا شروع کر دیں

نتیجہ یہ ہوا کہ بنی امیہ کی ان نئی اور نا تجربہ کار نسلوں کے مظالم سے تنگ آکر مختلف مقامات سے خلیفہ کے پاس شکایتیں لیکر وفد آگئے۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ یہ نئی بنی امیہ کی نسلیں اپنے عہدوں پر سے ہٹائی جائیں اور ان کے مقام پر وہی پرانے تجربہ کار عمال مقرر کئے جائیں جن کو حضرت عمر نے مقرر کیا تھا۔ مطالبہ جائز تھا اس لیے سمجھا دلاسا دیکر واپس کیا۔ راہ میں انھوں نے مروان کا ایک خط پکڑ لیا جس پر خلیفہ کی بھی مہر لگی ہوئی تھی اور جس میں صوبائی گورنر عمال کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنے اپنے علاقوں کے وفد کے ارکان کو قتل کردیں۔ مکاری اور دغا کا یہ خط دیکھتے ہی وہ آگ بگولہ ہوگئے۔ فوراً مدینہ واپس آئے عثمان سے مطالبہ کیا کہ وہ مروان کو ارکان وفد کے حوالہ کردیں۔

قتل عثمان

بھلا عثمان کے لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ اپنی خلافت کی سہاگے بڑی پیچ یعنی مروان جس پر ان کی خلافت کا پورا انحصار تھا ارکان وفد کے حوالہ کردیں اس پر ارکان وفد نے عثمان کا گھر گھیر لیا۔ اس مصیبت کی گھڑی میں بنی امیہ کی نسلیں اپنے خاندان کے خلیفہ جس کی بدولت اونچے عہدوں پر فائز ہوگئے تھے اور جس نے ان کے لئے بیت المال سے بڑے بڑے وظیفے مقرر کردیئے تھے چھوڑ کر شام کی طرف چل پڑے۔ عثمان تنہا رہ گئے۔ محاصرین نے پانی کھانا بھی خلیفہ پر بند کردیا جب اس کی خبر حضرت علیؑ کو لگی تو آپ نے بنی امیہ کے خلیفہ عثمان کے لئے حسنؑ اور حسینؑ کے ہاتھ مشکوں میں پانی اور کھانا بھجوایا۔ یہ ہے بنی ہاشم کا کردار۔ میری رائے یہ کہ بنی ہاشم کے اعمال حسنہ۔ بلند اخلاق۔ ایثار اور عفو کی استراری صفتوں نے بنی امیہ کو بنی ہاشم کی ایذا رسانی پر جسور کردیا تھا۔ بنی امیہ کو تجربہ اور مشاہدے سے یقین کامل ہوگیا تھا کہ ہم جتنی بھی بنی ہاشم پر زیادتیاں کریں گے ان کو وہ عفو کردیں گے۔ ان کے انتقام کا خیال بھی بنو ہاشم کے دل میں کبھی نہ آئے گا۔

خلیفہ عادل کی ضرورت عثمان کی اعزاء نوازی سے تنگ آکر مسلمان ایسا عادل خلیفہ چاہتے تھے جو بیت المال سے اپنے سگے بھائی کو بھی ان کے حصّے سے زیادہ نہ دے اور اگر زیادہ طلب کرے تو اپنا حصہ دیدے اس سے بھی زیادہ مانگے تو گرم دہکتا ہوا سرخ لوہا دکھا کر عذاب جہنم کو یاد دلائے ان صفات کی حامل صرف ایک ہستی انقلاب پسندوں کو حضرت علیؑ نظر آئے اس لئے ان کے در دولت پر مجموعی طور سے حاضر ہو کر آپ کو خلافت کا چارج لینے پر مجبور کیا اس طرح حضرت علیؑ خلیفہ مقرر ہو گئے۔

معاویہ کی معزولی انگریز مورخ حضرت علیؑ پر سیاست داں نہ ہونے کا الزام اس وجہ سے لگاتے ہیں کہ آپ نے معاویہ کو شام کی گورنری سے معزول کر دیا اس کا مفصل اور مسکت جواب میں اپنے ایک مستقل مضمون بعنوان "سیاست علیؑ" میں دے چکا ہوں یہاں پر مختصراً یہ تحریر کرتا ہے کہ معاویہ کی معزولی کا مطالبہ انقلاب پسندوں اور ارکان وفد نے کیا تھا اس لئے بموجب ان کے مطالبہ کے آپ کو معاویہ کو معزول کرنا ہی پڑا۔ اگر آپ معاویہ کو اسوقت معزول نہ کرتے تو آپ کو بعد میں اسے معزول کرنا پڑتا۔ کیونکہ یہ مالک اشتر وغیرہ کی طرح آپ کے احکام اور ہدایات کی پابندی نہ کرتا۔ وہ اصول اسلام پر عمل نہ کرتا۔ اور آخر میں وہ حضرت علیؑ کی اسلامی ہدایات سے تنگ آکر آپ سے بغاوت کر بیٹھتا۔ حضرت علیؑ کی سیاست دنیاوی نہ تھی بلکہ بقول حضرت عمر وہ مسلمانوں کو پکا۔ سچا۔ خالص مسلمان بنانے والی تھی۔ اس بنا پر بھی معاویہ کو معزول کرنا ہی بہتر تھا حضرت عمرؓ نے معاویہ کو شام کا گورنر بنا کر بہت بڑی سیاسی غلطی کی تھی اسوجہ سے اس کا جلد تر تدارک کرنا حضرت علیؑ پر فرض اولین تھا حضرت علیؑ اگر معاویہ کو وفد کے مطالبے کے خلاف گورنری پر بحال رکھتے تب بھی

معاویہ حضرت علیؑ سے بغاوت کرتا۔

کوفہ کا دارالخلافہ

زرخیزی۔ آبادی اور آب و ہوا کے لحاظ سے شام و دمشق کے بعد دوسرا ملک عراق اور اس کا شہر کوفہ تھا اس لئے حضرت علیؑ نے فوراً کوفہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا جس سے مولا علیؑ کے اعلیٰ تدبر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کوفہ اس وقت ایک گلزار شہر تھا۔ یہاں پر ہندوستان، خراسان، چین، ایران، آرمینیہ، ایشیائے کوچک، شام، فلسطین، حجاز، یمن، عرب وغیرہ کے کاروان کے راستے آن کر ملتے تھے۔ اس لئے یہ ایک بڑا تجارتی مرکز تھا۔ دجلہ اور فرات کا درمیانی خطہ ارض بڑا زرخیز تھا۔ اس لئے گیہوں، جو، جوار، کھجور اور پھلوں کی اچھی فصلیں تیار ہوتی تھیں۔ پیداوار کی کثرت تھی تو آبادی بھی زیادہ تھی۔ دمشق پر اگر معاویہ کا قبضہ نہ ہوتا تو غالباً حضرت علیؑ دمشق ہی کو اپنا دارالخلافہ بناتے لیکن اب جبکہ مجبوری کو وجود دوم درجہ پر مرکز خلافت کے لئے بہتر مقام تھا اسی کو دارالخلافہ بنایا۔ اس کی بدولت آپ جنگ جمل اور جنگ صفین کامیابی سے لڑ سکے۔

دمشق کی بنو امیہ آبادی نے ہمیشہ اپنے خاندان کے حاکم کی اطاعت کی اور حمایت کی لیکن کوفیوں نے تھالی کے بینگن کو بھی مات کر دیا۔ انہوں نے دینی متلون مزاجی، بیوفائی اور غداری میں خاص بدنامی حاصل کی۔

معاویہ کا غم و غصہ

سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکلے اور غصہ نہ آئے۔ شام کی گورنری سے معزولی کی اطلاع ملتے ہی معاویہ نے حضرت علیؑ سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ شام، مصر اور فلسطین میں گشت لگانے کے لئے ایسے مقرروں کو مقرر کیا جو عثمان کا خون آلود کرتہ اور ان کی زوجہ کے کٹے ہوئے ہاتھ دکھا کر لوگوں کو حضرت علیؑ سے بغاوت پر آمادہ کرنے لگے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر عثمان شام میں ہوتے تو ان کا قتل ناممکن

ہوتا اور اگر کسی صورت سے قتل بھی کر دیئے جاتے تو فوراً ہی معاویہ کی خلافت کا اعلان ہو جاتا؟ معاویہ کو اول بغض دلی کا دوسرے اس کا بھی غصہ تھا کہ خلافت بنو امیہ سے بنو ہاشم میں ہو چکی معاویہ تو یہ سوچتا تھا کہ عثمان کے بعد تو مجھے ہی خلیفہ ہونا چاہیئے تھا یہ علیؑ کیسے منتخب کر لئے گئے۔ عثمان کے خون سے آلودہ اتنے کرتے کہاں مل سکتے تھے جو ہر شہر میں بانسوں پر بلند کر کے مجمع کو دکھائے جاتے اس لئے بکری کے خون سے کام لیا گیا اور چند کرتے اس خون میں رنگ کر مختلف شہروں کو تقسیم کر دیئے گئے ان کو دکھا کر قتل عثمان پر گریہ کرایا جاتا تھا۔ آج غم حسین میں گریہ کرانا اور گریہ کرنا حرام کہا جاتا ہے۔

عمرو ابن العاص کا خط

معاویہ نے اپنے داہنے بازو عمرو ابن العاص کو جب حضرت علیؑ کے خلاف جنگ صفین میں اپنی مدد کے لئے بلایا تو اس نے معاویہ کو لکھا "اے معاویہ تمہارا خط آیا تم چاہتے ہو کہ میں اسلام سے خارج ہو کر تمہارے ساتھ گمراہ ہو جاؤں اور باطل کی مدد کروں اور امیر المومنین حضرت علیؑ کے مقابلہ پر تلوار کھینچوں حضرت علیؑ پر یہ الزام کہ انہوں نے لوگوں کو قتل عثمان کی ترغیب دی بالکل جھوٹ، مکاری اور گمراہی ہے"

جنگ صفین

معاویہ اپنی پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے دریائے فرات کے قریب صفین کے میدان میں حضرت علیؑ کے مقابلہ پر آ گیا۔ حضرت علیؑ کی فوج پر پانی بند کر دیا۔ مالک اشتر نے معاویہ کے پہرہ داروں کو مار بھگایا۔ گھاٹ پر قبضہ کیا لیکن معاویہ کی طرح حضرت علیؑ نے شامیوں پر پانی بند نہ کیا حضرت علیؑ نے معاویہ کو کہلا بھیجا کہ مسلمانوں کا قتل عام کرانے سے کیا فائدہ تو ہمارے مقابلہ کے لئے میدان میں نکل آ۔ اور فیصلہ ہو جائے۔ معاویہ ایک سیانا تھا۔ بھلا کہیں لومڑی شیر ببر کے مقابلہ میں آ سکتی ہے؟

معاویہ نے اس سے انکار کیا۔ جنگ چھڑی اور حضرت علیؑ کے حق میں فتح ہونے والی تھی کہ عمرو ابن العاص نے نیزوں پر قرآن کے اوراق لٹکا دیئے۔ حضرت علی کی فوج کے سپاہی اس مکاری کو سمجھانے سے بھی نہیں سمجھے۔ اسلئے حضرت علی کو جنگ موقوف کرنا پڑی۔ فیصلہ کرنے کو دو حکم مقرر کئے گئے۔ عمرو ابن العاص نے عیاری سے معاویہ کے حق میں فیصلہ صادر کردیا اسکے کچھ ہی عرصہ کے بعد حضرت علیؑ کے سر اقدس پر مسجد کوفہ میں حالت نماز میں عبدالرحمن ابن ملجم نے زہر آلود تلوار سے ضرب لگائی۔

حضرت علیؑ کا اپنے قاتل کیساتھ برتاؤ

جب ابن ملجم گرفتار کرکے لایا گیا تو پیاس کیوجہ سے اسکی آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے تھے حضرت علیؑ روزہ سے بھی تھے۔ زخمی بھی تھے۔ پیاس کی شدت بھی تھی لیکن پہلے اسے شربت پلایا۔ پھر اپنے فرزندوں سے اسکی جاں بخشی کی سفارش کی۔ اسکے بعد انتقال فرمایا۔

صلح حسنؑ

اہل کوفہ نے متفقہ طور سے حضرت امام حسنؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اس لئے معاویہ نے آپ پر حملہ کردیا اسکے حملہ کو روکنے کے لئے امام حسنؑ نے قیس کی کمان میں فوج روانہ کی اور خود مدائن پہونچے۔ وہاں معاویہ کے پانچویں کالم نے یہ افواہ اڑا دی کہ قیس مارے گئے۔ اور انکی فوج نے شکست کھائی۔ اس افواہ کے سنتے ہی اہل مدائن نے بغاوت کردی حضرت امام حسنؑ کے خیمے کے سامان کو لوٹا اور ان کو شہید کرنے کی فکر کرنے لگے۔ مختصر یہ کہ حضرت امام حسنؑ نے معاویہ کے پیش کردہ تجویزوں کو منظور کرنا ہی مناسب سمجھا۔ یعنی یہ کہ معاویہ کے بعد حضرت امام حسینؑ خلیفہ ہوں گے انصار اور دوستداران علیؑ کو کسی قسم کی ایذاء نہیں پہنچائی جائے گی۔ صلح کے بعد امیر معاویہ نے جعدہ کو یہ یقین دلایا کہ بعد وفات حسنؑ میں اپنے ولیعہد کے ساتھ تیری شادی کردوں گا۔ یزید کی رانی بننے کے لالچ میں جعدہ نے امیر معاویہ کے بھیجے ہوئے زہر سے آپ کا کام تمام کردیا۔ مگر معاویہ نے ایفائے وعدہ نہ کیا

خلافت معاویہ | انگریز مورخین کا سرتاج یعنی گبن لکھتا ہے۔
"دشمن اسلام ابوسفیان کا بیٹا اور اس ہندہ جگر خوارہ کا فرزند جس نے امیر حمزہ کا کلیجہ چبایا! اور ان کی انگلیوں کو کاٹ کر گلو بند بنایا اور اپنے گلے میں پہنا ایسے والدین کا فرزند مسند رسول کا وارث، امیرالمومنین اور خلیفۃ المسلمین بن بیٹھا۔

اپنی خلافت نیز اپنے بعد خلافت کے گیند کو اپنے ہی خاندان میں ہیرتے پھیرتے رکھنے کے لیے جیسا کہ اسکے باپ ابوسفیان نے عثمان کو خلافت ملتے وقت نصیحت کی تھی۔ معاویہ اور یزید نے حسب ذیل اقدام کیے۔

۱۔ مقدامان خلافت کا خاتمہ کرانا جیسے حضرت علیؑ کا قتل، حضرت حسنؑ کی زہر دغا سے شہادت، حضرت حسینؑ کو تین دن کا بھوکا پیاسا بیعت نہ کرنے پر ذبح کرنا۔

۲۔ دوستداران اہلبیت کو چن چن کر قتل کرنا۔ جیسے مسلم۔ ہانی۔ بہتر شہدائے کربلا مدینہ کے سترہ سو صحابی۔ مہاجرو انصار رسولؐ۔

۳۔ جن کے قتل سے ہنگامے کا اندیشہ تھا ان کو زہر دغا سے شہید کرادیا جیسے حضرت امام حسنؑ، مالک اشتر وغیرہ وغیرہ۔ اور بنی امیہ کے دو منصف مزاج خلیفہ۔ معاویہؒ دوم اور عمر ابن عبدالعزیز بھی زہر سے مارے گئے۔

۴۔ ملکی عہدے بنی امیہ کی ٹیموں کے علاوہ کسی دوسرے قبیلے کی فرد کو نہ ملنے پائیں جس کی ابتدا حضرت عثمان نے کی۔

۵۔ دوستداران اہلبیتؑ کی مالی حالت اسقدر کمزور کردی کہ فکر معاش کیلئے انکی زندگی وبال ہوگئی۔

۶۔ بنی امیہ کی مخالفت کا کسی پر ذرا سا بھی شبہ ہوتا تھا تو اس کا زہر سے خاتمہ کیا جاتا تھا قید و بند میں سڑا ڈالا جاتا تھا۔ یا زندہ دیوار میں چن دیا جاتا تھا۔

۷۔ اہلبیت کے مدح کرنے والوں کو عبرتناک سزائیں دیجاتی تھیں جیسے علیؑ کی مدح کے

جرم میں حضرت میثم تمار کے ہاتھ پیر کاٹے۔ پھر گدی سے زبان کھنچوائی اور آخر میں سولی دیدی۔

۸۔ اہلبیت کو اسقدر بدنام کیا کہ دنیا ان کو دشمنانِ اسلام سمجھنے لگی اور ان کے خلاف حدیثیں گڑھنے والوں کو گرانقدر وظیفے دئے اور بہتر ہزار منبروں پر حضرت علی پر چالیس سال "تبرّہ" کہلوایا۔

۹۔ صحابی، مہاجرین اور انصارِ رسول کو گرانقدر وظیفے دیکر بنی امیہ کا ہمنوا بنالیا اس طرح سینکڑوں صحابی رسول اور لاکھوں مسلمانوں کا ایمان خرید لیا گیا۔ یزید نے عبداللہ ابن جعفر کی نکتہ چینی پر جب تین لاکھ روپے کا عطیہ ان کو دیا تو کسی نے یزید سے کہا کہ تم ایک آدمی کو تین لاکھ روپے کیوں دے رہے ہو۔ تب یزید نے جواب دیا۔ تیرا برا ہو ارے یہ تو ایک معمولی رقم ہے میں نے تو مدینہ والوں کو اتنی رقم عام طور سے دی ہے۔

۱۰۔ معاویہ اور یزید کو آنحضرت کا قریب ترین وارث اور حقیقی جانشین خلیفہ مشہور کرایا گیا۔

۱۱۔ ایک لاکھ سپاہیوں کی تنخواہ دار فوج ہر وقت تیار رکھ کر دوسرے ملکوں کو فتح کر
اور عرب قبائل کو کچلنا۔ یہ تنخواہ دار سپاہی وہ گئے تھے جو نواسہ رسول کا خون ناحق
بہانے کے لئے کربلا بھیجے گئے تھے۔

ایک دن معاویہ نے رسول اللہ کے جلیل القدر صحابی عمار بن یاسر سے خطاب
کر کے کہا۔ " اے عمار شام میں ایک لاکھ جنگجو سپاہی ایسے ہیں جن کو حکومت
لڑکوں اور غلاموں کے وظیفہ دیتی ہے۔ یہ سب لوگ ایسے ہیں جو علی کو جانتے ہی نہ
اور نہ اس سے واقف ہیں کہ ان کو رسولؐ سے کیا قرابت ہے۔" اور اسی طرح
ایک دن طرماح سے کہا کہ حضرت علیؑ سے کہہ دینا کہ میرے پاس باجرہ کے دانوں
بھی زیادہ فوج ہے۔ طرماح نے جواباً کہا کہ حضرت علیؑ کے پاس ایک مالک اشتر ایک
مرغ ہے جو تیری ساری فوج کو اپنی نیزہ کی منقار سے چگ لیگا۔

سفاح کے دربار میں ایک مرتبہ شام کے دس امیر وفد لیکر آئے اور قسمیں کھا کر انھوں نے یہ بیان کیا کہ ہم کو یہ مطلق خبر نہیں کہ سوائے بنی امیہ کے رسول اللہ کا کا کوئی عزیز قریب اور اہلبیت اور بھی ہے جو حضرت کا وارث ہوتا ہو"

ایک مرتبہ ایک مقام پر شام کے چند اہل علم حضرت علیؑ کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا "تم علیؑ کے بارے میں کب تک تحقیقات جاری رکھو گے۔ سنو میں تم کو بتائے دیتا ہوں کیا علی فاطمہ کے باپ نہ تھے؟

جب اس سے پوچھا گیا کہ فاطمہ کون تھیں؟" تو جواب دیا کہ رسول کی بیوی" پھر پوچھا علیؑ کا اصلا کیا واقعہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ وہ غزوۂ حنین میں رسول کیساتھ قتل ہوئے:

ابوالحسن مدائنی کتاب الاحداث میں روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب میں شام میں تھا تو میں نے کسی کا نام علیؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ پر نہیں سنا۔ جس کو دیکھتا تھا۔ اس کا نام معاویہ۔ ولید۔ یزید کے نام پر پاتا تھا۔ ایک روز دوران سیاحت میں ایک شخص کے پاس گیا اور پانی طلب کیا اس نے اے علی اے حسن اے حسین کہہ کر پکارا۔ مجھے تعجب ہوا اور پوچھنے لگا کہ اہل شام تو یہ نام نہیں رکھتے۔ تم نے کیوں رکھے ہیں؟ جواب دیا۔ سچ کہتے ہو شامی اپنی اولاد کا نام خلفاء کے نام پر رکھتے ہیں لیکن اس میں ایک خرابی یہ ہوتی ہے کہ جب کسی لڑکے کو سب و شتم یا لعن و طعن کرنا پڑتا ہے تو خلفاء کے نام پر واقع ہوتا ہے اور یہ بے ادبی ہے اس لئے میں اپنی اولاد کو دشمنان خدا کے نام پر پکارتا ہوں کہ جب ان پر سب و شتم یا لعن و طعن کروں تو اس طرح دشمنان خدا پر لعن اور سب واقع ہو۔ یعنی اہل شام کو یہ باور کرادیا گیا تھا کہ معاذاللہ حضرت علیؑ حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ دشمنان خدا ہیں اسلئے ان پر سب و شتم جائز اور باعث

ثواب ہے اور اسی وجہ سے کوئی اپنی اولاد کے نام حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے ناموں پر نہیں رکھتا تھا۔ اور یہ سنت بنو امیہ اب تک قائم ہے۔ اس طرح معاویہ نے دنیا کو اہلبیت کا دشمن اور اموی (محمد لہو ولعو) یعنی بنی امیہ پرست بنا دیا تھا۔

امیر معاویہ کے قبضہ میں بحر اوقیانوس سے دریائے سندھ تک کی قلمرو سلطنت تھی اسلئے مراکش۔ الجیریا۔ ٹیونس۔ طرابلس۔ مصر۔ شام۔ فلسطین۔ حجاز۔ یمن۔ عرب عراق۔ ایران۔ خراسان۔ سندھ وغیرہ کے بہتر ہزار منبروں پر سے حضرت علیؑ پر تیرہ چالیس سال تک یعنی ۴۱ھ سے ۱۰۱ھ تک کیا گیا۔ ایک مرتبہ کسی نے ایک شامی امیر سے یہ دریافت کیا کہ منبر پر امام جماعت و خطیب جو ابوتراب کو لعن کرتا ہے وہ کون تھے؟ اس شامی امیر نے جواب دیا کہ میں سمجھتا ہوں کہ ایام فتن کے چوروں میں سے ایک چور تھا بہتر ہزار منبروں کے بہتر ہزار خطیب اور ان خطیبوں کے خطبے سننے والوں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو حضرت علیؑ کو کم از کم چوتھا خلیفہ ہی تسلیم کرتا ہو۔ کیونکہ اگر عہد معاویہ کے مسلمان حضرت علیؑ کو عام طور سے اپنا چوتھا خلیفہ مانتے ہوتے تو خطبہ میں سب وشتم کو کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ یہ مستند حدیث ہے کہ جس نے علیؑ کو برا کہا اس نے رسولؐ کو برا کہا۔ اور جس نے رسولؐ کو برا کہا اس نے خدا کو برا کہا۔ یہ ایسے مسلمان تھے جو حضرت علیؑ کو معاذاللہ دشمن خدا سمجھ کر ان پر سب وشتم جائز سمجھتے تھے دنیا کو اسلام اور بنی ہاشم کا مخالف اس حد تک بنا دیا گیا تھا کہ شامی معاویہ ہی کو آنحضرتؐ کا قریب ترین عزیز سمجھ کر حقدار خلافت سمجھتے تھے۔ اہلبیت کے فضائل مٹائے۔ نام مٹائے اور ان کو دشمنان خدا کہہ کے مطعون کیا جو لوگ حضرت علیؑ۔ حضرت حسنؑ۔ اور حضرت حسینؑ کی صحیح پوزیشن سے واقف تھے ان کے منہ پر سونے چاندی کے قفل ڈال دئے گئے تھے یا قید و بند میں رکھ کر زندگیاں ختم کر دیں۔ یا ان کا کام زہر و خنجر سے تمام کیا۔

ولیعہدی و بیعت یزید

مغیرہ بن شعبہ کوفہ کا گورنر تھا معاویہ نے اسے معزول کرکے اپنے پاس طلب کیا۔ اس نے تعمیل میں تاخیر کی دیر سے پہونچنے پر معاویہ نے بازپرس کی تو مغیرہ نے جواب دیا کہ کیا کروں میں ایک بہت بڑے کام کو انجام دے رہا تھا۔ معاویہ نے پوچھا وہ کونسا کام تھا؟ مغیرہ نے معاویہ کے دل کی دکھتی ہوئی رگ پکڑ کے کہا کہ تیرے بعد تیرے بیٹے یزید کے لئے بیعت کا انتظام۔ معاویہ نے پوچھا "تم نے یہ کام کرلیا ہے؟ مغیرہ نے جواب دیا کہ ہاں کرلیا ہے۔ معاویہ نے کہا کہ اپنے منصب پر واپس جاؤ اور اس کام کی تکمیل کرو۔

مغیرہ جب دربار سے واپس نکلا تو اس کے ساتھیوں نے پوچھا کہ کیا گذری؟ مغیرہ نے جواب دیا کہ میں نے معاویہ کے پیر ایسی گمراہی کے جال میں پھانس دئے ہیں کہ اب قیامت تک اس سے نکل نہیں سکتے۔ مغیرہ کا پھیلایا ہوا جال آج کی تاریخ تک تو ٹھیک نظر آرہا ہے۔ عراق اور خراسان کے گورنر زیاد نے بھی اپنے ملکوں میں یزید کی بیعت حاصل کرلی۔ اب معاویہ نے ۵۶ھ میں شام کے دربار میں یزید کی ولیعہدی کا اعلان کردیا۔ پھر مروان حاکم مدینہ کو خط لکھا کہ اہل مدینہ سے یزید کی خلافت کی بیعت لے۔

عبدالرحمن بن ابوبکر کا اعتراض

جس وقت مروان نے اہل مدینہ کے سامنے معاویہ کا فرمان سنا کر یہ کہا کہ معاویہ کا ارادہ ہے کہ وہ ابوبکر کی طرح اپنے بعد کے لئے یزید کو اپنا جانشین مقرر کردے۔ تو ابن ابو بکر نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ ابوبکر کی سنت نہیں ہے نہ ابوبکر نے اور نہ عمر نے اپنی اولاد کو ولیعہد بنایا تھا۔ یہ سنت تو قیصر و کسریٰ کی ضرور ہے

حج کا بہانہ

اہل مدینہ کی مخالفت کا علم ہوتے ہی حج کے نام سے

۵۱ھ میں معاویہ مدینہ پہونچا یزید کی ولیعہدی کا اعلان کیا عوام اور خواص سے
بیعت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ معاہدہ حسنؑ کی رو سے حضرت حسینؑ کو
ہی خلیفہ ہونا چاہئے تھا۔ اس لئے حسینؑ سے بیعت لینے کی بڑی فکر تھی اب اگر
امام حسینؑ خود ہی یزید کی بیعت کئے لیتے ہیں تو معاہدہ کی شرط ہی بیکار ہوئی جاتی
ہے امام حسینؑ کے ساتھ عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمن بن ابوبکر نے بھی شدید اختلاف
کیا۔ عبداللہ بن عمر درمیانی قسم کے جواب دیتے رہے۔ لیکن جب ایک لاکھ روپیہ
کی رشوت ملی تو کھلم کھلا یزید کی بیعت کر لی۔ یہ وہی بزرگ ہیں جنھوں نے حضرت علیؑ
کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ مع دنیا بڑی بری چیز ہے۔ دیکھئے بیت المال کا
روپیہ اس طرح ایمان کے خریدنے میں صرف کیا گیا۔

معاویہ نے حضرت امام حسینؑ۔ عبداللہ ابن زبیر اور عبدالرحمن بن ابوبکر کو لاکھ دولت
کی طمع دلائی۔ بہت ڈرایا دھمکایا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ آخر میں معاویہ نے ان تینوں
بزرگوں سے کہا کہ اگر اہل شام کو تمہارے بیعت سے انکار کا علم ہو گیا تو قتل کر دئیے جاؤ
گے اس بہانہ سے اس نے برسر منبر اعلان کر دیا کہ ان سب نے یزید کی بیعت کر لی ہے
معاویہ کا یہ جھوٹا اعلان عائشہ کو سخت ناگوار گذرا اور معاویہ کو انہوں نے سخت الفاظ
سنائے کہ جس کی پاداش میں معاویہ کے ہاتھوں ان کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس وقت صرف
بنی امیہ کے پجاری زندہ رہ سکتے تھے۔ یہ تھی بنی امیہ کی سیاست جس کا معاویہ کی
موت تک عروج ہوتا چلا گیا۔ لیکن وہ فرزند رسولؐ سے کسی قیمت یا حیلے یا دھمکی
سے بھی یزید کی خلافت کے لئے بیعت حاصل نہ کر سکا۔ یقیناً ہر شخص کے ایمان کی
ایک قیمت ہوتی ہے۔ جب اسے وہ قیمت مل جاتی ہے تو بک جاتا ہے اور ایمان کی
یہ خرید و فروخت اس وقت بھی جاری ہے فرزند رسولؐ کو ان کے زمانہ کی سب سے

بھی سلطنت اور حکومت خرید نہ سکی بلکہ آپ کو خریدنے کی کوشش میں خود اسکا دیوالہ نکل گیا۔ بس مومن کی پہچان یہ ہے کہ اسے قید و بند، قتل و غارت لاٹھی چارج اور گولیوں کی بارش مرعوب نہیں کر سکتی۔ وہ۔ دولت۔ عورت۔ امارت۔ ریاست ملازمت۔ منصب۔ اور عہدوں کی لالچ میں اپنے معتقدات بدل نہیں سکتا۔ وہ کسی قیمت پر بھی بدی سے مصالحت نہیں کرتا۔

یزید کا تعارف

یزید کے دادا جان یزید کا دادا ابو سفیان مشہور و معروف اسلام کا دشمن تھا۔ یہ اسلام کو آنحضرت کا ایک ڈھونگ سمجھتا تھا۔ اور اس نے نہایت ہی مجبوری کے عالم میں اسلام قبول کیا تھا۔ جس وقت اسلام کا لشکر بیرون مکہ خیمہ زن ہو گیا تو اہل مکہ نے آگ کی روشنی دیکھی اور ابو سفیان کو تجسس حال کے لئے مجبور کیا۔ ابو سفیان مکہ سے باہر نکلا ہی تھا کہ حضرت عباس بن عبد المطلب نے اسے پہچان لیا اور اسے پکڑ کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا۔ ابو سفیان نے احساس کیا کہ مسلمانوں کی طاقت اس قدر زیادہ بڑھ گئی ہے کہ اب اس کا مقابلہ کرنا دشوار ہے دوسرے اسوقت یہاں کچھ ایسے لوگ کھڑے ہیں جو مجھے بغیر قتل کئے نہ چھوڑیں گے ان مجبوریوں سے ابو سفیان نے اسلام قبول کر لیا۔ مرتا کیا نکرتا۔ کمزور انسان کو بے بسی میں سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔

یزید کی نانی جان یزید کی دادی جان ہندہ تھی جو ابو سفیان سے پہلے کئی شوہروں کی بی بی رہ چکی تھی اور کئی بار اس پر زنا کا الزام بھی لگ چکا تھا۔ میدان احد میں وہ لشکر کفار کے ساتھ ساتھ اپنے اٹھائے ہوئے پنڈلیاں کھولکر اور دف بجا کر اپنی سہیلیوں کے ساتھ قریش کے نوجوانوں کو جوش دلا رہی تھی کہ لشکر اسلام پر وہ حملہ کریں۔

ہے ہندہ جگر خوارہ اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے امیر حمزہ کا جگر کاٹ کر چبایا تھا اور انکی انگلیوں کو کاٹ کر گلے کا گلوبند بنا کے پہنا۔ فتح مکہ کے بعد اس نے آنحضرت سے معافی مانگی تو اسے جان کی امان دیدی گئی۔ یہ تھی بنی ہاشم کی کریم النفسی۔ عقل کے اندھے ہیں وہ لوگ جو یہ کہا اور لکھا کرتے ہیں کہ بنی ہاشم اور بنی امیہ میں خاندانی عداوت اور دشمنی تھی۔ اس سے زیادہ لغو، مہمل اور غلط کوئی دوسرا خیال ہو ہی نہیں سکتا۔ اسلئے کہ بنی ہاشم کی کسی فرد نے بھی کبھی بنی امیہ کے ساتھ دشمنی نہیں کی جبکہ بنی امیہ لگاتار مسلسل اور ان گنت طریقوں سے بنی ہاشم سے عداوت کرتے رہے۔ کہنا یہ چاہئے کہ بنی امیہ کی بنی ہاشم سے استمراری شقاوت تھی جسکی وجہ سے بنی ہاشم کو ہمیشہ مصائب برداشت کرنا پڑے۔ جانیں گئیں اور منصب چھنے کہ بنی ہاشم نے اُف نہ کی۔

یزید کے اخلاق و عادات

ہونا تھا کہ وہ عاشق مزاج یزید مختار سلطنت کا فرمانروا ہونے کی وجہ سے آپے سے باہر ہو گیا۔ داد عیش کھل کر دی۔ ملک کی شاید ہی کوئی حسین عورت ایسی ہوگی جو اسکے پھندے سے بچی ہو۔ پھوپھیاں، سوتیلی ماؤں کو بھی اس نے نہ چھوڑا۔ حد یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ سے عقد کرنیکی خواہش کی۔ کتوں سے لہو و لعب۔ شطرنج۔ گھوڑ دوڑ۔ مرغ بازی اسکے معمولی مشغلے تھے۔ لونڈوں اور لونڈیوں کے ہمراہ شراب نوشی کرتا تھا۔ بندروں کو علماء کا لباس پہنا کر گھوڑوں پر بازاروں میں پھراتا۔ توحید جنت اور دوزخ سے صاف انکار کرتا تھا۔ اسلام کو برا کہتا۔ مجاہدین اسلام کو برے الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ نماز وغیرہ سے اسے کوئی سروکار نہ تھا۔ اگر کبھی نماز پڑھی بھی تو نشہ کی حالت میں جتنی رکعتیں چاہیں پڑھ لیں۔ کوئی کوئی نشانی ایسی نہ تھی جو اس میں پائی نہ جاتی ہو۔ تاریخوں میں تو اسکی بدکرداری کی ایسی گندی باتیں لکھی ہوئی نظر آتی ہیں جن کو نقل کرتے شرم آتی ہے مے نوشی تو یہ اپنے باپ معاویہ سے بھی زیادہ آزادی سے کرتا تھا۔ غضب تو یہ ہے کہ یہ سب

...د کا ایمان جانشین رسول بنکر کرتا تھا مسلمانوں کا خلیفہ ایسے کردار کا تھا

یزید کی معبودیت

یزید دولت اور سطوت کے نشہ میں مخمور رہتا تھا۔ اسے اور اسکے باپ معاویہ کو خوش کرنے کے لئے گورنروں نے ہر صوبہ کے مسلمانوں پر بڑی سختیاں کیں۔ معاویہ نے مختلف صوبوں کے گورنروں کو خفیہ طور پر یہ احکام جاری کر دیئے تھے کہ وہ ہر طرح کی سختی برت کر یزید کی خلافت پر بیعت لیں اور جو لوگ برضا و رغبت یزید کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیں انھیں انعام و اکرام دیا جائے۔

یزید کے زمانہ میں ایک شخص شیخ عدی بن مسافر الاموی بڑا عالم اور صوفی منش تھا اس نے اپنی ایک کتاب میں یزید کے متعلق یہ لکھا ہے۔

"یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ امام ابن امام اور خلیفہ ابن خلیفہ تھے، اور انھوں نے جہاد فی سبیل اللہ کیا" مشہور محقق ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ عدویہ میں اسی شیخ کے عقائد تحریر کرتے ہیں کہ "یزید نبی تھا جو اسکی نبوت میں شک کرے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے جو اسے برگزیدہ نہ مانے وہ دوزخی ہے"

اس یزیدی فرقہ کے لوگ اب بھی قریب تیس ہزار شہر موصل کے متصل شیخان میں آباد ہیں جو یزید بن معاویہ کی پرستش کرتے ہیں ان کے سات معبود ہیں ان میں سے ایک یزید اور دوسرا شیطان ہے جسے وہ بہت طاقتور سمجھتے ہیں۔ اس کا نام ہر وقت جپتے ہیں۔ اسی کا نام لیکر ہر نیا کام شروع کرتے ہیں اور اسی شیطان کو مکرم و معظم اور تمام عبادتوں کا حق دار دیتے ہیں اس یزیدی فرقہ کی دو آسمانی کتابیں الجلوہ اور مصحف رش ہیں۔ ان کی بستیوں میں کوئی شخص "ش" سے مرکب کوئی لفظ یا عبارت نہیں بول سکتا۔ کیونکہ "ش" سے شروع ہونے والا لفظ شیطان معظم کی توہین ہے۔ ان دونوں کتابوں کا مصنف شیخ حسن ہے اس نے الجلوہ میں لکھا ہے۔ کہ خدا وند کریم نے دنیا کی سب قوموں سے افضل و اشرف فرقہ یزیدیہ

کر دیا ہے۔ اور کتاب مصحف میں لکھا ہے یہی اسلام یہود۔ نصاریٰ اور کفار عرب و عجم کی جماعت صرف فرقہ یزیدیہ ہی کرے گا۔ یہ اصطلاح ہم فرزند رسول سے جمعیت حاصل کرنے شروع کی گئی۔

واقعہ کربلا کا پس منظر

یہ مختصر تمہید کربلا کے سانحہ عظیم کا پس منظر پیش کرتی ہے آنحضرت کا تبلیغ کردہ اسلام کس حد تک مسخ ہو چکا تھا اور آگے بڑھ کر نہ معلوم کیا ہو جاتا۔ وہ لوگ جو اسلام کی نمائندگی کر رہے تھے ان کو اسلام سے کس درجہ مورو عداوت تھی۔ وہ کس غرض سے مسلمان ہوئے تھے وہ مسلمانوں کے بھیس میں آکر اسلام کو کس قسم کے کفر میں بدل دینا چاہتے تھے۔ دنیائے اسلام کی بیشتر آبادی حضرت علی کو دشمن اسلام سمجھ کر ان پر سب و شتم کرنے کی عادی ہو گئی تھی۔ عہد یزید میں دولت اسلامیہ دنیا کی سب سے بڑی سلطنت تھی لیکن اس تمام سلطنت میں کس قسم کے مذہب کی تبلیغ کی جا رہی تھی۔ یہ سب آپ کے پیش نظر ہو گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہی حالت قائم رہتی تو اس وقت نہ شیعہ ہوتے اور نہ سنی۔ اگر حضرت امام حسینؑ یزید کی بیعت کر لیتے تو امامت کی مہر تصدیق فرقہ یزیدیہ پر لگ جا اور وہی یزیدی مذہب یا اس سے کچھ ملتا جلتا اسلام نما کفر دنیا میں رائج جاتا۔ پس حسینؑ کے جینے میں اسلام کی موت تھی اور ان کی شہادت میں اسلام زندگی تھی اس کے علاوہ کوئی اور صورت ناممکن تھی۔

معصیت کا سیلاب

معصیت کے اس عظیم طوفان کو کسی صور روکنا ناممکن تھا اس لئے کہ مراکش۔ الجیریا۔ ٹیونس۔ طرابلس۔ شام۔ فلسطی حجاز۔ یمن۔ عرب۔ عراق۔ ایران۔ خراسان اور سندھ وغیرہ کے بیشتر مسلمانو کو خلیفۂ وقت گمراہ کر چکا تھا۔ وہ حضرت علی کو چوتھا خلیفہ بھی نہیں مانتے

کہ وہ حضرت علیؑ پر سب وشتم کرتے تھے اور خوشی سے سنتے بھی تھے لیکن وہ سنی بھی
نہ تھے۔ اور خلیفہ وقت معاویہ ہو یا یزید جو حضرت علیؑ پر سب وشتم بہتر ہزار منبروں پر
کراتے تھے وہ بھی سنی نہ تھے۔ اس لئے اگر حسینؑ مظلوم یزید کی بیعت کر لیتے تو یہ
ہوتا کہ بیٹے نے باپ پر تبرہ کو جائز قرار دیدیا نواسۂ رسولؐ نے حضرت علیؑ پر سب وشتم
کی تصدیق یزید کی خلافت پر بیعت منظور فرما کر دی۔ یزید تو اپنے آپ کو جانشین رسولؐ
حضرت محمدؐ گنتا تھا۔ اس لئے بیعت سے اسکی تصدیق ہو جاتی اور دنیا کی گمراہی
اسلام کی تباہی کے ذمہ دار خود فرزند رسولؐ ہو جاتے۔

آج تیرہ سو پندرہ ۱۳۱۵ برس کے بعد تاریخوں کی دھندلی روشنی میں ہم یزید کی
مسموم فضا کو ہم ناقص العقل۔ دیکھ کر اسکی گندگی اور بے دینی سے ہول کھاتے ہیں
اس سے کہیں زیادہ حقیقی صورت حال سے امام حسینؑ واقف تھے اس عظیم الشان اصلاح
کے لئے ایک ایسی ایمانی طاقت کی ضرورت تھی جو رسول مقبولؐ کی گمراہ امت کو اس زور
سے جھنجھوڑ دے کہ ان کے دلوں سے ایک آن میں کفر و منافقت کی سیاہی دور ہو جائے
اور اسلام حقیقی کو اپنانے کے لئے ایک اٹل عزم و ارادہ پیدا ہو جائے۔ اس انقلاب
کیلئے شہیدیت کا صرف واحد طریقہ تھا۔

انتہائی مظلومیت سے فرزند رسولؐ کی شہادت

اس کی خبر وحشت اثر کو سنکر ہر دل میں ایک زبردست دھچکا لگا۔ اور دنیا یہ جاننے
کے لئے بلبلا اٹھی۔ کون شہید ہوا؟ کیوں شہید ہوا؟ کیوں یزید کی بیعت سے
انکار کیا؟۔ کم سپاہ سے ٹڈی دل فوج کا مقابلہ کیوں کیا؟ حسینؑ اور انکے
ساتھیوں کو کیسے شہید کیا گیا؟ کن کن لوگوں نے شہید کیا؟ وہ کہاں ہیں؟

اور بعد عصر ہیں؟ ۔ یہ سوالات ہیں جن کو آج بھی ایک خالی الذہن ہندو، بودھ، جین
سکھ، عیسائی، یہودی، پارسی اور ایک ناواقف مسلمان بے چینی سے پوچھتا ہے۔ اور
ان کے جوابات کو نہایت ہی دلچسپی اور توجہ سے سنتا ہے

مقصد حسینؑ

حضرت حسینؑ ابن علیؑ دور یزید کے بڑھتے ہوئے معصیت اور
منافقت کے طوفان سے بخوبی واقف تھے۔ انکے پاس اس کا
علاج یعنی اس بیماری کا تریاق اپنی شہادت تھی اس لئے آپ اپنے ایک عظیم الشان
ڈرامینک قتل پر آمادہ تھے۔ آپ نے اس دلی ارادہ کو کسی سے بھی بیان نہیں کیا بلکہ
ایک دن نانا کے روضہ پر جا کر اپنے دل کے راز کو یوں بیان کیا۔ نانا جان! میں آپ کے
روضہ کو نہایت مجبوری سے چھوڑ رہا ہوں۔ مجبوری یہ ہے کہ اگر میں یزید پلید کی بیعت کرتا
ہوں تو آپ کا دین اسلام ہمیشہ کے لئے ختم ہوتا ہے اور اگر میں بیعت سے انکار کرتا ہوں تو قتل
کیا جاتا ہوں۔ مجھے آپکے روضہ سے جدا ہو کر آپ کے دین کی حفاظت کے لئے مرنا آسان
معلوم ہوتا ہے۔ دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر حضرت علیؑ نے کار رسالت میں مدد کرنے کا وعدہ
فرمایا تھا۔ اسے انھوں نے اپنی زندگی میں خود پورا کیا اور اب ان کے فرزند حسینؑ نے پورا
کرنے کا قصد کر لیا ہے۔

یثرب سے کربلا تک

حضرت حسین ابن علی موت کے خطرات سے بچتے ہوئے کربلا
پہونچے اور کربلا پہونچ کر آپنے بڑی سنگین، ہولناک اور ڈرامینک شہادت کے لئے
تدبیریں کیں۔ تاکہ بعد شہادت ایسی پُرامن انقلابی لہریں اٹھیں کہ جن کے اثر سے دنیا
کی منافقت دور ہو، اور اسلام پھر سے نکھرے۔

ولید نے جب بیعت کے لئے فرزند رسولؐ کو طلب کیا تو اپنی جان کی حفاظت
کے لئے اپنے عزیزوں کو ہمراہ لیتے گئے اور ہدایت کر دی کہ جب میری آواز بلند ہو تو

رکے گھر میں داخل ہوجانا۔ ولید سے یہ کہا کہ تنہائی کی بیعت سے کوئی فائدہ نہیں جلسۂ عام
مجھ سے بیعت لینا تاکہ ہزاروں آدمی گواہ ہو جائیں۔ مدینہ کو اس لئے جلد ترچھوڑا کہ
یہاں قتل کر دیا گیا تو ایک معمولی حادثہ ہو گا اور بہت سے مسلمان میری وجہ سے
ے بھی جائیں گے۔ مکہ پہونچ کر حج کو بھی اسی لئے ترک کیا کہ اگر یہاں مارا جاتا
ں تو حرم کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ اور مکہ میں میرے قتل پر کشت و خون ضرور ہو جائے گا
مکہ میں میری شہادت سے کوئی ایسا حادثہ عظیم نہیں پیدا ہوتا جس کو سنکر دنیا حیرت
ں ہو جائے۔ یمن بھی اسی وجہ سے نہیں گئے۔

کوفہ کا انتخاب

دنیا منع کرتی رہی مگر فرزند رسول نے کسی ایک کی نہیں سنی
کوفہ ہی کی طرف روانہ ہو گئے کیونکہ آپ کو اپنی شہادت کو عظیم تر بنانا اور کوفیوں کی بے وفائی
اصلاح کرنا تھی کوفہ کی نبض ٹٹولنے کے لئے آپ نے حضرت مسلم کو روانہ کیا۔ انکی شہادت کی
سنکر آپ کو اطمینان ہوا کہ ہوا شہادت کے لئے سازگار ہے۔ اسلئے کوفہ کی سمت ہی روانہ
ے۔ مدینہ سے روانہ ہونے کے بعد ہی سے ہر مقام پر اپنے ساتھیوں کو موت کا یقین دلا دلا کر
ان کو چھانٹتے چلے گئے تاکہ لشکر کی صورت نہ بننے پائے۔ فرزند رسول تو صرف اپنی موت سے
انقلاب ذہنی پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اسلئے جس قدر مجمع کم ہو گا اسی قدر دنیا کو حق و باطل کی جنگ
یقین ہو گا۔ اور گم کردہ راہوں کو صراط مستقیم نظر آنے لگے گی۔ منزل شراف پر حر کے پیاسے لشکر
کو پانی پلا کر بنی ہاشم کی روایتی فیاضی کا ثبوت دیا۔ حر نے جب لجام فرس پر ہاتھ ڈالا تو
حضرت عباس نے حر سے جنگ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر لڑنا مقصد حسین کے خلاف تھا
آپ تو موت کو ایک مخصوص وقت کے لئے ٹالنا چاہتے تھے اسلئے حضرت عباس سے یہ فرمایا
ہم ابتداء جنگ نہیں کرنا چاہتے اور شہادت کے لئے مناسب سرزمین کی تلاش میں
آگے بڑھے۔

ارضِ کربلا کا انتخاب | آپ اگر کوفہ تشریف لے جاتے تو آپ پر کوفہ پر چڑھائی کرنے کا الزام عائد کیا جاتا۔ اس لئے آپ نے کوفہ سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر کربلا کے ریگستان میں اپنے خیمے نصب کرالئے۔

اسکی خبر پاتے ہی یزید کے دل میں دھڑکن شروع ہو گئی اور کوفہ میں ابن زیاد کا دل بھی بانسوں اچھلنے لگا۔ ابن زیاد یہ سمجھا کر فرزند رسول کربلا میں رُک کر کوفہ پر حملہ کرنیکی تیاری کر رہے ہیں ادھر یزید کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر متلوّن مزاج کوفیوں نے فرزند رسولؐ کا ساتھ دیدیا تو پھر شام پر عنقریب حملہ ہو جائے گا۔ ان دونوں کو یہی خیال پیدا ہوا کہ حضرت امام حسینؑ مختلف مقامات سے فوجی کمک ضرور طلب کی ہوگی۔ اسلئے تمام راستوں کی ناکہ بندی کی گئی یزید کی سلطنت میں ہل چل مچ گئی۔ یزید نے جہاں جہاں سے ہو سکتا تھا فوجیں منگائیں اور کربلا روانہ کیں۔ اپنی ایک لاکھ تنخواہ دار سپاہیوں کی شامی فوج کو بھی حمص میں روانہ کیا۔ کوفہ میں ابن زیاد نے جبریہ بھرتی شروع کر دی اور جسقدر زیادہ سے زیادہ فوجیں مل سکیں ان کو کربلا روانہ کیا۔ یہ ارض کربلا کے انتخاب کا نتیجہ تھا کہ یزید کی سلطنت بھر میں یہ مشہور ہو گیا کہ یزید پر کسی خارجی نے خروج کیا ہے۔

فوجی تیاریوں کا مسلم خوابیدہ پر اثر | یزید کی سلطنت کے ہر شہر سے جب فوجیں مرتب ہو کر کربلا کو روانہ ہونے لگیں تو اس ہنگامہ کو دیکھ کر ہر صاحب نظر نے دریافت کیا کہ یہ کس سے لڑنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں؟ کسی واقفکار نے چپکے سے کان میں کہدیا کہ یہ سب کچھ فرزند رسول حضرت امام حسینؑ کو یزید کی بیعت پر مجبور کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ جب یزید نے چھ محرم تک ارض کربلا کو ٹڈی دل فوجوں سے کھچا کھچ بھر دیا تو امام مظلوم کے چہرے پر اطمینان کی کیفیت پیدا ہوئی۔ وہ جو چاہتے تھے وہی سامنے آگیا۔ موت

ے جان کی حفاظت کرتے ہوئے مدینہ سے کربلا تک آئے تھے اب ہی کو گلے لگانے
ے تیار ہو گئے۔ فوجیں چونکہ بہت سے شہروں سے اور بہت سے راستے کے شہروں سے
کر آئیں تھیں اس لئے ہر شہر کے باشندے کربلا کی جنگ کا بے چینی سے انتظار
رنے لگے۔

شامی اور کوفی فوجوں کا سنگم

فرات کے متصل ارض کربلا پر شامی اور کوفی
ں نے فرزند رسول کے مختصر قافلہ کا محاصرہ کیا۔ شامی سپاہی تو یزیدی کو رسول کا
ب ترین عزیز اور حضرت امام حسین کو دشمن اسلام سمجھتے تھے اس لئے وہ اپنے گلوں
قرآن آویزاں کئے نعرہ ہائے تکبیر سے دشت کربلا کو ہلاتے ہوئے دشمن اسلام سے جہاد
ت سے آئے تھے۔ لیکن کوفی سپاہی اکثر و بیشتر فرزند رسول کو جانتے اور پہچانتے بھی
یہ دونوں فوجیں جب ایک ساتھ خیمہ ڈال کر ارض کربلا پر مقیم ہوئیں تو ان کو یہ دیکھ کر حیرت
کہ فرزند رسول کے پاس نہ فوج ہے اور نہ کچھ سامان ہے یہ مقابلہ کیسے کر سکیں گے
کو گمان غالب تھا کہ فرزند رسول کی مدد کے لئے کہیں سے ایک قہار فوج آنے والی ہے
لئے ہر راستہ پر دور دور تک پہرہ بٹھا دیا گیا۔ ادھر یزید کو یہ دھڑکن ہو رہی تھی کہ اگر
رسول کے پاس کمک پہونچ گئی یا تلون مزاج کوفیوں نے شجاعان بنی ہاشم کا ساتھ
تو میری ساری تنخواہ دار شامی فوج جس کے بل پر میں خلافت کر رہا ہوں کٹ جائیگی
لئے وہ عمر سعد کو خط پہ خط لکھ رہا تھا کہ جلدی کر اگر حسین بیعت سے انکار کریں تو فوراً انکا
قتل کر روانہ کر۔ یزید اسوقت بڑا بدحواس تھا۔

وہ کوفی سپاہی جو فرزند رسول سے واقف تھے ان میں سے کچھ یہ سوچ رہے تھے کہ یزید
رسول کو قتل کرنے کی حماقت نہ کرے گا۔ یزید اور فرزند رسول میں صلح ہو جائے گی۔
یہ حیرت کر رہے تھے کہ یہ کون آدمی ہے جو موت سے نہیں ڈرتا۔ روز عاشور تک

یزیدی فوج کے سپاہیوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ جسے خارجی کہا جا رہا ہے کوئی اور نہیں
کربلا والے حسینؑ ہیں جنکے نانا کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ اب شامی فوج مذبذب میں اور فو
فوج پر کشمکش کے چکر میں پڑ گئی۔

فرزند رسول کی فتح کا آغاز

حضرت ہاشم سے مقابلہ میں ہار کر امیہ بیس سال تک
جلاوطنی کی حیثیت سے ملک شام میں رہ چکا تھا۔ اس لئے بنو امیہ اور شامیوں سے
پرانے تعلقات تھے۔ پھر دشمن اسلام ابو سفیان کے ساتھی کیشے سے خلیفہ ثانی نے معاو
کو اسی ملک شام کا گورنر بنا دیا تھا۔ شام کی بیحساب دولت اور کثیر آمدنی کو معاویہ نے
نہایت بے جگری سے شامیوں میں پروپیگنڈے پہ صرف کر دی تھی۔ جس طرح آج امریکہ
دنیا کو امریکن مائنڈڈ بنا رہا ہے اسی طرح معاویہ نے اپنی سلطنت کے باشندوں کو
بنا دیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شامی حضرت محمدؐ کا جانشین اور عزیز قریب معاویہ ہی کو
سمجھتے تھے ساتھ ہی اسکے معاویہ نے حضرت علیؑ پر تبرہ شروع کرا کے ان کی پوزیشن شامیوں
دلوں میں وہی کرا دی تھی جو دشمن اسلام ابو سفیان کی مسلمانوں میں تھی۔ شام کی دولت
ذریعہ معاویہ نے بڑی ہوشیاری سے ایک لاکھ تنخواہ دار سپاہیوں کی فوج تیار کر رکھی تھی
اس سے اس کو بڑی تقویت تھی یہ فوجی معاویہ کو آنحضرتؐ کا جانشین۔ خلیفہ اور امیر المومنین سمجھتے
تھے۔ لیکن جب انھیں شامیوں کی فوج ارض کربلا پر آئی اور ان کو حسینیوں اور مجاہدین
کے رجزوں اور امام مظلوم کے خطبوں سے پتہ چلا کہ حضرت امام حسینؑ آنحضرتؐ کے نواسے ا
خلیفہ برحق ہیں تو ان کے دل و دماغ میں حق کی تحقیق کا عمل شروع ہو گیا۔ پھر ان کا مستقیم
سلامتی ہو گئے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ آج تک شام میں وہ مستورات اہلبیت کی کافی
حضرت امام حسینؑ کی پہلی فتح تھی۔ یعنی شامیوں میں ایک ذہنی انقلاب پیدا ہو گیا۔ فرز
رسول جو دشمن اسلام سمجھے جاتے تھے اب فرزند رسول تسلیم کرنے لگے۔ اور امام حسینؑ

تعلق زیادہ حالات معلوم کرنے کی فکر ان کے دلوں میں پیدا ہوئی۔

اہل کوفہ جنھوں نے حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ کے ساتھ غداری کی تھی واقعہ کربلا میں بیوفائی کی وجہ سے ایسے بدنام و رسوا ہوئے کہ وہ اپنی غداری پر شرمندہ ہوئے اور اپنی غداری کا اور ازالہ کرنے کی غرض سے بعد شہادت مظلوم کربلا یزید سے بغاوت کو مذہبی فریضہ سمجھنے لگے کوفیوں کا، مذہبی انقلاب بھی حضرت امام حسینؓ کی ایک زبردست فتح تھی اور خاص یہی وجہ ہے کہ عراق میں دوستداران اہلبیت کی کثیر آبادی ہے۔ کوفیوں کی باہمی نااتفاقی کو بھی اسی انتقامی جذبے نے کافور کردیا حسینؓ کی مظلومیت نے ان کو ایک متحدہ قوم بنادیا۔

منافقین کا محاصرہ انگریزی میں ٹین اوور ([illegible])

حربی حکمت عملی کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ دشمن کی فوج بالکل بے بس ہوجائے۔ پہلی جنگ عظیم کے زمانہ میں جب ترک شکست پر شکست کھاتے ہوئے پیچھے ہٹ رہے تھے اور انگریزوں کی فوج فتح حاصل کرتی ہوئی شہر بغداد پہونچ گئی تو انور پاشاہ نے ایک حیرت انگیز ٹین اوور کے ذریعہ قسطنطنیہ سے تین گھنٹے کے اندر بغداد کو فوجی کمک پہونچادی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کربلا کے قریب انگریزوں کی ایک لاکھ فوج ترکوں کے محاصرہ میں آگئی۔ یہ محاصرہ پندرہ دن تک رہا جس سے پانی کی اسقدر قلت ہوئی کہ انگریزوں کی فوج نے گھوڑے بھون بھون کر کھائے اور گھوڑوں کی لید نچوڑ کر اپنی پیاس بجھائی۔ آخر میں پندرھویں روز انگریزی فوج نے ہتھیار ڈالدئے تھی بھوک پیاس میں لاکھوں سپاہیوں کی فوج ہتھیار ڈال دیتی ہے۔

حضرت امام حسینؓ نے بھی ارض کربلا میں ٹین اوور کے ذریعہ بہتر بھوکے اور پیاسے مجاہدین سے ایک لاکھ سے زیادہ منافقین کا محاصرہ کرلیا۔ یثرب سے کربلا تک کے سفر میں اگر آپ کسی مقام پر قتل کردئے جاتے تو وہ انقلاب وحیثیت نہ ہوسکتا جس کے آپ متمنی تھے

چنانچہ جب فرزند رسولؐ نے ارض کربلا پر اپنے خیمے نصب کئے تو کوفہ سے ابن زیاد
ان تمام منافقین کو کربلا روانہ کیا جو اس وقت کوفہ میں موجود تھے۔ شیعیان علی جس قدر رہی
بھی تھے ان کو ابن زیاد نے قتل کرا دیا یا قید کر لیا تاکہ ان میں سے کوئی آپ کی نصرت کے
کربلا نہ پہونچ سکے دمشق میں یزید کو جب یہ معلوم ہوا کہ کوفہ سے دور کربلا میں حضرت امام حس
نے قیام کیا ہے تو اسے یہ اندیشہ ہوا کہ بہت ممکن ہے کہ غدار منش کوفی مجھ سے بھی غداری کریں
حسینؑ کا ساتھ دیں اس لئے اس نے ان تمام امویوں اور شامیوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں
کربلا کو روانہ کیا۔ جن پر اسے پورا اعتماد اور بھروسہ تھا۔ اس طرح سے یزید کی حکومت میں جستقدر
منافق تھے وہ سب ارض کربلا پر حضرت حسینؑ کے مقابلہ پر آ گئے۔ بس اسی غرض سے فرزند
رسولؐ اپنی جان بچاتے ہوئے کربلا پہونچے تھے تاکہ شہادت ہو تو زیادہ سے زیادہ منافقین کے
سامنے ہو اور انکو حق و باطل کا فرق معلوم ہو اور حقیقی وارث رسولؐ کا علم ہو کر ذہنی انقلاب پیدا
اور تلقین کے لئے خالص اور پکے منافقین اسلام کا اسقدر کثیر مجمع کسی حکمت عملی سے فرزند رسولؐ
نہیں کر سکتے تھے اور نہ وہ آپ کے خطبوں کو سننے کے لئے تیار ہوتے

شب عاشور فوج یزید میں انتشار

حضرت امام حسینؑ ارض کربلا پر حمایت حق میں مرنے
آئے تھے اس لئے انکو کوئی انتشار نہ تھا۔ فوج یزید مارنے آئی تھی اس لئے مرنے کے خوف
سے ڈرتی تھی۔ پادری ایڈورڈ سل لکھتا ہے کہ "حسینؑ اور انکے گنتی کے رفقاء باوجود
اقلیت کے بہادر رہے اور فوج یزید باوجود اکثریت کے بزدل تھی" ۔ ملتی حسینی سپاہ بے
سے ڈرتی تھی اور یزیدی فوج مرنے سے ڈرتی تھی

ایک رات کی مہلت حسینی کم سپاہ نے کیوں مانگی؟ یہ سوال شامیوں اور کوفیوں کو
پریشان کر رہا تھا۔ دوسرے یہ کہ اتنی کم سپاہ اتنی بڑی ٹڈی دل فوج سے کیسے مقابلہ
کر سکتی ہے؟ پھر یزیدی فوج کے جاسوس برابر یہ اطلاعیں لے رہے تھے کہ حسینؑ کے خیموں

ہیں سب عبادت خدا میں مصروف ہیں۔ لڑنے کے لئے کوئی خاص تیاری نہیں کی جارہی ہے۔ فوج یزید ان سب حالات کو دیکھ کر یہ سوچنے پر مجبور تھی کہ اسی شب میں فرزند رسولؐ کی مدد کیلئے کہیں سے فوج آنے والی ہے اور بہت ممکن ہے کہ وہ شب خون مار دے۔ کوئی یہ خیال کر رہے تھے کہ چونکہ انھوں نے حضرت علیؑ کا جنگ صفین اور جنگ جمل میں ساتھ دیا تھا اور حضرت امام حسنؑ کو اپنا خلیفہ مانا تھا اسلئے ممکن ہے کہ حسینؑ کی شہادت کے بعد شامی فوج ہمارا قتل عام شروع کردے۔ شامی فوج یہ سوچ رہی تھی کہ چونکہ کوفیوں نے ہمیشہ اپنے سرداروں سے غداری کی ہے اسلئے کہیں یہ حسینؑ سے مل کر ہمارا پتھراؤ نہ کر دیں۔ یزید کو یہ انتشار تھا کہ اگر ایران، حجاز یمن اور عرب کی فوجیں کربلا پہنچ گئیں تو کوئی بھی ان سے مل جائیں گے اور پھر میری شامی تنخواہ دار فوج جس پر میری خلافت کا انحصار ہے زندہ لوٹ کر نہ آئے گی۔ اسلئے وہ خط پر خط بھیج رہا تھا کہ جلدی کی جائے اگر حسینؑ بیعت سے انکار کریں تو جلد تر ان کا سر قلم کر کے روانہ کیا جائے۔ شمر کو اس لئے روانہ کیا کہ اگر عمر ابن سعد میرے احکام کی پابندی میں ذرا سی بھی تساہلی کرے تو اسے سرداری کے عہدہ سے ہٹا کر تم کمانڈر بن جانا۔

ان بدحواسوں کو یہ نہیں معلوم تھا کہ فرزند رسولؐ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے یہ کہا کہ "یہ پردہ شب ہے۔ میں نے اپنی بیعت تمہاری گردنوں سے اٹھالی ہے تمہارا جدھر دل چاہے نکل جاؤ۔ یہ لوگ صرف میرے خون کے پیاسے ہیں۔ تمہیں جاتے دیکھ کر وہ تم سے نہ بولیں گے۔" پھر شمع بھی گل کر دی "تاکہ جانے والے کو شرم مانع نہ ہو۔ مقصد یہ تھا کہ میرے ساتھ بس وہی رہیں جو عزت کی موت کو ذلت کی زندگی سے بہتر سمجھتے ہیں۔"

فرزند رسولؐ مدینہ سے کربلا تک اپنے ساتھیوں کو کم کرتے رہے۔ جنگ کرنیوالا تو یہ نہیں کرتا۔ قمر بنی ہاشم حضرت عباسؑ سے بھی کہتے ہیں: "اگر شمر بلاتا ہے تو چلے کیوں نہیں جاتے": فرزند رسولؐ کو اپنے مقصد کی کامیابی کے لئے حضرت عباسؑ کی

شجاعت کی ضرورت نہ تھی۔ اگر حضرت عباسؑ منزل شراف پر حرؑ سے جنگ کر بیٹھتے
یا نہر فرات کے کنارے سے خیموں کے اٹھانے کے یزیدی حکم کے خلاف جنگ شروع کر دیتے
تو فرزند رسولؐ کو منافقین کی کثیر تعداد کے سامنے شہادت پانے کا موقع نہ ملتا۔ جنگ نے م
چھوڑا۔ مکہ چھوڑا اور حج ترک کر کے حاجیوں کے دلوں میں بے چینی پیدا کر دی۔ کربلا کے
میں آئے۔ فرزند رسولؐ کے سامنے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح تھی کہ مجھے یزید زندہ نہیں
چھوڑے گا۔ مرنا یقینی ہے۔ موت میں کوئی شک و شبہ نہیں اس لئے ایسی جگہ جام شہادت نوش
کرنا چاہئے جہاں منافقین کی کثرت ہو اور ان کو حق و باطل میں فرق معلوم کرنے کی فکر پید
ہو جائے۔ فوج یزید کے وہ سپاہی جو فرزند رسولؐ کی معرفت رکھتے تھے ان کے
یہ بات نہیں اترتی تھی کہ یزید قتل حسینؑ کی حماقت کر بیٹھے گا وہ شہادت حسینؑ کو امر محال
سمجھتے تھے ان کو یہ یقین تھا کہ کسی منزل پر صلح ضرور ہو جائے گی۔

حسینؑ ابن علیؑ نے صلح کیوں نہ کی.....؟

فتح مکہ کے بعد آنحضرتؐ سے کفار قریش نے اپنے شرائ
پر صلح کی جو کفار کے لئے مفید تھیں صرف ایک شرط
تھی کہ کفار قریش مسلمانوں کی ایذا رسانی نہ کریں اور ان کی جان و مال کا نقصان نہ کریں یعنی
ے رہیں۔ خود جس حالت میں دل چاہے زندہ رہیں اور مسلمانوں کو اپنے دین اسلام پر زندہ
دیں۔ مجھے رسول نہ مانیں نہ سہی۔ رسولؐ کے نقطے اگر ان کو چڑھ ہے تو میں خود اس نقط
اپنے ہاتھ سے صلح نامہ سے کاٹے دیتا ہوں ان کی مخالفت سے میری رسالت جو منجانب اللہ
کسی طرح ختم نہیں ہوتی۔ اسلام دین الٰہی ہے اس لئے ایک نہ ایک دن ان کو اس دین
پابند ہونا ہی ہوگا۔

حضرت امام حسنؑ نے بھی بالکل اسی طرح کی صلح معاویہ سے کی تھی کہ سچے مسلمانوں ا
دوستداران اہلبیت کی ایذا رسانی نہ کی جائے ان کو اپنے مذہب پر جینے دیا جائے

خلافت وامامت کو اگر منافقین تسلیم نہیں کرتے تو وہ کریں اس سے میری امامت کا منصب
جو منجانب اللہ ہے مجھ سے نہیں چھینا جا سکتا۔ ظاہری خلافت جو بادشاہت بن گئی ہے
اسکی مجھے پرواہ نہیں میرا کام تو دین حق کی تعلیم دینا ہے جس کو نجات حاصل کرنا ہے
اسے وہ حاصل کریں اور جو گمراہی میں پڑے رہنا چاہتے ہیں ان کو اپنے فعل کا اختیار
ہو۔ اسلام دین الٰہی ہے اسلئے اسکی حقیقت کا پتہ منافقین کو ایک نہ ایک دن چل ہی جائیگا
اسلام امن کا مذہب ہے۔ اسلئے امام حسنؑ اسے بادشاہ بن کر تلوار سے پھیلانا نہیں چاہتے تھے
کیونکہ خود بانی اسلام نے یہ نہیں کیا

حسینؑ ابن علیؑ بھی انھیں شرائط پر صلح کرنے کو تیار تھے آپ نے تو یہاں تک
کہدیا کہ مجھے ہندوستان یا یزیدی سلطنت سے باہر یا جنگلوں میں نکل جانے دیا جائے
مگر یہ شرط بھی منظور نہیں کیگئی۔ معاویہ اور یزید تو اسلام کو مسخ کر چکے تھے وہ کسی مسلمان کو
سچے اسلام کا پابند دیکھنا ہی نہیں چاہتے تھے۔ وہ حسینؑ ابن علیؑ سے غیر مشروط
بیعت لے کر اپنی بدکرداری پر مہر تصدیق ثبت کرانا چاہتے تھے۔ تاکہ
اگر سچے مسلمان کہیں بھی تھوڑے بہت باقی بچے ہوں تو فرزند رسولؐ کی بیعت کے بعد
گمراہ ہو جائیں۔ حسینؑ ابن علیؑ دیکھ چکے تھے کہ معاویہ نے بجائے عمل کرنے کے صلح حسنؑ
کی شرطوں کی کس طرح پر زور مخالفت کی معاویہ کو حضرت علیؑ پر سب و شتم کرانیکے بعد
یہ کامل یقین ہو گیا تھا کہ فرزند رسولؐ سے بیعت حاصل کرنے کے بعد دین اسلام کا
ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے گا۔ فرزند رسولؐ اس انجام کو معاویہ سے زیادہ خود سمجھے
ہوئے تھے یزید کو دین اسلام مٹانے کی فکر تھی فرزند رسولؐ کو نانا کے دین کو حیات
جاوداں دینے کی فکر تھی۔ دونوں فکروں میں تضاد تھا اس لئے صلح کی کوئی بھی گنجائش
نہ تھی۔ تصادم لازمی تھا اور حسینؑ بے لشکر اور سپاہ اس تصادم کیلئے بالکل تیار تھے

اور بجا طور پر مجبور اسے تھے کہ صرف میری شہادت سے اسلام زندہ رہے گا جس قدر مسلمان اگر معاویہ اور یزید کی رشوت، پروپگنڈے، قید، زہر اور غیرت محفوظ رہے ہیں وہ اور پکے ہو جائیں گے اور جو عدم واقفیت اور لا علمی کی وجہ سے منافق بنا دیئے گئے ہیں ان کو صراط مستقیم کا پتہ چل جاوے گا میری شہادت ہی قیامت تک تبلیغ کا کام کرے گی میری موت سے اسلام کی حیات ہوگی اور مجھے تو مرنا ہی ہے اس لئے اگر چند سال پہلے مرجاؤں گا تو خدا کا دین ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جائے گا

بیشک ایسا ہی ہوا حسینؑ کی شہادت کے بعد پھر کسی خود ساختہ خلیفہ کی کسی امام سے بیعت حاصل کرنے کی جرأت و ہمت نہ پڑی۔ یزید نے جناب سید سجادؑ سے بیعت طلب نہ کی۔ حضرت علیؑ پر سب و شتم کو خود معاویہ کے پر پوتے عمر ابن عبد العزیز نے ۱۰۱ھ میں حکماً بند کرا دیا۔ دوستداران اہلبیتؑ کی تعداد بڑھتی گئی حسینؑ ابن علیؑ کے مصائب و شہادت نے دلوں میں ظالموں سے نفرت کے جذبات اُجاگر کر دیئے اسی وجہ سے منافقین اسلام کے عالموں نے ذکر حسینؑ کو حرام قرار دینے کے فتوے دیئے تاکہ دشمنان اسلام سے مسلمانوں کو نفرت نہ ہو اور آج بھی رونے سے روکا جا رہا ہے۔ معاویہ نے اہلبیتؑ سے نفرت پیدا کرائی تھی وہ شہادت حسینؑ کی وجہ سے ناکام ہوا۔ کبھی کوئی شیعہ علیؑ کسی قیمت پر گمراہ نہیں ہوتا۔ برخلاف اسکے گمراہ لوگ راہ راست پر آتے چلے جا رہے ہیں۔ غیر مسلم تو کے دلوں میں جو واقعات شہادت سے واقف ہوتے چلے جا رہے ہیں دوستداران حسینؑ ابن علیؑ بنتے جا رہے ہیں۔ یہ سب صلح سے ناممکن اور محال تھا۔ بہتر کی قربانی سے اسلام کا مشن پُرامن طریقہ سے چل کھڑا ہوا۔ جتنی دنیا بیدار ہوتی جائیگی حسینؑ کو اپناتی جائے گی۔ بشرطیکہ محبان حسینؑ خود بھی چاہیں

آج سے تیس سال قبل دین مسیح تعداد کے لحاظ سے دنیا میں دوسرے نمبر پر تھا

لیکن انجیل شریف کے ہر زبان میں ترجموں نے اور ان ترجموں کی اشاعت کی برکت سے

اب اول نمبر پر ہے۔ مسلمانوں کے ہاں حضرت عیسیٰ سے بلند تر شہادت حضرت حسینؑ ابن علیؑ

کی ہے اور یہ زیادہ اپیلنگ اور موثر بھی ہے لیکن بدقسمتی سے مسلمان اس شہادت عظمیٰ کو

دنیا کی ہدایت کے لئے پیش نہیں کرتے۔ تذکرہ حسینؑ مظلوم پر حضرات شیعہ عیسائیوں سے کچھ کم نہیں

صرف کرتے لیکن ان کا ذکر حسینؑ صرف انھیں کے گھروں کی چار دیواری ہی کے اندر محدود ہے

اسکی آواز گھر سے باہر نہیں نکلتی۔ ہندوستان میں سب سے زیادہ ذکر حسینؑ ہمارے اس صوبہ

یو۔پی میں ہوتا ہے لیکن باوجود کثرت مجالس اور اخباروں اور رسالوں کے جو کتابیں جنرل تاریخ

کی ہائی اسکول کے طلباء کو پڑھائی جاتی ہیں ان میں محرم کے متعلق یہ لکھا ہے کہ محرم حسنؑ اور حسینؑ

کی شہادت کی یادگار میں منایا جاتا ہے۔ مسلمان لوگ حسنؑ اور حسینؑ کا ماتم کرتے ہوئے تعزیئے

نکالتے ہیں: ۱۹۵۲ء کے ہائی اسکول کے جنرل تاریخ کے پرچہ میں ایک سوال یہ تھا کہ محرم

کے متعلق جو کچھ جانتے ہو وہ تحریر کرو۔ طلبا نے وہی لکھا جو کتابوں میں پڑھا تھا۔ خود میں نے

شیعہ کالج کے لڑکوں سے بھی ایک مرتبہ یہ سوال پوچھا تھا۔ مگر کسی ایک نے بھی ٹھیک

جواب نہیں دیا۔ یعنی باوجود کثرت مجالس کے خود ہمارے صوبہ کے باشندوں کو ابتک یہ نہیں

معلوم کہ حضرت حسنؑ زہر دغا سے ۲۸ صفر کو شہید کئے گئے۔ حضرت امام حسینؑ تین دن کے بھوکے اور

پیاسے کند خنجر سے یزید ملعون کی بیعت سے انکار کرنے سے ۱۰ محرم کو ذبح کر ڈالے گئے

اکثر غیر مسلم احباب انگریزی یا ہندی میں حالات مظلوم کربلا اور واقعات کربلا پڑھنے

کی خواہش ظاہر کرتے ہیں۔ اگر آپ کی طرح کوئی دوسرا مظلوم کربلا کا دوستدار بننا چاہے

تو کیا آپ کا یہ فرض نہیں ہے کہ آپ اسکی تمنا کو پورا کریں اور یہ تمنا صرف اس طرح پوری

کی جا سکتی ہے کہ پہلے ایک نہایت ہی مختصر مگر جامع کتاب بس متی یا یوحنا کی انجیل کے

برابر حالات کربلا پر اردو میں تیار کی جائے پھر اس کا ترجمہ کم از کم ہندوستان میں

بولی جانے والی ۱۳۳ زبانوں میں کیا جائے اور ان کو چھپوا کر نہایت معمولی قیمت پر انجیل کی طرح دوسری قوموں کے ہاتھ فروخت کیا جائے۔

شہادت حسین ابن علی امویوں کے محض گمراہ کن پروپیگنڈے کی وجہ سے واقع ہوئی۔ اگر حضرت علی حضرت سنی... اور حضرت عقیل کو دشمن اسلام نہ بتایا جاتا اور اُسے دلوں پر راسخ کرانے کے لئے ستر ہزار منبروں پر سے حضرت علی پر تبرہ نہ کہلایا جاتا۔ یعنی دنیا کو اگر حضرت علی کی صحیح پوزیشن معلوم ہوتی تو یزید کو فرزند رسُول سے بیعت حاصل کرنے کی جرات و ہمت ہی نہ پڑتی۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اہلبیت سے نفرت پیدا کرانے کا یہ پروپگنڈا اب ختم ہو گیا ہے یا نہیں! ایسا نہیں ہے اب تو دوستداران اہلبیت کو بھی ملعون و بدنام کیا جارہا ہے جس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

کہا جاتا ہے کہ جب کوئی پیاسا ان سے پانی مانگتا ہے تو یہ اس میں تھوک کر اُسے پانی دیتے ہیں۔ مرنے کے بعد اپنے مرے ہوئے عزیزوں کا پیٹ لوہے کے گرزسے صاف کرتے ہیں۔ تعزیوں دلدل اور علم کے پٹکوں کے اندر تبرہ لکھ کر لگاتے ہیں۔ ریشمی کپڑہ یا فرنچ لیدر چڑھا کر اپنی ماں، بہن اور بیٹی کے ساتھ ہمبستری کرنا ان کے یہاں جائز ہے نو ربیع الاول کو یہ ایک سُنی لڑکے کو پکڑ لاتے ہیں اور چھُریاں لیکر گھیرے میں کھڑے ہوتے ہیں اور ہر طرف سے اس غریب بے گناہ لڑکے پر چھُریاں مارتے ہیں یہاں تک کہ وہ زخموں سے چور ہو کر گرتا ہے اور مرجاتا ہے تو اپنی چھریوں سے اسکی بوٹیاں کاٹ کر اپنے اوپر سے ردِّ بلا کے لئے صدقہ کرتے ہیں۔ اور چیل کووں کو کھلاتے ہیں۔ عید غدیر کے دن یہ ہر گناہ سے آزاد ہوتے ہیں۔ شراب پیتے ہیں۔ گھر کی عورتیں اور مرد سب ننگے ہو کر ناچتے ہیں اور جب زیادہ مست ہوجاتے ہیں تو جس مرد کو جو عورت ملتی ہے اس سے اپنی خواہش نفسانی کو پورا کرتے ہیں۔ اس دن بہن۔ بیٹی۔ ماں تک مباح ہوتی ہے۔ میری بات کا

یقین نہ ہو تو آپ خود کسی ہندو سے پوچھئے۔ مذکورۃ الصدر باتوں میں سے ایک نہ ایک تو آپ کو اس سے معلوم ہی ہو جائے گی۔ عید غدیر کے دن کی بدفعلیاں تو عام طور سے ہندوؤں میں مشہور ہیں۔

کیا آپ کا فرض یہ نہیں ہے کہ آپ غیر مسلمین کو بتائیے کہ حضور ذوالحجہ کو حج سے واپس ہوتے وقت آنحضرت صلعم کے جنگل میں غدیر یعنی ایک تالاب کے کنارے قیام کیا اور مسلمانوں کو جمع کر کے خدا کا یہ حکم سنایا کہ "جس کا میں مولا ہوں اسکے علی بھی مولا ہیں"۔ اس سے آنحضرت کا مطلب یہ تھا کہ میرے بعد میرے خلیفہ میرے جانشین اور مسلمانوں کے دینی رہبر بھی علی ہونگے جنھوں نے دعوت ذو العشیرہ کے موقع پر مجھ سے کار رسالت میں مدد دینے کا وعدہ کیا تھا جسے انھوں نے پورا کیا اور میں نے چونکہ اس موقع پر اعلان کیا تھا کہ جو کار رسالت میں میری مدد کرے گا وہی میرا نائب میرا وزیر اور خلیفہ ہوگا۔ اس لئے میں اب اس وعدہ کو پورا کرتا ہوں۔ بس اس واقعہ کی یادگار میں دوستداران اہلبیت عید مناتے ہیں اور اس اہم پہ پردہ ڈالنے کے لئے یہ شاخسانہ کھڑا کیا گیا ہے کہ دوستداران اہلبیت کے لئے یہ بدکاری کا دن ہے۔

تھوک کر پانی پلانے کا شاخسانہ صرف اس غرض سے ہے کہ دوستداران اہلبیت سے نفرت ہو اور کوئی پیاسا اُن سے پانی بھیک نہ مانگے یعنی اُن سے کنارہ کشی ہے۔

نویں ربیع الاول کو کسی لڑکے کو مجروح کرنا تو بالکل ناممکن سی بات ہے جو قوم مظلوم کی ساتھی ہو اور ظالموں پر تبرا کرتی ہو وہ خود ایک بے قصور لڑکے پر کس طرح ایسے مظالم ڈھا سکتی ہے اور موجودہ زمانہ میں یہ ممکن بھی نہیں ہو سکتا۔

تعزیوں، علموں اور علم کے پنجے متبرک چیزیں ہیں اسلئے کوئی بھی دوستدار اہلبیت اُن پر ناکسوں کے نام لکھنا پسند نہیں کر سکتا۔

کرتے ہوئے مردوں کا پیٹ لوہے کی سلاخ داخل کر صاف کرنے کی روایت اسوقت سے مشہور ہوئی کہ جب اورنگ زیب نے سادات کو مردوں کو غسل دینے کا حکم دیا۔ اس زمانے کے بعد ہی اورنگ زیب کے استاد ملا جیون کا انتقال ہوا۔ اورنگ زیب خود انکے غسل کے موقع پر موجود تھا۔ اس وقت سادات گز لیکر آئے اور نگ زیب نے پوچھا کہ ان سلاخوں سے کیا کیا جائے گا۔ سادات نے عرض کیا جہاں پناہ ہم لوگ میت کو مکمل طور سے پاک اور صاف کرتے ہیں۔ یہ لمبی لوہے کی سلاخیں پاخانہ کے مقام سے اندر پہونچائیں گے اور ان کی مدد سے جسم کی ساری آلائش گھسیٹ لیں گے۔ جب سب آلائش نکل چکے گی تو پھر غسل دینگے۔ اورنگ زیب کو یہ سن کر غصہ آگیا۔ حکم دیا کہ جاؤ بھاگ جاؤ۔ اب آیندہ سے تم کسی کو غسل نہ دینا۔ تم تو مرے پر سو درے لگاتے ہو۔ اس تدبیر سے سادات نے اپنی غسل دینے سے جان بچائی۔ لیکن اب عام طور سے مشہور ہے کہ شیعہ اپنی میتوں کو اسی طرح غسل دیتے ہیں۔ لعنت حریر کی اجازت ہمارا مذہب نہیں دیتا، یہ دوسروں کا عیب ہے جو ہمارے سر تھوپا جا رہا ہے۔

نظریوں کا اختلاف

حضرت علیؑ سے سیرت شیخین کی شرط کو منظور کرانیوالے وہ لوگ تھے جن کو حضرت عمر نے متنبہ کیا تھا کہ اگر حضرت علیؑ کو خلیفہ بنا دیا تو وہ تم کو مسلمان بنا کر چھوڑیں گے۔ یہ غلط خیال ہے کہ حضرت علیؑ اور شرطیں پیش کرنے والوں کے درمیان صرف نظریوں کا اختلاف تھا بلکہ مطابق تنبیہ حضرت عمر وہی بنیادی اختلاف تھا جو دین اسلام اور غیر اسلام میں یا ایمان و منافقت میں ہے۔ یہ اختلاف بڑھتا ہی گیا۔ اسلام اور ایمان سے دنیا والے متنفر ہو گئے اور یہاں تک بڑھے کہ اسلام کو آنحضرت کا ڈھونگ۔ اور خلافت شیخین کو کامیاب سمجھنے لگے اور ادھر اہل ایمان گھٹتے ہی گئے۔ یہانتک کہ منافقت کو ایمان سے بیعت طلب کرنے کی ہمت و جرات پڑ گئی۔ پھر جس کے باپ نے خلافت ظاہری پر ٹھوکر ماری ہو اسکا بیٹا

فہ منافق کی بیعت کیسے کر سکتا تھا۔ صلح حسنؑ کی شرط کے مطابق اگر ادھر حضرت حسینؑ
علیؑ کو خلافت دنیاوی اس شرط پر دی جاتی کہ آپ کو خلفائے ثلاثہ یا امیر معاویہ کی پالیسی
مل کرنا ہوگا تو آپ بھی خلافت دنیاوی پر ٹھوکر مار دیتے۔ کیونکہ آنحضرت دنیا کو صراط مستقیم
کھانے آئے تھے سلطنت قائم کرکے اس پر حکمرانی کرنے نہیں آئے تھے اس لئے آنحضرت کے
فہ کو بھی بجائے سیاسی اقتدار حاصل کرنے اور ملک گیری کے دنیا کی ہدایت کرنا تھی خلافت
بادشاہت میں بڑا فرق ہے سُنی علماء بھی پہلے چار خلفاء کی خلافت کو راشدہ کہتے ہیں
معاویہ کی خلافت سے لے کر اب تک کے خلفاء کو امیر اور بادشاہ کہتے ہیں۔ پھر ایسے نابکار
ردار خلیفہ نما بادشاہ یزید کی حسینؑ ابن علیؑ بیعت کیسے کر سکتے تھے۔ جو اپنے آپ کو آنحضرت
عزیز قریب اور حقیقی جانشین کہتا تھا۔ یزید پلید کی بیعت سے انکار کرنا فرزند رسولؐ کی
نا عاقبت اندیشی کی سند تھی بلکہ اس انکار کے دو نتائج۔ اول اپنی شہادت دوسرے
لام کی حیات جاوداں کو اچھی طرح سمجھ چکے تھے اسلئے بیعت سے انکار ہی کرتے رہے۔ یہی نبی علامؑ
یاست تھی کہ ساری دنیا کے فائدے کے لئے اپنی جان اور اپنے خاندان تک کو قربان کر دینا
نا فرزند رسولؐ کا بین الاقوامی مفاد کا اعجازی جذبہ تاکہ اسلام زندہ رہے اور اسکی تعلیم سے
یا کی ہر اُس فرد کو فائدہ پہونچے جو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہے۔ بس حسینؑ ابن علیؑ نے
یا کے فائدے کے لئے اسلام کو زندہ کر دیا۔

مظلوم کربلا کی دوسری شاندار فتح

صبح عاشور ہوئی۔ ریگستان کربلا پر خون ناحق بہانے کے لئے
فوج یزید کے پرے لگے۔ عمر سعد نے اپنے کندھے پر سے
ان اوتاری اور تیر چلّہ کمان میں جوڑا۔ اسی کے ساتھ تیس ہزار کمانداروں نے تیس ہزار
ر چلّہ کمان میں جوڑے ادھر بلند آواز سے عمر سعد نے کہا کہ گواہ رہنا سب سے پہلے میرا
حسینؑ کو شہید کرنے کے لئے جاتا ہے۔ ادھر حضرت حُر نے عمر ابن سعد کی تیر و کمان پر اپنا

ہاتھ ڈال دیا اور کہا "کیا حسینؑ سے صلح ناممکن ہے"۔ عمر سعد نے کہا کہ کیا کروں تیرے امیر کا حکم یہی ہے۔ حضرت حرؑ نے فرمایا "میرے امیر تو آپ فرزند رسولؐ ہیں"۔ یہ فرما کر حضرت حرؑ اپنے فرزند کے مظلوم کربلا کے خیموں کی طرف بڑھے ایک لاکھ سے زیادہ سپاہی جنگی نظریں عمر ابن سعد پر جمی ہوئی تھیں ان کی آنکھوں نے دیکھا کہ سردار لشکر حرؑ جو حسینؑ کو گھیر کر کربلا لایا تھا وہ اب کیا کر رہا ہے۔ اس نے عمر سعد کے تیر و کمان پر ہاتھ کیوں ڈالا وہ یزید کا ساتھ چھوڑ کر مخالف کیوں ہو گیا؟ اس نے وہ انعامات کیوں چھوڑ دیئے؟ جو حسینؑ کو گھیرنے کے صلہ میں ملنے والے تھے۔ وہ حسینؑ کے پاس کیوں جا رہا ہے؟ وہ کیا موت سے نہیں ڈرتا؟ وہاں تو پینے کے لئے پانی بھی نہیں ہے

فوج یزید سناٹے کے عالم میں تھی۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ حرؑ مرنے کیلئے کیوں تیار ہو گیا کہ حضرت حرؑ اجازت جہاد لے کر فوراً میدان کارزار میں آئے اور ایڈورڈ سل لکھتا ہے کہ اس طرح فوج یزید کی مذمت کرنے لگے "افسوس ہے تم سب پر۔ تم نے فرزند رسولؐ کو بلایا اور جب وہ تمہارے بلانے سے آگئے تو تم ان کو دھوکا دے رہے ہو۔ ہیں نہیں بلکہ تم اپنے گھروں سے جوق جوق اس غرض سے باہر نکل آئے ہو کہ فرزند رسولؐ کا خون ناحق بہاؤ۔

ارے ظالمو! تم اپنی کثرت تعداد پر بہادر بنے ہوئے ہو تم نے ہر طرف سے فرزند رسولؐ کو گھیر کر بے بس کر دیا ہے۔ نہر فرات جس سے نصرانی۔ یہودی۔ مجوسی تک پانی پی رہے ہیں اور جنگل کے جانور سور اور کتے کھیل رہے ہیں تم نے یہ پانی بھی حسینؑ اور ان کے معصوم بچوں پر بند کر دیا ہے"۔

جنگ چونکہ شروع نہیں ہوئی تھی اور ساری فوج حضرت حرؑ کی یزید سے مخالفت کا سبب سوچنے میں مصروف تھی اس لئے یزید کی ساری فوج نے حضرت حرؑ کے یہ کلمات غور سے سنے اور سوچنے لگے کہ یزید نے فرزند رسولؐ سے جنگ کی ہے۔ نامعلوم حضرت حرؑ کی طرح یزید کی

فوج کے کتنے سپاہیوں کے دل یزید سے منحرف ہو گئے پھر بھی مگر فوج یزید کی کثرت اور موت کے ڈر نے ان کو سکوت میں ڈال دیا۔ چند سپاہی اس سے نکل کر حضرت حر کی طرح لشکر حسینؑ میں آ گئے۔ اور بہت سے سوچتے ہی رہ گئے کہ کیا کرنا چاہیئے۔

شب عاشور عمر ابن سعد نے حسینؑ ابن علیؑ سے بیعت | حسینؑ ابن علیؑ کے شرائط جنگ

حاصل کرنے کی آخری کوشش کی۔ آپ کی خدمت میں آیا۔ بہت اونچ نیچ سمجھائی مگر فرزند رسولؐ بیعت یزید پر کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ خاتمۂ کلام میں آپ نے عمر سعد سے کہا کہ اگر یزید مجھ سے کسی قسم کا خطرہ محسوس کرتا ہے تو مجھے تم اپنے حدود سلطنت سے نکل جانے دو۔ یہ تجویز آپ نے اپنی جان بچانے کی غرض سے نہیں کی تھی بلکہ حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمدؐ کی ہجرتیں کی حفاظت کی غرض سے کی تھی۔ جس طرح آنحضرت کفر کی زمین سے نکل کر مدینہ تشریف لائے۔ اور دین خدا کی حفاظت کی اور اسکی تبلیغ مناسب سرزمین پر یعنی مدینہ میں شروع کی۔ بالکل اسی جذبہ اور خیال کے مطابق محافظ دین الٰہی فرزند رسولؐ مناسب و موافق سرزمینوں میں ہجرت فرما کر دین الٰہی کی تبلیغ کرنا چاہتے تھے اور یہی قرآن کی تعلیم بھی ہے کہ جب کسی خطۂ ارض پر دین الٰہی کی پابندی جرم قرار دیجائے اور اس پر عمل کرنا دشوار ہو جائے تو مسلمانوں کو ایسے مقامات پر سے ہجرت کرنا چاہیئے لیکن اس صلح کل تجویز کو بھی عمر ابن سعد نے نامنظور کیا۔

دوسری تجویز یہ پیش کی دستور عرب کے موافق انفرادی جنگ ہونا چاہیئے۔ اسے اپنی بڑی دل منافق فوج پر بھروسہ کر کے عمر ابن سعد راضی ہو گیا اور بات ختم ہو گئی۔ عمر ابن سعد اپنے خیمہ کو واپس آیا۔ یہاں سرداران لشکر آخری گفتگو کو سننے کے لئے منتظر تھے اس نے آتے ہی ان سے کہا کہ حسینؑ ابن علیؑ بیعت پر رضامند نہیں ہوئے اس لئے آپ لوگ اپنے اپنے رسالوں کو جنگ کے لئے تیار کیجئے۔ کل انفرادی جنگ ہوگی۔ شمر نے کہا کہ وہ انفرادی جنگ سے کیا بنا لیں گے ان کے تھا لڑنے والے نوجوان تو بس گنتی کے ہیں۔ بہت مشکل سے پچاس ہوں گے۔ میں ان کو بھی ابھی توڑے لیتا ہوں

عمر ابن سعد سے پوچھا گیا ہے؟ عمر نے کہا "یہ آپ کا جواب ہے حضرت عباس کو تلوار کی لا
دلا کر توڑ دوں گا۔ ان کے ساتھ اور لڑنے والے بھی ٹوٹ آئیں گے۔ پھر جن کی شجاعت پر حسینؑ اپن
کو ناز ہے وہی ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے تو فرزند رسول کو یزید کی بیعت کرنا ہی پڑے گی۔ شمر تو
خیر گیا۔ امام حسینؑ کی طرف چلا۔ دوسرے سرداروں نے کہا انفرادی جنگ میں ہمارے سپاہیوں کا نقـ
ہو گا۔ عمر ابن سعد نے کہا تین دن کا بھوکا اور پیاسا مجاہد کتنے آدمیوں کو مار سکتا ہے۔ چالیس پچا
مجاہدوں کا ایک ایک کر کے دو یا تین گھنٹوں میں خاتمہ ہو جائے گا۔ سرداروں نے کہا جنگ مغلو
تو اتنی دیر بھی نہ لگے گی۔ عمر ابن سعد نے کہا جنگ مغلوبہ میں بڑا خطرہ ہے اس لئے کہ حسینی مجا
تو صرف چالیس ہی پچاس ہیں ان پر جب ہماری ٹڈی دل فوج ایکدم سے ٹوٹ پڑے گی تو خود ہمار
فوج کے بہت سے سپاہی اپنے ہی ہاتھوں مارے جائیں گے اس سے یہ اندیشہ ہے کہ آپس ہی میں جنگ
نہ شروع ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ اگر بالفرض محال کسی حسینی مجاہد نے ہمارے دو تین سپاہیوں کو قتـ
کر ڈالا تب ہم شرط کو بالائے طاق رکھ کر اسی پر یلغار کر دیں گے۔ عمر ابن سعد نے ایسا ہی کیا۔ چنا
جب حضرت امام حسنؑ کے کمسن فرزند حضرت قاسمؑ نے ارزق اور اسکے چاروں لڑکوں کو یکے بعد دیگ
قتل کر ڈالا تو عمر سعد نے چلا کر کہا کہ یہ بنی ہاشم کے بچے ہیں ایک ایک کر کے یزید کی ساری شامی
کو کاٹ کے ڈالدیں گے اس کا حکم پاتے ہی ساری فوج آپ پر ٹوٹ پڑی مگر کسی کی ہمت آپ کے
پاس آنے کی نہیں پڑی۔ دور سے تیر برسائے ۳۵ تیروں سے گھائل ہو کر حضرت قاسمؑ نے
اپنی باہیں گھوڑے کی گردن میں ڈالدیں تب یزیدی فوج جرأت کر کے آگے بڑھی اور تلوارو
کی ضربوں سے آپ کو گھائل کر کے گھوڑے سے زمین پر گرا دیا۔ اسی طرح کی عہد شکنی اور مجاہد
سے بھی کی گئی۔

اب یزیدی فوج پرے جمائے ہوئے کھڑی ہے اذن جہاد لے کر ایک ایک کر کے مجاہد میدا
کارزار میں آتا ہے۔ رجز پڑھتا ہے پھر جہاد کرتا ہے۔ شہید ہوتا ہے حسینؑ آتے ہیں اور اس کی نعش

…س سے انتہا تک شہیدوں میں بانٹ دیئے ہیں. فوج یزید کا ہر سپاہی نہایت سکون اور اطمینان سے رجز کی ہر لفظ کو غور سے سنتا ہے اور بھوکے اور پیاسے مجاہد کی بہادری کی جوانی اور وفاروں کی ردّ و بدل کو غور سے دیکھتا ہے. رجز کے الفاظ اور جہاد کی تصویریں …دماغ میں محفوظ ہوتی جاتی ہیں. اسی طرح متعدد رجز اور بہتر لڑائیوں کی تصویریں ایک لاکھ …بیس ہزار سپاہیوں کے دماغوں میں یکے بعد دیگرے محفوظ ہو گئیں. یہ سب زوال عصر تک بڑے اطمینان سے ہوتا رہا.

حسینؑ ابن علیؑ نے دن بھر لاشوں کے اٹھانے کی زحمت انفرادی جنگ کی شرط عمر …سعد سے خود منظور کرا کے مول لی. ورنہ یزید کی فوج کے ایک حملہ میں جنگ مغلوبہ سے حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کا دس ہی منٹ میں خاتمہ ہو جاتا. اور حسینؑ کو نہ بہتر داغ اور نہ بہتر لاشیں اٹھانا پڑتیں. سب کے ساتھ ایکدم سے مرنا آسان ہے لیکن ایک ایک دوست اور ایک ایک عزیز کو دن بھر دم توڑتے دیکھنے کے لئے حسینؑ کا دل چاہیئے. یہ مشکل اور صعب ترین کام حسینؑ نے صرف اسلئے کیا کہ منافق دلوں کا زنگ رفتہ رفتہ دور ہو اور ان پر ایمان کے نقش بیٹھ جائیں پہلے زنگ دور نہ ہو تو دوسرا. دوسرے زنگ دور نہ ہو تو تیسرا. اسی طرح بہتر تک. حسینؑ نے میدان جنگ کو منافقین امت کے لئے تعلیم اسلام کی ایک درسگاہ بنا دیا جسکے معلم بہتر بھوکے پیاسے بچے جوان اور بڈھے تھے. جنھوں نے دین اسلام اور تربیت کردار کی نظری تعلیم رجزوں اور خطبوں کے ذریعہ دی اور عملی تعلیم اپنی شہادتوں سے پیش کی.

اگر جنگ مغلوبہ ہوتی تو صرف ایک ہی مختصر داستان غم ہوتی. اور جو لارڈ ٹینیسن کی نظم Charge of the Light Brigade کی طرح ایک مختصر نظم میں منظوم کی جاتی. بہتر شہیدوں نے بہتر غم کی داستانیں بنا دیں اس سے کربلا کی ٹریجڈی یعنی المیہ لمبا ہو گیا اور ہر مجاہد کی فضیلت عزم و شجاعت سے چمک اٹھی. پھر سب کچھ آنکھوں سے دیکھ کر اور سنکر

انقلاب ذہنیت کا ہونا ضروری اور لازمی ہو گیا اور یہی مقصد شہادت تھا۔

آج جبکہ ملٹری سائنس نے حد درجہ ترقی کر لی ہے کوئی کمانڈر ضعیف بہتر
جوانوں اور بچوں کے لشکر کو ایک لاکھ بیس ہزار سپاہیوں کی فوج کے مقابلہ میں یعنی
قلب لشکر میں ترتیب دے کر کھڑا کر سکے اور زوال عصر تک ان کو پامردی سے لڑا دے
تسلیم کر لیں گے کہ حسین بھی عام جرنیلوں کی طرح کے تھے۔ حسین ابن علی نے اپنی عظیم ال
دی تو کام بھی ہزار معجزوں سے بڑھ کر کیا۔ معجزے کا کام ایمان اور یقین پیدا کرنا ہے
کی شہادت معجزہ نہیں ہے؟" اس سے وہ قلعہ منافقت جسے معاویہ نے کروڑوں
کر کے مدت میں بنایا تھا حسینؑ نے آٹھ گھنٹے میں اپنی شہادت سے ڈھا کر
ختم کر دیا۔

نماز ظہر کی مہلت نہ دی

عرصہ تیس سال کا ہوا کہ لکھنؤ جوبلی کالج گراؤنڈ
فٹبال کپ کا فائنل میچ ہندو یونیورسٹی بنارس اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے درمیان
میں ہو رہا تھا اور علی گڑھ کی فارورڈ لائن گول کرنا ہی چاہتی تھی کہ قریب کی مسجد
اسے سنتے ہی مسلم یونیورسٹی کے سب کھلاڑی قبلہ رو ہو کر فیلڈ میں بیٹھ گئے۔ یہ منظر
تماشائیوں نے کہا کہ مذہب کا احترام اتنا ہی ہونا چاہئیے۔ مگر عمر ابن سعد نے فرزند
نماز ادا کرنے کی مہلت نہ دی۔ حسینؑ ابن علیؑ اور ان کے مختصر ساتھیوں نے نایابی
تیمم کیا۔ اور نماز ظہر ادا کرنے کے لئے سب کھڑے ہوئے ہی تھے کہ کمانداروں کی کمان
اور نمازیوں پر تیروں کی بارش شروع ہو گئی۔ زہیر قین اور ابو سعید صف میں سے باہر
فرزند رسول کے سینہ سپر بن کر آپ کے آگے کھڑے ہوئے اور تیروں کو اپنے سینوں پر
اس طرح فرزند رسول نے نماز ظہر ادا فرمائی۔

یہ کیا کہ عمر ابن سعد نے ایک شب کی مہلت عبادت خدا کے لئے تو دیدی لیکن چلو

…لینے نہ دی۔ مہلت نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ وقت ظہر تک شامیوں کو بھی اپنے خود ساختہ
…یزید کی آنحضرت سے قرابت کی حقیقت اور فرزند رسولؐ کی صحیح منزلت معلوم ہو چکی تھی۔ اسلئے
…اندیشہ تھا کہ اگر کوفیوں کے ساتھ جو حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے ایلچی جناب مسلم
…کے پیچھے نمازیں ادا کر چکے تھے اور حضرت حر کا رسالہ جو حضرت امام حسینؑ کے پیچھے نماز پڑھ چکا تھا
…فوج کے سپاہی بھی حضرت امام حسینؑ کے پیچھے نماز ظہر ادا کرنے کھڑے ہو گئے تو پھر خود یزید
…حسین ابن علیؑ کی بیعت کرنا پڑے گی۔ اس نازک حالت کو قابو میں رکھنے کے لئے عمر ابن سعد نے
…ان پر تیر برسائے تاکہ وہ خیموں میں بھاگ کر چلے جائیں اور وہیں نماز ظہر ادا کریں لیکن
…فرزند رسولؐ تو نماز ہی کے قائم کرنے کے لئے شہید ہونا چاہتے تھے وہ کب اس گندی اور
…سیاست سے مرعوب ہونے والے تھے اس لئے تیروں کی بارش میں نماز ظہر ادا کی
…نماز کی اہمیت کی ایک معجزنما مثال دنیا میں مسلمانوں کی ہدایت کے لئے قائم کردی۔

جیسا خلیفہ ویسے ہی اس کے ماننے والے۔ یزید بھی نماز سے بے نیاز تھا۔ یقیناً جو
…اسلام کو آنحضرتؐ کا ڈھونگ سمجھے اسے نماز سے کیا سروکار۔ تاریخ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ
…یزید نے نماز ظہر عمر ابن سعد کے پیچھے پڑھی۔ حضرت علیؑ پر تبرہ کہنے والے عمر سعد نے جو جواب
…حبیب ابن مظاہر کو دیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نماز کے برکات کا بھی قائل نہ تھا۔ اس سے
…تو علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے وہ انگریزی داں کھلاڑی اچھے تھے جو اذان کی آواز سنتے ہی کھیل کے
…میدان میں فی الفور بیٹھ گئے۔ اسی بنا پر تو میں کہتا ہوں کہ معاویہ یزید اور ان کے ساتھی سنی
…مسلمان بھی نہ تھے بلکہ پکے منافق تھے۔ پس اگر حسینؑ ابن علیؑ یزید کی بیعت کر لیتے تو شیعہ تو
…شیعہ آج دنیا میں ایک سنی بھی نہ ہوتا۔

ماتقول یا بن فاطمہ کاذب

دشمن اسلام ابو سفیان کا یہی تو خیال تھا کہ
…حضرت محمدؐ نے بنی ہاشم کا اقتدار بڑھانے کے لئے اسلام کا ڈھونگ کھڑا کیا ہے۔ اس لئے

جب وہ اسلام کا مقابلہ نہ کر سکا تو اس نے بدرجہ مجبوری اور حفاظت جان اسلام قبول کر لیا اور پھر اس بات کی کوشش کی کہ اسلام سے بنی ہاشم کا اقتدار نہ بڑھے بلکہ بنی امیہ پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ اسی کی نصیحت اس نے عثمان کو کی۔ اور بنو امیہ کو بھی مشورہ دیا کہ عثمان کی خلافت میں اپنے گھر بھر لو۔

معاویہ نے اپنے باپ ابو سفیان کی کوشش سے شام کی گورنری حاصل کر کے شامیوں کو یقین دلایا کہ میں ہی آنحضرت کا عزیز قریب ہوں تاکہ وہ عزت جو اسلام کی وجہ سے اولاد رسول کو حاصل ہوئی ہے اس کا میں مالک ہو جاؤں۔ اس دھوکے جعل و فریب کی پردہ داری کیلئے عمر ابن سعد فرزند رسول کو یا ابن فاطمہ کہکر مخاطب کر رہا تھا تاکہ شامیوں کو فرزند رسول کی حرمت معلوم نہ ہو سکے۔ اور یہی وہ سمجھتے رہیں کہ حقیقی وارث رسول یزید ہے اور اس پر ان افراد نے کسی ایسے خارجی نے خروج کیا ہے جس کے باپ کا بھی پتہ نہیں ہے۔ اقتدار پسندی نے امویوں سے کیا کیا نہ کرایا۔ خیرات کرائی۔ بنی ہاشم سے حسب نسب میں مقابلہ کرایا۔ کافروں کا سرغنہ بنایا اسلام کے خلاف جنگ کرائی۔ مسلمان بنوایا۔ پھر بنی ہاشم بنا کر یہ جھوٹ بجوایا۔ اور یہ ڈھونگ رچوایا کہ یزید ہی آنحضرت کا قریب ترین عزیز اور جانشین تھا۔ اسی جعل کی پردہ پوشی کے لیے عمر ابن سعد "ما تقول یا ابن فاطمہ" کہتا تھا جسے فرزند رسول نے اپنی آواز استغاثہ اور متعدد خطبوں سے کاٹا۔

درسگاہ ایمان قربان گاہ کربلا کو فرزند رسول نے منافقین امت کے لئے درسگاہ ایمان بنا دیا جس میں سب سے پہلے داخلہ حضرت حر کا ہوا۔ اور وہ اسکے پہلے معلم یا لکچرار بنے جنہوں نے اپنے رجز نما لکچر سے شامیوں اور کوفیوں کو راہ حق دکھائی۔ ان کے بعد ہر ایک مجاہد نے اپنے اپنے رجز سے اور موقع موقع پر فرزند رسول نے اپنے خطبوں سے گمراہ امت کو صراط مستقیم دکھائی۔ یہاں تک کہ یزید کی ٹڈی دل فوج کا ہر ایک سپاہی یزید کی آنحضرت

قرابت اور جانشینی کی حقیقت سے باخبر ہو گیا۔ ایسی حالت میں سرداران فوج نے اپنے
ساتھیوں کو سمجھانا شروع کر دیا کہ یہ جو کچھ وہ رجزوں اور خطبوں میں سن رہے ہیں وہ سب
جھوٹ اور غلط ہے۔ غلط بیانی کے الزام کی رد کے لئے فرزند رسول نے یہ خطبہ دیا۔

(ترجمہ) مجھے نسبت تو دو کہ میں کون ہوں، پھر اپنے نفسوں کی طرف رجوع کرو،
اور انھیں عتاب کرو، پھر غور کرو کہ میرا قتل کرنا اور میری حرمت کو برباد کرنا تمہارے لئے
روا اور مناسب ہے، کیا میں تمہارے نبی کا بیٹا نہیں ہوں کیا میں اسی نبی کے وصی
اور ان کے چچا کے بیٹے اور سب سے پہلے مومن سب سے پہلے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ان تمام امور میں جو وہ خدا کی طرف سے لائے تصدیق کرنیوالے کا بیٹا نہیں ہوں کیا
سب شہیدوں کے سردار حضرت حمزہ علیہ السلام میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا حضرت جعفر جنت
میں پروں کے ساتھ اڑنے والے میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تمہیں وہ حدیث یاد نہیں جو حضرت
رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام کے
متعلق ارشاد فرمائی ہے کہ " یہ دونوں جوانان جنت کے سردار ہیں " جو کچھ میں کہتا ہوں
اگر تم اسکی تصدیق کرو تو وہ حق ہے؛ مجھے وقت ولادت بعلم لدنی یہ معلوم ہوا کہ اللہ جھوٹے
کو سرزنش کرتا ہے، خدا کی قسم میں نے جھوٹ نہیں بولا، اور اگر تم مجھے جھٹلاؤ تو دیکھو تم
میں ایسے لوگ ہیں کہ اگر تم پوچھو گے تو وہ تمہیں اسکی صحت کی خبر دیں گے، پوچھو جعفر بن
عبد اللہ انصاری اور سعید خدری، سہل بن سہل السعدی اور زید بن ارقم اور مالک بن انس
سے وہ تمہیں بتلادیں گے کہ انھوں نے یہ مبارک حدیث سرکار دو عالم سے سُنی۔ کیا میرے
خون بہانے سے یہ تمہیں نہیں روک سکتی۔

اس پر شمر اور حضرت حبیب میں رد و بدل ہوا۔ تب حضرت نے فرمایا: " اگر تمہیں
اس میں شک ہے کہ میں تمہارے نبی کا بیٹا ہوں، خدا کی قسم تم میں اور دوسرے لوگوں میں

بجز میرے سوا کوئی ابن نبی کا بیٹا نہیں ہے، کیا میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے؟ یا کوئی مال میں نے تمہارا ضائع کیا ہے؟ یا کسی جراحت کا قصاص کرتے ہو...... خدا کی قسم میں ذلیلوں کی طرح تمہاری بیعت نہ کروں گا، اور اے خدا کے بندو، میں غلام کے بھاگنے کی طرح نہ بھاگوں گا، میں نے اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ مانگی ہے...... اے جماعت یزید تمہارے لئے تباہی ہے اور افسوس ہو کہ تم نے اضطرار کے وقت مدد کے لئے ہم کو بلایا! تو جب ہم جلدی جلدی تمہاری پکار کے پیچھے لگے تو تم نے ہم پر تلوار نکالی...... تمہارے لئے افسوس ہی ہو

تم نے ہمیں اس حالت میں چھوڑ دیا کہ دشمنی کی تلوار میان ظلم سے نکالی، اور دل میں عداوت ٹھان لی، لیکن تم مکھی کی طرح اس کی طرف آ کر جمع ہو گئے اور پروانوں کی طرح اس آگ پر جھک پڑے۔ اے لونڈی کے گروہ اور گروہوں میں سے متفرق ہونے والو، اور کتاب اللہ کے چھوڑنے والو۔ اور کلام خدا کے جلنے والو، اور پیروان شیطان، اور سنتوں کو بجھانے والو مستحق رحمت خدا سے دوری ہو، افسوس تم ان کی مدد کرتے ہو اور ہماری مدد سے کنارہ کشی کرتے ہو، خدا کی قسم غدر تو تم میں قدیم سے ہے، تم بڑا کھیل ہو، دیکھو غیر باپ کے بیٹا بننے والے اور بیٹے ہی کے فرزند نے مجھے دو کاموں کے بیچ میں لا کھڑا کیا ہے، یا میں مارا جاؤں اور یا ذلت اٹھاؤں، اور خبردار ذلت تو ہم سے دور ہی رہیگی، لیکن اللہ اس کا رسول مومن اور پاکیزہ گودیں اور بلند ہمت والے اور آن والے نفوس اس سے انکار ہی کرتے رہیں گے۔ اور وہ کمینوں کی اطاعت کو کریمانہ شہادت پر کبھی ترجیح نہ دیں گے۔ میں باوجود عدد کی کمی اور مددگار کے نہ ہونے کے اس مہم پر آمادہ ہوں یعنی جہاد سے منہ نہیں پھیرتا ہوں اور جانتا ہوں کہ ہم سب شہید ہو جائیں گے۔ لیکن خدا کی قسم تم اس کے بعد تھوڑا وقت بھی نہ گذارو گے مگر یہ کہ تم تیغ انتقام سے قتل کئے جاؤ گے۔ اور اپنی انکی آرزو کو نہ پہونچو گے...... اے اللہ ان سے باران رحمت کو بند رکھ اور ان پر حضرت یوسف

سلام کے زمانے جیسے قحط کے سال بھیج۔ اور ان پر ثقیف کے لڑکے (یعنی مختار ثقفی)
سلط فرما جو ایسی دردناک موت کے جام پلائے۔ کیونکہ انھوں نے ہمیں جھٹلایا اور ہماری
ے کی۔ اور تو ہمارا رب ہے۔ تجھی پر ہم نے توکل کیا ہے۔ اور تیری طرف ہی بازگشت ہے۔

فوج یزید پر ایٹم بم

جوہری بیش قیمت اور سب سے بہتر نگینوں کو سب کے آخر
پیش کرتا ہے۔ تجربہ کار مقرر یا مقالہ نگار خاتمہ کلام پر وہ چیز پیش کرتا ہے جسے
نے یا پڑھنے والا تا عمر یاد رکھے۔ مظلوم کربلا نے بھی ایسا ہی کیا۔ ایٹم بم صرف ایک چھوٹے
ے کے برابر ہوتا ہے لیکن اس چھوٹی سی چیز میں بے پناہ انقلابی طاقت ہوتی ہے۔ جب
یز و انصار درجہ شہادت پر فائز ہو چکے تو حسین اپنے دامن کا سایہ کرکے ایک آخری ہدیہ
ے شامی سپاہی جو صفین میں قرآن کے اوراق نیزوں پر بلند کرکے اپنی جانیں بچا چکے تھے
ہ سمجھے کہ حسین قرآن لا رہے ہیں۔ آپ ایک بلندی پر تشریف لائے اور اپنے دونوں
ہاتھوں پر حضرت علی اصغر کو بلند فرما کر کہا۔ "یہ بچہ تین دن سے بھوکا اور پیاسا ہے۔ پیاس
کی وجہ سے اسکی ماں کا دودھ خشک ہوگیا ہے۔ اس کی حالت غیر ہو رہی ہے۔ اس کو تھوڑا
پانی پلا دو۔ تم اگر یہ سمجھتے ہو کہ میں اسکے بہانے سے خود پانی پی لوں گا تو لو اس جلتی ہوئی ریت
پر اسے لٹائے دیتا ہوں تم خود آؤ اور اسے تھوڑا پانی پلا دو۔ پھر شیر خوار کی جانب نظر کی اور فرمایا
بیٹا تو بھی تو حجت خدا کا فرزند ہے اپنی حجت ان اشقیاء پر تمام کردے۔ یہ سنتے ہی بچے نے
اپنی ننھی سی زبان سوکھے ہونٹوں پر پھیرنا شروع کردی۔ فوج یزید میں ہلچل مچ گئی۔ شامی اور
کوفی سب ہی کہنے لگے کہ حسین سچ تو کہتے ہیں۔ آخر اس معصوم بچے نے کیا قصور کیا ہے۔ اسے پانی
کیوں نہیں دیا جاتا۔ کچھ اپنی بے بسی پر رونے لگے کچھ نے پانی پلانے کا ارادہ کیا۔ فوج کی یہ
حالت دیکھ کر عمر ابن سعد پریشان ہوگیا۔ اس نے حرملہ کو حکم دیا۔ "حسین کے کلام کو قطع کردے"
حکم پاتے ہی حرملہ نے ترکش سے زہر آلود تین بھال کا تیر نکالا اور دوش پر سے کمان اوتاری۔ تیر کو

چلّہ کمان میں جوڑ کر نشانہ کرتا کہ اس کا ہاتھ تھرایا اور تیر زمین پر گر گیا۔ تین بار ایسا ہی ہوا چوتھی بار تیر چلایا۔ اور علی اصغر کا ننھا سا گلا چھید کر حسینؑ کے بازو میں در آیا۔ بچہ حسینؑ کے ہاتھوں پر الٹ گیا۔

حرملہ کے تیر سہ پہلو بظاہر حضرت علی اصغرؑ کے گلے اور حسینؑ کے بازو کو گھائل کیا لیکن حقیقت میں حرملہ کا تیر منافقت کا گلا چھیدتا ہوا یزید کی بناوٹی اور جعلی خلافت میں دائمی طور سے پیوست ہو گیا۔ فوج یزید کے ہر سپاہی کے دماغ میں یزیدی ظلم کی قابلِ نفرت تصویر کھنچ گئی جو تاقیامت کبھی مٹائی نہ جا سکی۔ حضرت علی اصغرؑ کی شہادت نے ذہنی انقلاب پیدا کرنے کیلئے اور منافقت کے قلعہ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ایٹم بم کا کام کیا۔ شہادت کے بعد ہی سے امویوں کی سیاست کا زوال شروع ہو گیا۔ فرزندِ رسولؐ اپنی مہم میں کامیاب ہو گئے۔

حضرت علی اصغرؑ کی میت سپردِ خاک کیوں کی؟

شہیدوں کی لاشیں اٹھانے کا کام جو کہ سب سے مشکل اور صعب ترین تھا اسکے لئے بڑے صابر نفسِ مطمئنہ کی ضرورت تھی اس لئے سب کی لاشیں خود حسینِ مظلوم مقتل سے اٹھا کر لائے اور گنجِ شہیداں میں رکھیں۔ کسی کے دفن کی آپ کو فکر نہ ہوئی فرزندِ رسولؐ نے علی اصغرؑ کو کیوں دفن کر دیا؟ آپ امویوں کی بربریت سے واقف تھے۔ یزید کی دادی ہندہ نے تو حضرت امیر حمزہ کا جگر نکلوا کر چبایا تھا۔ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ مرنے کے بعد میتوں کیساتھ بنی امیہ کیا سلوک کرتے ہیں۔ لاشوں کے کرتے کھسوٹے جائیں گے اور ان کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا جائے گا۔ سروں کو تنوں سے جدا کر کے نیزوں کی نوکوں پر شہر شہر تشہیر کرایا جائے گا۔ پس اگر علی اصغرؑ کو فرزندِ رسولؐ دفن نہ کرتے تو ان کا چھوٹا سا سر تن سے جدا کیا جاتا اور نوکِ نیزہ پر بلند کر کے تشہیر کرایا جاتا۔ سلطنتِ یزید میں جتنے منافق تھے ان کی اکثریت ارضِ کربلا پر موجود تھی۔ ان میں ذہنی انقلاب اور حق و باطل میں امتیاز دریافت کرنے کی فکر پیدا کرنے کی غرض سے حضرت علی اصغرؑ کی شہادت ہو چکی تھی اب اگر ان کا ننھا سا سر شہر بشہر پھرایا گیا تو مسلمانوں میں کفت

سخت غیظ و غضب پیدا ہوگا جس کی تعبیر سے شدید جوش اور خونریزیوں کے امکانات تھے اس نے ان کی نعش کو سپرد خاک کیا اور یہی بہتر تھا۔

حفاظت اسلام

مسلمان وہ ہو جس کے ہاتھ یا زبان سے کسی کو نقصان نہ پہونچے۔ یہ وہ فارمولا ہے جس سے بین الاقوامی امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ مومن۔ امام۔ خلیفہ وہ ہے جو ہر مسلمان کو اور کسی دوسرے انسان کو ہاتھ یا زبان سے نقصان پہونچانے سے منع کرے اور روکے۔ فرزند رسول نے اسکی عملی مثال پیش کی امن عالم کے لئے یہ آپ کی ایک زبردست بین الاقوامی خدمت تھی۔

زوال عصر کا وقت ہے ایکہزار نوسو اکاون زخم کھا کر راکب دوش رسول پشت زین سے زمین پر گرے۔ انعام کے لالچی آپ کا سر قلم کرنے کے لئے دوڑے مگر جو قریب آیا وہ فوراً ہی الٹے پیروں بھاگا۔ چالیس آدمی ایک ایک کرکے آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے بڑھے مگر مظلوم کربلا کی ہیبت سے لرزتا پلٹ گئے۔ آخر میں شمر آیا۔ آپ نے شمر سے فرمایا۔ میں چند لمحے کا اور مہمان ہوں۔ میں خود مر جاؤں گا۔ میرے خون سے اپنے ہاتھوں کو مت رنگ۔ کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ دنیا میں یہ مشہور ہو کہ حسینؑ کا قاتل ایک مسلمان تھا۔ اس طرح حسینؑ ابن علیؑ کا سوکھا گلا تبلیغ اسلام کرنے کی حالت میں کند خنجر سے کاٹا گیا۔ حضرت عمرؓ ٹھیک کہتے تھے کہ اگر میرے بعد حضرت علیؑ کو خلیفہ منتخب کیا جائے گا تو وہ سب کو مسلمان ہی بنا کر دم لیں گے اسی طرح اگر حضرت علیؑ کے بعد حضرت حسنؑ اور ان کے بعد حضرت حسینؑ خلیفہ بنائے جاتے تو یقیناً کسی مسلمان کے ہاتھ یا زبان سے کسی کو کوئی نقصان نہ پہونچتا۔ اور آج دنیا میں اس طرح کے پُر امن اور غیر فسادی مسلمان کتنی عزت کی نظر سے دیکھے جاتے۔

بعد شہادت

انقلاب۔ انقلاب۔ انقلاب۔ زمین پر انقلاب۔ آسمان پر انقلاب۔ فرزند رسول کے خیموں میں شعلہ فشاں آگ سے انقلاب۔ شہدا کی لاشوں کی پامالی سے گھوڑوں کے سموں میں خونی انقلاب۔ کوفی اور شامی سپاہیوں کے دلوں میں انقلاب۔ بعد عصر ارض کربلا

ہر ہر سانس لینے والا اپنے دل سے پوچھتا ہے

یہ کیا ہوا؟ یہ کیوں ہوا ——؟ اب کیا ہونا چاہیے ——؟

دشمنانِ اہلبیت، قاتلانِ حسینؑ، اور یزیدِ پلید پر لعنت اور پھٹکار۔ ہر طرف سے پڑنے لگی یزید کی حقیقت بے نقاب ہو گئی۔ فرزندِ رسول کی معرفت سب کو ہو گئی۔

آغازِ انتقام

حق کی زبان حسینؑ کے بہتے ہوئے خون کی روانی سے کھل گئی۔ وہی ضمیر جو ابھی چند گھنٹے قبل سامنے کے سامنے حسینؑ کے خون کے پیاسے تھے اب سراپا حسینؑ کی عظمت کے قائل ہو گئے۔ بند زبانیں کھل گئیں اور جب خیامِ حسینی لوٹے جانے لگے تو قبیلہ بکر بن وائل کی ایک عورت جو اپنے شوہر کے ساتھ یزیدی فوج میں موجود تھی اس نے ایک تلوار لی اور خیامِ حسینی کی طرف جھپٹی اور کہنا شروع کیا۔ "کیوں اے بکر بن وائل کی اولاد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں لوٹی جائیں گی؟ حکم تو صرف اللہ ہی کا ہے رسول اللہ کے خون کا عوض لینے والو تیار ہو جاؤ۔"

ابن زیاد کو اس کے بھرے دربار میں عبداللہ بن عفیف نے سخت و سست کہا اور لعنت ملامت کی۔

کوفہ میں گریہ و بکا

علی مرتضیٰ کی بیٹیاں امتِ رسول کی قیدی بی بیاں جناب زینب خاتون اور ام کلثوم جب بازارِ کوفہ میں رسن بستہ پہونچیں تو انھوں نے اپنے خطبوں سے کوفیوں کو رلا دیا۔ ثانی زہرا نے ہجوم کو مخاطب کر کے کہا۔

"بعد حمد و ثنا کے ... اے مکر و فریب کے پتلو! کیا تم روتے ہو، خدا کرے کہ تم ہمیشہ درد رسیدہ رہو کہ تم نے ہمیں ستایا ہے۔ اور تمہاری یہ چیخ و پکار اور گریہ کبھی نہ تھمے ......

اے کوفہ والو تم نے ایمان کو دھوکہ اور فریب کا ذریعہ بنا رکھا ہے ...... تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہاری جماعت میں سے جس قدر افراد ہیں سب کے سب دشمنانِ دین اور مخالفینِ حق ہیں۔ بعض تو نخوت اور تکبر کے ساتھ اس قدر آراستہ ہیں کہ ان کے سامنے شیطان جیسا متکبر بھی سرنگوں ہے

یا تمہاری کمسال جہالت اسکا ہیں اس جرم کا وہ یہی ہے جو ہمارے ... پھر ...

اللہ کی قسم تمہیں گریہ میں مبالغہ کرنا چاہیئے اور خوش نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ تم ایسے قبیح فعل کے مرتکب ہوئے ہو کہ جس کے باعث تمام امت محمدی کے عیوب نقائص کا سارا بوجھ تم نے اٹھایا ہے اور یہ دھبہ تم سے تا ابد زائل نہ ہو سکے گا کیونکہ تم نے ایسے فرد کامل کو شہید کیا ہے جو خاتم الانبیا صلعم کا نواسا اور جوانان بہشت کا سردار تھا...... بیشک تم نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔

خداوند عالم تم پر اپنا قہر و عذاب نازل فرمائے...... اے اہل کوفہ تم پر عذاب ہو۔ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے جگر کو کس طرح پاش پاش کیا اور انکی باعفت بے پردہ نواسیوں کو کس ظلم کے ساتھ بازار قید کیا ہے..... اے کوفہ والو! اسوقت تم کیا جواب دوگے جب جناب رسالتمآب بروز قیامت تم سے پوچھیں گے کہ اے آخری امت تم نے میرے بعد میرے اہلبیت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ میں نے تمہاری خیر خواہی کی تھی تو اس کا عوض یہ ہرگز نہ تھا کہ تم میرے رشتہ داروں سے میرے بعد ایسا برتاؤ کرتے

بازار کوفہ میں حضرت ام کلثوم کا خطبہ

اسی روز جناب ام کلثوم نے کوفہ والوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "اے اہل کوفہ خدا تمہیں اس کی بری سزا دے کہ تم نے حسینؑ لخت جگر رسول کریم کو بے یار و مددگار شہید کر دیا اور اس کے اموال کو لوٹ کر زبردستی وارث بن بیٹھے اور اس کی مستورات عصمت کو اسیر بنا کر وہ زخم لگایا جو کبھی مندمل نہ ہوگا۔ پس تمہارے لئے عذاب ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کونسی آفتیں اسوقت تم پر ہجوم کر گئی ہیں اور کس قدر بڑے گناہ کا ارتکاب تم نے کیا ہے اور کون سے خونوں کو تم نے بلا جرم خاک ریگ میں ملا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسیوں کو تم نے کسقدر ایذا دی۔ اور ان کو سر برہنہ کیا ہے اور ان کے اموال لوٹ لئے ہیں تمہیں باخبر ہونا چاہیئے کہ تم نے ان اشخاص کو شہید کیا ہے جو امت محمدی میں سب سے افضل تھے اور تمہارے دلوں سے رحمت کو اٹھا لیا گیا۔ بیشک جو اللہ کا گروہ ہے

وہی آخرت میں کامیاب رہے گا۔ اور جو شیطان کا گروہ ہے وہی خسارہ اور نقصان میں ہوگا

کوفے سے شام تک | یزیدی فوج کے سرداروں نے میدان کربلا میں اپنی فوج کے

سپاہیوں میں انقلاب کے آثار پائے جناب زینب کے خطبے کو سنکر کوفہ میں مردوں اور عورتوں کو روتے دیکھا اور سمجھے کہ ہوا کا رخ پلٹ گیا۔ اب وہ اہلحرم کو ان راستوں سے شام لیگئے جن پر دوستداران اہلبیت کی کوئی آبادی نہ تھی اور یہ مشہور کیا کہ ایک خارجی نے خلیفہ وقت یزید پر خروج کیا تھا اس کا سر یزید کیطرف بھیجا جا رہا ہے اور اسکی عورتوں کو قید کیا ہے۔

کوفے سے دریائے فرات تک کے کنارے کنارے یہ قافلہ روانہ ہوا۔ تکریت میں ایک نصرانی نے سر اقدس کو پہچان کر اپنی قوم سے کہا "یہ تو سبط رسول فرزند بتول حسین ابن علی کا سر ہے" نصاریٰ یہ خبر پاکر برآمد ہوئے اور کہا کہ ہم اس قوم سے بیزار ہیں جنھوں نے اپنے رسول کے فرزند کو ظلم و ستم سے قتل کر ڈالا" یہ خبر پاکر ملاعین جب لگ کرتیتا پہونچے وہاں کے مردوں اور عورتوں نے نفرین کی اور کہا کہ اے اولاد انبیاء کے قتل کرنے والوں ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔

جب شہر موصل میں وارد ہوئے تو وہاں پر بھی ایک شخص نے کہا "کہ یہ نواسۂ رسول امام حسین کا سر ہے" یہ سنتے ہی اوس اور خزرج کے چالیس ہزار شاہ سواروں نے جمع ہو کر قسم کھائی کہ ملاعین کو قتل کرکے سر اقدس کو چھین لیا جائے۔ جیسے ہی اسکی اطلاع یزیدیوں کو ملی انھوں نے شہر میں داخل ہونے کا ارادہ ترک کیا اور رجبہ پہونچے۔ یہاں ایک گروہ نے مظلومیت آل رسول پر رونا شروع کر دیا۔ ملاعین نے یہاں سے بھی جلدی کوچ کیا اور نصیبین پہونچے۔ اہل نصیبین نے شہر کے دروازے بند کر لئے اور ان پر لعنت و ملامت کرکے پتھر برسائے اور کہا "اے اہل فجور اولاد انبیاء کو قتل کرنے والو بخدا تم ہمارے شہر میں داخل ہرگز نہ ہو سکوگے۔ پھر جب یہ ملاعین سیبور پہونچے تو وہاں بھی ان پر نفرین کی گئی۔ باوجود اخفائے واقعہ کی انتہائی کوشش کے ان ملاعین پر ہر جگہ لعنت کی گئی اور بمشکل دمشق پہونچ سکے۔

دربار یزید

صبح کی خوشی میں یزید کا دربار سجا ہوا تھا اور ادیبوں سے بھرا ہوا تھا۔ سر حسینؑ ایک طشت طلا میں رکھا تھا۔ اور سامنے مخدرات عصمت و طہارت رسی میں جکڑے ہوئے کھڑے تھے۔ نصرانی سفیر روم نے سر حسینؑ کو دیکھ کر یزید سے پوچھا کہ یہ کس کا سر ہے؟ یزید نے جواب دیا کہ یہ سر حضرت محمدؐ کے نواسے حسینؑ ابن علیؑ کا ہے میں نے ان کو اسلئے قتل کرادیا کہ یہ مدعی خلافت تھے۔ نصرانی نے کہا اے یزید حیف ہے تجھ پر اور تیرے ہمراہیوں پر کہ تو نے اپنے نبی کے نواسہ کو قتل کیا۔ اے یزید حقدار خلافت تھا یا تو؟ اور پھر وہ نبی جو خاتم المرسلین ہو اس کا نواسہ .... خدا تمہارے دین کا برا کرے۔ تمہارا دین کیسا ہے۔

نصرانی کے مکالمہ سے معاویہ کے پروپگنڈے کا پول کھل گیا۔ شامیوں کو معلوم ہوگیا کہ یزید نہ آنحضرت کا عزیز قریب ہے اور نہ حقدار خلافت ہے۔ بلکہ جو حقدار خلافت تھا اُسے اس ملعون نے قتل کردیا اسلئے نصرانی پر یزید کو غصہ آگیا اور اسے قتل کرادیا۔

وہ نیو جس پر یزیدیت کی عمارت کو معاویہ نے قائم کیا تھا وہ ڈھا چکی تھی۔ یزید ابھی نخوت اور غرور کے نشے میں سرشار تھا اس نے اسی مستی میں چند شعر پڑھے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ آج میرے آباو اجداد کی روحیں خوش ہورہی ہونگی اسلئے کہ میں نے آل ہاشم سے بدلہ لیلیا اور اب چونکہ پنجتن کا خاتمہ ہوچکا ہے اسلئے اس نے نہایت آزادی سے اپنے آبائی مذہب اور اعتقاد کا بھرے دربار میں اعلان کردیا۔ اور وہی کہہ میٹھا جو اس کا دادا ابوسفیان کہا کرتا تھا محمدؐ پر نہ وحی آئی تھی۔ اور نہ وہ رسولؐ تھے۔ انھوں نے تو بنی ہاشم کا اقتدار بڑھانے کے لئے اسلام کا ایک ڈھونگ رچایا تھا۔ بھرے دربار میں یزید نے اپنے اس اعلان سے سیاست آل امیہ کے تابوت میں آخری کیلیں ٹھونک دیں۔ منافق نے اپنے مذہب کا اعلان کردیا۔

تب جناب زینب سلام اللہ علیہا نے کھڑے ہو کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

اے یزید لعنک اللہ تعالیٰ کیا تو نے اطراف عالم کو ہمارے اوپر تنگ کر کے اور مصائب آلام نازل کر کے اسیر بنانے کے باعث یہ ظن قائم کر رکھا ہے کہ تو اللہ کے نزدیک مقرب ہے اور ہم ذلیل و خوار ہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ تیرے اس بے محل خوشی منانے کے باعث نقطۂ تیرا تکبر اور حماقت ہے ...... اس خوشی اور فخریہ اشارے کیسوئی حج کر کے کیا تو نے خداوند عالم کے اس ارشاد با صواب کو نہیں سنا کہ کفار کو جو مہلت دی گئی ہے یہ ان کی بہتری اور بہبودی کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ سرکشی اور معصیت کی حدیا میں کما حقہ غرق ہو جائیں ...... کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ دختران رسول کو اس منظر عام پر لا کر خوشی مناتا ہے ...... ایسے خبیث الاصل سے رقت قلب اور رحم کی کیا امید ہو ہے جو ابتدا ہی سے ازکیا کے جگر چبانے کے عادی ہیں اور جس کا گوشت خون شہدا بہانے کے ساتھ پیدا ہوا ہے اور ہماری طرف بغض و کینہ کی نگاہ سے دیکھنے والا ہماری عداوت میں کوتاہی کر سکتا ہے۔ پھر تو اے ابن خبیث بیچ بدری کے اشعار پڑھ کر یہ مطلب بیان کرتا ہے اگر میرے گذشتہ آباؤ اجداد موجود ہوتے تو میرے اس فعل پر مرحبا کے نعرے کرتے ہوئے دیتے کہ اے یزید تیرے دونوں ہاتھ کبھی بھی شل نہ ہوں حالانکہ اے خبیث اس مقام پر چوب مار رہا ہے جہاں رسول بوسے دیتے ہوئے تھکتے نہ تھے ...... اے ملعون تو اپنے اجداد کو خوشی کے باعث پکارتا ہے یقیناً تو بھی انکی طرح جہنم میں جا گزیں ہوگا اس وقت یہ خواہش کرے گا کہ دنیا میں میرے ہاتھ پاؤں شل ہوتے تاکہ کسی پر ظلم نہ کر سکتا اور گونگا ہی ہوتا کہ کسی کو لسانی تکلیف نہ دیتا اور جو کچھ عالم دنیا میں کیا ہے نہ کیا ہوتا

لہ نواسی رسول یزید کے بھرے دربار میں یہ تعلیم دے رہی ہیں کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ یا زبان سے کسی کو نقصان نہ پہنچے۔

تعجب کی بات ہے کہ لشکر شیطان نے لشکر خدا و ندِ عالم کو قتل کر دیا اور ان خبیثوں کے ہاتھوں سے خون کے قطرات گر رہے ہیں اور شہدا کی نعشیں بے گور و کفن تپتے ہوئے ریگستان میں موجود ہیں۔ اے ملعون ! آج تو نے ہمارے مردوں کو قتل کرنا۔ اور اموال کو لوٹ لینا اگرچہ غنیمت سمجھ رکھا ہے لیکن عنقریب تجھے اسکے عوض عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا تب تجھے پتہ چلے گا۔ بس ہم اللہ کی طرف شکایت کرتے ہیں اور اسی پر بھروسہ ہے۔ تجھے جتنی کوشش اور مکر کرنا ہے کرلے۔ اللہ ہمارے ذکر خیر اور وحی الٰہی کو آخر تک باقی رکھے گا اور تیرے اس عیب اور فعل قبیح کے باعث تجھ پر لعنت ہوتی رہے گی۔ اور تجھے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ عنقریب تیری زندگی کے دن ختم ہو جائیں گے اور تیرا یہ لشکر کام نہیں آئے گا۔

عام بغاوت انقلاب کی لہریں کربلا کے ریگ زار سے لہراتی ہوئی اٹھیں اور قیامت تک اٹھتی ہوئی چلی جائیں گی۔ ایک فرد ہو یا پوری قوم۔ ایک شہر ہو یا پورا ملک ایک ملک ہو یا پورا براعظم۔ مستبدہ حکومت ہو یا مشروطہ نظام۔ جمہوریت ہو یا اشتراکیت جس نے بھی حسینی انقلاب کی لہر کو روکنے کی کوشش کی یا دبانے کی کوشش کی اسکا انجام عبرتناک ہوا۔ اسکی تفصیل ایک ضخیم کتاب چاہتی ہے۔

ہر طرف یالِ ثارۃ الحسین کے نعرے بلند ہونے لگے۔ کوفہ و حجاز میں انقلاب نے کروٹ لی خود شام میں ایسے افراد پیدا ہو گئے جو قتل حسینؑ کو بد ترین فعل سمجھ کر یزید اور بنی امیہ پر لعن کرنے لگے اس وقت جو بھی خلافت کا دعویدار بن جاتا دنیا اس کا ساتھ دیتی عبد اللہ ابن زبیر نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ خون حسینؑ کا انتقام لینے کے لئے اپنی خلافت کا اعلان کیا۔ حجاز، یمن، عراق اور مصر نے عبد اللہ ابن زبیر کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ اگر یہ اسوقت حجاز۔ یمن۔ عراق کی فوجیں لیکر مشرق مغرب اور جنوب کی جانب سے شام پر

حملہ کر دیتے تو سلطنت بنی اُمیہ کا اسی وقت خاتمہ ہو جاتا اور سلطنت اسلامیہ کے خلیفہ ہو جاتے۔
سُنی مورخ علامہ عمر ابو النصر قدسی اپنی کتاب یزید بن معاویہ کے صفحہ ۹۱ پر لکھتے ہیں کہ
"شہادت حسینؑ سے ایک یہ بھی اثر ہوا کہ شیعیت ان اہل فارس میں بھی عام ہو کر پھیل گئی جن کا تعلق امام حسینؑ سے بطور دامادی کے قائم ہوا تھا اہل فارس امام حسینؑ اور ان کی اولاد کو اس لئے زیادہ مستحق خلافت سمجھتے تھے کہ امام حسینؑ کی اولاد میں خالص عربی خون اور خالص فارسی خون کی آمیزش ہو گئی تھی۔

اب حسینؑ کا نام انقلاب تھا۔ سلیمان ابن صرد خزاعی نے کوفہ میں انقلاب پیدا کر دیا حضرت حسینؑ ابن علیؑ نے روز عاشورا اپنے آخری خطبہ میں یہ تمنا کی تھی کہ امیر مختار یزیدیوں کو موت کے جام پلائے۔ وہ پوری ہوئی۔ امیر مختار نے قاتلان شہدائے کربلا کو چن چن کر موت کے جام پلائے۔ عمر ابن سعد کی بیوی امیر مختار کی حقیقی بہن تھی۔ اس مومنہ نے بجائے اپنے منحوس شوہر کی جاں بخشی کی سفارش کرنے کے اپنے بھائی مختار سے کہا کہ مجھے جلد ہی اس منحوس کی زوجیت سے نجات دلائے۔

یزید بے نقاب

مدینہ کی بغاوت کو سنتے ہی یزید آگ بگولا ہو گیا۔ مسلم بن عقبہ جسکو مورخ فخری ایک جابر شیطان کہتا ہے کمانڈر مقرر کیا۔ یزید کے منادی نے دمشق کی گلیوں میں یہ آواز لگائی "لوگو! پورے عطایا لیتا ہوں تو جنگ کے لئے حجاز کا رخ کرو۔ ہر شخص کو سو سو دینار تو اسی وقت دیئے جائیں گے" اس خبر کو سنتے ہی بارہ ہزار آدمی تو اسی وقت تیار ہو گئے۔ مدینہ پر مسلم نے حملہ کیا جسکی روئداد اسی ملعون نے بذریعہ خط یزید کو روانہ کی مسلم نے ایکہزار سات سو تو صرف صحابی رسولؐ قریش انصار۔ مہاجرین قتل کرائے اور دس ہزار عوام نہایت بیدردی سے موت کے گھاٹ اتارے۔ مساجد کی بےحرمتی کی اور انکو گھوڑوں کا اصطبل بنایا اور مقدس مقامات کو تباہ کر کے ان کو لوٹا۔ جو کچھ قتل ہونے سے بچے اُن کو

یزید کا غلام بنایا، جنھوں نے یزید کی غلامی سے انکار کیا ان کو لوہے سے داغا گیا۔ مدینہ میں جو علمی درسگاہیں وغیرہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں قائم کی گئیں تھیں اُن میں سے چند کو منہدم کیا اور باقی کو تباہ کر دیا گیا۔ مسلم اپنے خط میں لکھتا ہے:۔

ہم نے خوب تلواریں چلائیں اور ان کے بڑے بڑے آدمیوں کو قتل کیا اور جو سامنے آیا قتل کیا۔ یہاں تک کہ شہر کو پاک و صاف کر دیا اور ان کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے۔ تین روز تک امیرالمومنین کی ہدایت کے مطابق خوب لوٹ کھسوٹ کی۔ پس اس اللہ کا شکر ہے جس نے میرے دل کی پیاس کو بجھایا۔ اب میں بیمار ہوں اور موت کا انتظار کر رہا ہوں"۔

جب یزید نے یہ خط اپنے بیٹے معاویہ کو پڑھ کر سنایا تو وہ زار و قطار چیخ چیخ کر رونے لگا یزید نے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا " جو لوگ اہل مدینہ سے مارے گئے اُن کے قتل پر رو رہا ہوں ان کو قتل کر کے ہم نے اپنے آپ کو قتل کر لیا ہے "۔ اس پر یزید نے کہا میں نے بھی انکو قتل کر کے اپنی پیاس بجھائی ہے۔

مدینہ کے مظالم کی طویل داستان میں سے صرف ایک ابو معشر کی زبانی سُن لیجئے

یزیدی فوج کے ایک سپاہی نے ایک زچہ سے کہا کہ جو کچھ تیرے پاس ہے وہ میرے سامنے لاکر رکھ دے ورنہ خدا کی قسم میں تیرے اس بچے کو قتل کر دوں گا۔ اس پر زچہ نے جواب دیا "تیرا بُرا ہو" یہ ابن ابی کبشہ انصاری صحابی رسُول کا بچہ ہے"۔ پھر اپنے بچے کی طرف مخاطب ہوئی اور کہا " اے میرے پیارے بچے خدا کی قسم اگر میرے پاس کوئی چیز ہوتی تو تیری جان بچانے کے لیے میں اسے عوض میں دیدیتی۔ اس فوجی نے ماں کا دودھ پینے کی حالت میں اسکی ٹانگ پکڑی اور ماں کی گود سے گھسیٹ کر اس کو دیوار پر اس زور سے پٹخا کہ بچے کا بھیجا پھٹ کر زمین پر بکھر گیا۔ یہ فوجی جب اسکے گھر سے نکلا تو، اس کا آدھا چہرہ کالا ہو چکا تھا۔

مدینہ کی تاراجی کے بعد مکہ پر چڑھائی کی۔ راہ میں مسلم بن عقبہ مرا۔ اسے دفن کر کے فوج

فوج کو کی جانب بڑھی تو کچھ لوگوں نے قبر کھود کر اس ملعون کی لاش نکالی اور اسے

جلا کر خاک میں ملا دیا۔

یزید کی فوج اب حصین کی سرکردگی میں تھی جس نے مکہ پہونچتے ہی ۳ ربیع الاول ۶۴ھ
کو منجنیقوں کے ذریعہ بیت اللہ پر پتھر کی بارش شروع کر دی۔ اس طرح کعبہ منہدم ہو گیا
اور اسکی بنیادیں تک ہل گئیں اہل مکہ یہ سوچکر لرز رہے تھے کہ اگر اہل شام کی فوج
پر غالب ہو گئی تو ان کا انجام بھی ویسا ہی ہوگا جو اہل مدینہ کا ہوا تھا۔ ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ
کو یزید مر گیا۔ شامیوں نے مکہ کا محاصرہ ختم کیا اور شام کی طرف پلٹے لیکن اس میں سے بہت
اہل حجاز اور اہل مدینہ کے ہاتھوں قتل کر دئے گئے

دشمن کی امداد

حصین ابن نمیر اپنی فوج کو بچانے کی غرض سے غیر معروف
راستوں سے مکہ واپس لا رہا تھا کہ ایک ایسے مقام پر پھنس گیا
جہاں پانی نایاب تھا فوج نے شدت پیاس کی وجہ سے اپنے ڈیرے ڈالدئیے اور کہا جب تک
پانی نہ ملے گا ہم آگے نہ بڑھیں گے۔ رات کا وقت تھا حصین پانی کی تلاش میں نکلا۔ تلاش
کرتے کرتے یہ مدینہ کے قریب پہونچ گیا رات ختم ہو رہی تھی اور اسے یہ پتہ نہ تھا کہ وہ کہاں ہے۔ اسی
پریشانی کی حالت میں اسے بہت دور پر ایک اونٹ اور ایک آدمی جاتے ہوئے نظر آیا۔
اپنا گھوڑا دوڑا کر اسکے قریب جو پہونچا تو دیکھا کہ اونٹ پر پانی سے بھری ہوئی مشکیں لدی
ہوئی ہیں۔ حصین نے بڑھ کر پوچھا "اے شیخ یہ پانی ہمارے ہاتھ بیچے گا" اس اجنبی نے جواب
کیا پانی بھی بیچنے کی چیز ہے؟ تجھے اگر ضرورت ہے تو یہ سب پانی بلا قیمت لے لے
حصین کو یہ سن کر حیرت ہوئی۔ گھبرا کر پوچھنے لگا "کیا آپ علی ابن الحسین ہیں"؟ فرمایا
ہاں میں حسین ابن علی کا فرزند ہوں۔ حصین نے کہا کیا آپ نے مجھے پہچانا؟ جناب سید سجاد
نے جواب دیا "ہاں تو وہی حصین ابن نمیر ہے جس نے روز عاشور کربلا میں میرے والد حسین

علی کے منہ پر تیر مارا تھا۔ اور یہ کہا تھا کہ فرزند رسول کی نماز قبول نہ ہوگی"۔ حصین نے
کاٹ کر کہا "میں آپ کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ یزید مرگیا تخت شام خالی ہے۔ ہاتھ
ھائیے کہ میں بیعت کروں اور آپ کو تخت شام پر بٹھادوں" ایوب کربلا نے جواب دیا
یادور ہو، مجھے ملک و بادشاہت کی خواہش نہیں ہے"۔ کریم النفس بنی ہاشم کے اس چشم و چراغ
حصین اور اسکی بھوکی پیاسی فوج کو سامان رسد اور پانی دیا۔ یہ وہی شامی فوج ہے جسے
یدان کربلا، تاراجی مدینہ اور مکہ میں بڑا کشت و خون کیا تھا اور جو خون ناحق حسینؑ کا انتقام
نے والوں سے چھپتی ہوئی شام کو واپس جارہی تھی۔ دشمن کے ساتھ نیکی کرنا بنی ہاشم کی
اص صفت تھی۔ حصین بن نمیر جو حسینؑ ابن علیؑ سے یزید کے حق میں بیعت لینے کی فکر میں تھا
ب وہ حضرت علیؑ ابن حسینؑ کی بیعت کیوں کرنا چاہتا تھا۔ یہ انقلاب ذہنیت کیوں ہوا؟
شہادت حسینؑ ابن علیؑ کا اثر عالمگیر ہوا۔ خود یزید بھی اس سے متأثر ہوا

اشک نہنگ

جیسا کہ سنی مورخ عمر ابوالنصر قدسی لکھتے ہیں "جب تھوڑے ہی دنوں
بعد لوگ یزید پر لعنت بھیجنے لگے اور اسکو محسوس ہوا کہ امام حسینؑ کو قتل کرکے اس نے کچھ اچھا کام
نہیں کیا۔ چنانچہ کہنے لگا۔ مجھے کیا ہوگیا تھا میں تکلیف برداشت کرلیتا اور امام حسینؑ کو بلاکر اپنے
مکان میں ٹھہرالیتا اور جو وہ چاہتے ویسا ہی ان کے ساتھ سمجھوتہ کرلیتا اسکے علاوہ رسول کے حقوق
کی حفاظت کو مد نظر رکھتے ہوئے مجھے ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ لیکن ابن مرجانہ پر اللہ کی لعنت ہو
جس نے اس انجام کو پہونچایا۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ امام حسینؑ کو چھوڑدے اور ان کو واپس جانے
دے مگر اس نے ایسا نہیں کرنے دیا۔ میں نے اس سے یہ بھی کہا تھا کہ امام حسینؑ کو میرے ہاتھ پر
بیعت کرلینے دے یا ان کو کسی سرحد پر چلا جانے دے جہاں وہ اپنی تمام زندگی گذار دیں
مگر ابن مرجانہ نے اس کو نہ مانا اور امام حسینؑ کو قتل کروادیا اور مسلمانوں کا بغض میرے لئے
پیدا کردیا اور ان کے دلوں میں عداوت کا بیج بودیا"۔

اس کے بعد ہی سنی مورخ لکھتا ہے: "کہ یزید نے مذکورۃ الصدر اظہار تاسف کے بعد بھی زیاد نے کوئی باز پرس کی نہ معزول کیا بلکہ اپنی لہو و لعب اور شراب نوشی کی مجلس میں برابر شریک کیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اظہار تاسف اسکی ایک منافقانہ چال تھی تاکہ لوگوں کا غم و غصہ اسکی جانب سے کم ہو جائے اور دنیا اس قتل عام کی تلخی کو بھول جائے۔ مقام کربلا معرکۂ جنگ نہ تھا بلکہ وہ ایک قربان گاہ تھا جہاں انتہائی بے دردی سے قتل عام کیا گیا جس میں بوڑھے بچے اور عورتیں سب شامل تھیں اسلئے یہ کبھی انسانی لوح حافظہ سے محو نہیں کیا جاسکتا۔"

فتح و شکست

مقصد کا حاصل ہونا فتح ہے۔ مقصد میں ناکامی کا دوسرا نام شکست ہے۔ مقابلہ جب بات یا چیز پر ہو وہ جس نوعیت سے بھی ہو جیت اسکی ہوتی ہے جسے اپنا مقصد حاصل ہوتا ہے اور ہار اس کی ہوتی ہے جو وہ مقصد سے محروم رہتا ہے۔ یزید کا مقصد امام حسینؑ سے بیعت حاصل کرنا تھا اسے وہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج، پانی بند کرنے اور ہزاروں مصیبتیں ڈھانے کے بعد بھی حاصل نہ کرسکا۔ اسلئے اسکی بری طرح شکست ہوئی۔ یہ تو مقصد میں ناکامی کی شکست ہوئی اس شکست کے ساتھ اور بہت سی شکستیں یزید پر وارد ہو گئیں۔ اس پر لعنت۔ اس کو بغاوتیں۔ خود اسکے گھر میں اسکے لڑکے معاویہ دوم کی بغاوت۔ خاندان کی فریب کاریوں کا پول کھلنا۔ حیلہ بازیوں اور مکاریوں کے جال کا تانا بانا ٹوٹنا۔ بنی امیہ کی سلطنت کے زوال کا آغاز۔ بنی امیہ سے نفرت کی عالمگیر دنیا۔ خود یزید کا مذکورۃ الصدر اعتراف اور اسکی صفائی۔ یہ باتیں کیا ان پڑھے لکھوں کو نظر نہیں آتیں جو یزید کی ظاہری فتح کا اپنے بیانات اور مقالات میں تذکرہ کرتے ہیں۔ موت کا نام شکست نہیں ہے۔ مارنے والے یا قاتل کا نام فاتح نہیں ہوتا جنگ کا فیصلہ جسکے حق میں ہو بس فتح اسی کی ہوتی ہے۔ بہت سے طالبعلم امتحان کا نتیجہ آنے سے پہلے مر جاتے ہیں اور نتیجہ نکلنے پر کامیاب طلباء کی فہرست میں انکا نام شائع ہوتا ہے ان مردہ طالب علموں کو کون فیل کہہ سکتا ہے حکم سنائے جانے سے پہلے اگر جیتا ہوا فریق مر جائے تب بھی فیصلہ اسی کے حق میں لکھے گا

کربلا کی جنگ میں یزید اور اسکی فوج کو کسی حیثیت سے بھی فاتح کہنا تاریخ. ادب. منطق. علم نفسیات کے لحاظ سے گناہ کبیرہ ہے. یزید اور اسکی ٹڈی دل فوج بھوک. پیاس. گرمی. عزیزوں اور ناصروں کی قربانیاں. عورتوں اور بچوں کی پریشانیاں ان سب نے مل کر حسینؑ ابن علیؑ پر حملہ کیا مگر ان کے منہ سے بیعت کے لیے ہاں نہ کہلوا سکے تو پھر فتح کس چیز پر پائی. ایک فدک کی ریاست آنحضرتؐ نے اولاد کے آزوقہ کے لئے چھوڑی تھی. اس پر ضرور فتح پائی تھی رانڈوں کی چادروں پر ضرور فتح پائی تھی. سکینہ کے گوشواروں پر بیشک فتح پائی. لاش فرزند رسولؐ پر سے پرانے پھٹے کپڑے اتارنے میں عظیم الشان فتح پائی. مظلوموں کی لاشوں کے پامال کرنے میں ضرور کامیاب ہوئے. اولاد رسولؐ کو شہر بشہر تشہیر کرانے میں تھوڑی کامیابی چوری چھپے ضرور حاصل کر لی. ان فتوحات کو بھی اہم قابل غور سمجھے اگر امیر مختار کی تلوار ان کا انتقام نہ لیتی. اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ یزیدیوں کے یہ فتوحات ان کی عظیم الشان شکست کا پیش خیمہ بن گئے. اب رہی آخرت کی سزا تو اسے خدا جانے. بیکس سیدانیاں ہی یزید کو اپنا خلیفہ مان لیتیں تب بھی یہ کہا جا سکتا تھا کہ یزید نے بعد شہادت حسینؑ فتح پائی. حسینؑ ابن علیؑ کے گلوئے مبارک سے خون ناحق کا گرنا تھا کہ انقلاب آگیا. اور ایسا انقلاب آیا کہ یزید کو حتیٰ جناب سید سجادؑ سے بیعت لینے کا خیال تک نہ پیدا ہو سکا.

جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے

حسینؑ کی شہادت کی نوعیت کسی چیز پر پردہ نہیں پڑنے دیتی. اب بنی امیہ کی بدفعلیاں. فسق و فجور. شراب نوشی. زناکاری. عیش پرستیاں. مخرب اخلاق بداعمالیاں. ظلم جبر و تشدد داخل اسلام نہیں ہو سکتے. قوانین الٰہی. ہندو. مسلمان. نصاریٰ. بودھ. سکھ. پارسی نہیں ہو سکتے حسینؑ کی شہادت سے چونکہ اخلاقی اور معاشرتی قوانین الٰہی کی بے لاگ اور کھری مثالیں ملتی ہیں اسلئے یہ ہر ایک فرقہ اور ملت کو اپیل کرتی ہیں. حسینؑ کی شہادت صرف انکی باعزت موت

ہی کا نہیں ہے بلکہ اسلام کی عزت اور حیات ابدی ہے اور یزید کی ذلت کی زندگی، ذلت کی موت اور تا قیامت ذلت کی یاد ہے۔ قریب تین سال بعد جب یزید مرا اور اس کا بیٹا تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے یہ خطبہ دیا:

لوگو! میں تم پر حکومت کرنے کا خواہشمند نہیں ہوں تمہارے ان عظیم امور کی وجہ سے جو مجھے ناپسند ہیں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم بھی مجھ کو ناپسند کرتے ہو کیونکہ ہم تمہارے ہاتھوں مبتلا ہو چکے ہیں اور تم ہمارے ہاتھوں۔ آگاہ ہو کہ میرے دادا معاویہ نے اس امر حکومت کے لئے اس سے جھگڑا کیا جو اُن سے اور ان کے علاوہ ہر ایک سے اس امر کے زیادہ حقدار تھے کیونکہ انھیں قرابت رسولؐ کا شرف حاصل تھا۔ ان کا فضل عظیم تھا۔ وہ تمام مہاجرین سے قدر و منزلت میں بزرگ تھے۔ دل کے سب سے زیادہ شجاع اور علم میں سب سے زیادہ تھے۔ ایمان میں سب سے اول، منزلت میں سب سے زیادہ باشرف۔ صحبت رسولؐ میں سب سے زیادہ قدیم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے چچازاد بھائی ان کے داماد تھے۔ جنکے ساتھ رسولؐ نے اپنی دختر کا نکاح کر دیا تھا۔ علیؑ کی پسند سے انکو فاطمہ کا شوہر بنا دیا تھا اور فاطمہ کی مرضی سے انھیں علیؑ کی زوجہ بنا دیا تھا۔ وہ نبی کے دونوں نواسوں کے باپ تھے جو دونوں جوانان جنت کے سردار تھے بتولؑ کے فرزند تھے اور حسنینؑ کا تعلق شجرہ مبارکہ طیبہ طاہرہ سے تھا۔ —— میرے دادا نے علیؑ کے ساتھ جو سلوک کیا تمھیں معلوم ہے اور خود تم نے انکے ساتھ کیا کیا اس سے بھی تم ناواقف نہیں ہو۔ یہاں تک کہ میرے دادا کے امور منظم ہو گئے۔ جب انھیں موت آگئی تو وہ اپنی قبر میں تنہا اپنے اعمال کے ہاتھوں رہن ہو گئے انھیں نے وہ سب پالیا جو وہ اپنے آگے بھیج چکے تھے اور وہ سب ان کے آگے آگیا جس کے وہ مرتکب ہوئے تھے اور جو کچھ انھوں نے زیادتیاں کی تھیں وہ سب دیکھ لیں —— پھر میرے باپ یزید کی طرف خلافت منتقل ہوئی اور اس نے تمہاری حکومت اختیار کی۔ اسی کی تمنا اسکے باپ کو بھی

تھی۔ میرا باپ یزید اپنی بداعمالیوں اور زیادتیوں کی وجہ سے خلافت کا اہل نہ تھا۔ وہ اپنی خواہشوں میں پڑ گیا اور اپنی غلطیوں کو درست سمجھنے لگا۔ اس نے بڑے بڑے اقدامات کئے۔ خدا پر جرأت کی۔ ان پر ظلم کیا جن کی اُسنے بے حرمتیاں کیں "یعنی اولادِ رسول" جس کے نتیجہ میں اسکی مدتِ حیات کم ہوگئی اور اسکا اثر تک مٹ گیا وہ اب اپنے اعمال کے ساتھ لیٹا ہے۔ اپنے گڑھے میں پڑا ہے۔ اپنی خطاؤں کے ہاتھوں رہین ہے اس کے گناہوں کا بوجھ اور انجام بد باقی رہ گیا ہے۔ جیسا اس نے کیا ویسا پایا۔ وہ اب نادم ہوا جبکہ ندامت اسے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکتی ہم کو اسکے مرنے پر رنج کرنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ ہم اس فکر و رنج میں مبتلا ہو گئے کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ اس سے کیا کیا سوالات کئے گئے اور اس نے جواب میں کیا کیا کہا؟ کیا اس پر اسکی بداعمالیوں کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہوگا؟ کیا وہ اپنے کئے کی سزا پا رہا ہوگا۔"

یہاں تک تقریر کرنے پایا تھا کہ اس پر رقت طاری ہوگئی وہ بہت دیر تک چیخیں مار مار کے روتا رہا ——— پھر اُس نے کہا اب میں قوم کا تیسرا بنا ہوں پہلا معاویہ۔ دوسرا یزید اور تیسرا معاویہ ابن یزید۔ مجھ سے جو لوگ ناراض ہیں وہ زیادہ ہیں اور جو راضی ہیں وہ کم ہیں میں تمہارے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ خدا مجھے اس حالت میں نہ دیکھے کہ میں تمہارے اعمال بد کا ذمہ دار ہوں اور ان کے انجام بد کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو رہا ہوں تم جانو اور تمہارے معاملات۔ تو اس حکومت کو لیلو اور جسے پسند کرو اسے اپنا حاکم بنالو میں نے تمہاری گردنوں سے اپنی بیعت اتار لی۔ والسلام

مروان زیر منبر بیٹھا ہوا تھا اُس نے آواز بلند کہا کیا عمر کی سنت یہی تھی۔ یہ سنکر معاویہ ابن یزید نے کہا "دور ہو جا" کیا تو مجھے میرے دین کے معاملہ میں دھوکا دینا چاہتا ہے خدا کی قسم میں نے تمہاری خلافت کی شیرینی تک کو نہیں چکھا۔ بھلا میں اسکی تلخی کیسے گوارہ کر سکتا ہوں۔ اگر خلافت کوئی نفع کی چیز ہے تو ہو میرے باپ کے تو صرف گھاٹا ہی گھاٹا ہاتھ

لگا۔ اور گناہوں کا بوجھا۔ اور اگر خلافت بری چیز ہے تب بھی میرے باپ کے لئے اتنا ہی کافی ہے جتنا وہ پا گیا ـــــــ تقریر کر کے معاویہ منبر سے اتر کر گھر میں چلا گیا۔ اسکی ماں یزید کی بیوی نے اس سے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو پیدا ہی نہ ہوتا اور میں نے تیرا ذکر تک نہ سنا ہوتا۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں بھی یہی چاہتا تھا۔

معاویہ بن یزید کے اس اقدام کے بعد بنی امیہ نے اس کے استاد "عمر مقصوص" کو گھیر لیا اور کہنے لگے تو ہی نے اسکو یہ سب سمجھایا اور پڑھایا ہوگا۔ اور اسکے دل میں علیؑ اور اولاد علیؑ کی محبت بٹھا دی ـــــــ عمر مقصوص نے جواب دیا: خدا کی قسم میں نے کچھ نہیں کیا۔ وہ خود ہی فطرۃً علیؑ اور اولاد علیؑ سے محبت رکھتا تھا۔ لوگوں نے اسکے عذر و معذرت کو قبول نہ کیا بلکہ اسے پکڑ لے گئے اور یوں ہی زندہ دفن کر دیا اسی عالم میں وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ بنی امیہ کی شقاوت اس حد تک پہونچ چکی تھی۔

"یزید نے تو بھرے دربار میں اسلام کو آنحضرتؐ کا ڈھونگ بتایا تھا۔ اب اس خطبہ میں خود یزید کے بیٹے معاویہ دوم نے اپنے باپ اور دادا کے ڈھونگ کا پول بر سر منبر مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع میں کھول کر رکھ دیا۔ بیشک یہ اہل ہنود کے مایۂ ناز پرہلاد کی طرح ظالم اور گنہگار باپ کا خدا ترس بیٹا تھا۔

مظلوم کی شہادت سے متاثر ہو کر معاویہ دوم نے اپنے ضمیر کی آواز مسلمانوں کے بڑے مجمع کو سنا دی۔ یہ تھا اپنے مقصد میں حسینؑ کی کامیابی۔ کہ دشمن اسلام ابو سفیان کا پوتا دشمن علیؑ معاویہ کا پوتا۔ دشمن حسینؑ یزید کا بیٹا یعنی خود معاویہ دوم دمشق کے اموی دربار میں سربرے منافقین اسلام کو ایمان اور اسلام حقیقی کی تعلیم دینے لگا۔

حق کا بول بالا

ظلم کسی کو بھی پسند نہیں۔ ایک زبردست ظالم بھی دوسروں کے مظالم پر نفرت کا اظہار کرتا ہے اسوقت جب ملک یونان تہذیب اور تمدن کا

گہوارہ بنا ہوا تھا۔ حکیم سقراط کو صرف اس جرم پر کہ وہ دنیا کو انسانی کمزوریوں بد اخلاقی اور بد اطواری سے متنبہ کر رہا تھا اور ان کو نیک ہدایات دے رہا تھا گرفتار کیا گیا۔ عدل وانصاف کی عدالت میں اس کا مقدمہ پیش کیا گیا۔ ہدایت کو اس عہد کے لوگ جرم سمجھتے تھے اسلئے گواہیوں سے وہ مجرم قرار دیا گیا۔ عدالت نے موت کی سزا دی۔ زہر پلا کر خاتمہ کیا دو ہزار برس گزرے یونان کو ہوش آیا تو کہا کہ سقراط کی سزائے موت یونانیوں کی عدالت پر ایک نہایت بدنما دھبہ ہے اس لئے اس کا تدارک کرنا چاہیئے سقراط کو مرے ہوئے دو ہزار برس سے زیادہ گزر چکے ہیں اب کیا ہو سکتا ہو معتدل مزاجوں نے کہا کہ ہاں وہ تو زندہ نہیں ہو سکتا لیکن ہم اعتراف گناہ تو کر ہی سکتے ہیں۔ چنانچہ سقراط کے مقدمہ کی پھر سے سماعت شروع ہوئی۔ گواہوں نے اسکی صفائی پیش کی اور عدالت نے سقراط کو بری کیا بیشک یہ یونانی عادل تھے اور سقراط کو زہر پلانے والے ظالم تھے۔

شہادت حسینؑ نے ایسا ہی کایا پلٹ بنی امیہ کے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز میں کیا۔ آپ ستمبر ۷۱۷ء میں تخت نشیں ہوئے۔ آپ نے دیانت عدل اور سادگی میں شہرت پائی۔ آپ نے یہودیوں اور عیسائیوں کی چھنی ہوئی عبادت گاہیں واپس کر دیں۔ آپ نے فدک کی ریاست کو جسے خود ان کی دالدہ کے دادا نے رسولؐ کی بیٹی جناب فاطمہؑ کو محروم کرا دیا تھا۔ اہلبیت کو حوالہ کر دی۔ حضرت علیؑ پر تبرہ جسے ان کے سکڑ دادا معاویہ نے رائج کیا تھا اس کو حکماً بند کرا دیا معمولی سے ظلم پر یہ سخت سزائیں دیتے تھے۔ ان کا حشر جسٹس امیر علی سے سنئے۔ وہ لکھتے ہیں:

"حضرت عمر بن عبدالعزیز کی عام پسند حکومت سے اموی امیر بڑے نالاں تھے انھیں اندیشہ تھا کہ اس طرح سے سیاسی اقتدار ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ چنانچہ انھوں نے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے خلاف سازش کی۔ آپ کو زہر دیا گیا۔"

یہ قیاس کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان خاندانی عداوت تھی ایک گمراہ کن حماقت ہے

بنو ہاشم کو بنی امیہ سے کوئی دشمنی نہ تھی۔ بنی امیہ کو سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے ہر اس شخص سے دشمنی تھی جس سے ان کو اپنے اقتدار کے زائل ہونے کا ذرا سا بھی گمان پیدا ہو جاتا تھا چاہے وہ بنی ہاشم میں سے کوئی فرد ہو یا خود ان کے خاندان امیہ میں سے کوئی فرد ہو۔ اسی ڈر سے انھوں نے اپنے خاندان کے منصف مزاج خلیفہ معاویہ دوم اور خلیفہ عمر ابن عبد العزیز کو زہر دے کر مار ڈالا۔

اسلام ~~[illegible]~~ پھیلایا گیا

تفوق اور اقتدار کے دیوتا کے پجاری بنو امیہ نے اصلی مساوات کے حامی دین اسلام کو اپنے رنگ ملک گیری میں رنگ لیا حالت کفر میں جس اقتدار کے لئے بنو امیہ نے نمائشی خیرات کی جب نسب میں بنی ہاشم سے مقابلہ کیا کفار کا سرغنہ بنایا مسلمانان مدینہ پر پے در پے حملے کرائے آنحضرت سے احد، بدر، خندق وغیرہ کی لڑائیاں لڑوائیں وہی اقتدار اسلام کو قبول کر لینے سے حاصل ہو گیا۔ اب وہ اسلام کے نام پر ملک فتح کرنے لگے شام کا ملک فتح کر کے معاویہ اس کا گورنر بنا۔ ادھر عثمان نے ابو سفیان کے مشورے سے بنی امیہ کو اپنی خلافت کی بنیادیں بنایا۔ قتل عثمان کے بعد معاویہ نے خلیفہ وقت حضرت علی سے بغاوت کی آخر میں مسند رسول کا وارث اور حضرت محمد کا عزیز قریب اور جانشین بن بیٹھا۔ پھر حسینؑ کے انکار بیعت سے یزید نے پنجتن کا خاتمہ کیا۔ باغ نبی کو تاراج کرنے کے بعد بھرے دربار میں اعلان کر دیا کہ اسلام ایک ڈھونگ تھا۔ بنی امیہ سابقین اسلام اور باایمان لوگوں کے دشمن تھے۔ مسجدوں کے منبر حضرت علیؑ پر تبرہ کے لئے مخصوص کر دیئے تمام سلطنت کی آمدنی سے رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے نہ کوئی قابل ذکر رفاہ عام کے کام کئے اور نہ علوم و فنون کی درسگاہیں قائم کیں جس سے ذرا بھی خطرہ کا اندیشہ ہوا اسکا زہر اور خنجر سے خاتمہ کیا۔ ان دشمنان عدل و انصاف۔ مخالفین رحم و رواداری نے خود اپنے خاندان کے دو نیک سیرت خلیفہ معاویہ دوم اور عبد العزیز کو زہر سے مار ڈالا۔ غرضکہ ظلم جسے اسلام مٹانے آیا تھا اسی کو اسلام کا طرۂ امتیاز بنا دیا۔ تلوار سے بنی امیہ نے

اپنے اقتدار کو بڑھایا اور نام بدنام ہوا اسلام کا۔ اسلام کی تعلیم اخوت۔ رواداری مواسات۔ عدل و انصاف کو طاق نسیاں پر رکھ کر بربریت اور سفاکی کے مظاہرے کئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری قوموں کی نظر میں آج اسلام نام ہے ظلم و تشدد۔ جنگ اور خوں ریزی کا۔ عیسائی مورخین، مستشرقین اور مبلغین نے غضب یہ کیا کہ اسلام کو بدنام کرنے کی غرض سے منافقین ہی کو مسلمانوں کی حیثیت سے پیش کر دیا جس سے غلط فہمی اور زیادہ ہو گئی۔ اب اسلام کو تلوار کا مذہب کہا جانے لگا۔

اسلام کا مشن

طاعت معبود میں دنیا کی ہر قوم اور ملت کو متحد کرنا۔ کرہ ارض کو امن کا گہوارہ بنانا۔ جیو اور جینے دو کا مسلک۔ اقلیتوں کی حفاظت عدل و انصاف۔ مواسات رواداری اور اخوت و محبت اسلام کا مشن ہے۔ اس مذہب کی تبلیغ بحکم خدا حضرت محمدؐ نے ملک عرب سے شروع کی جہاں ضروریات زندگی کمی اور ہزاروں بتوں کی پوجا سے تنازع للبقا شدت سے تھی۔ مسلمان وہ جس کے ہاتھ یا زبان سے کسی کو نقصان نہ پہنچے اس اصول کا پابند بنا کر وحشی عربوں کو متمدن اور مہذب بنایا۔ خود آنحضرت نے کبھی ابتداء جنگ نہ کی مدینہ کے مسلمانوں پر یورش کرنے والوں کا کبھی تعاقب نہ کیا۔ حدیبیہ میں دب کر صلح کی۔ فتح مکہ پر تمام ایذا رسانیوں کو بھلا دیا۔ یہودیوں۔ عیسائیوں وغیرہ کو مساوی حقوق دیئے ان کی جان و مال۔ عورتوں اور عبادتگاہوں کی حفاظت کا مسلمانوں کو پورا ذمہ دار بنایا۔ اسی سیرت کی پابندی حضرت علیؐ نے بھی کی۔ ابو سفیان نے جب حق خلافت کے لئے آپکو لڑنے کیلئے ابھارا۔ تو آپ نے اسے دھتکار دیا۔ تیسری مرتبہ جب شیخین کی ملک گیری کی سیرت پر عمل کرنے کی شرط پر آپ کو خلافت دیجانے لگی تو آپ نے اس پر عمل کرنے سے انکار کیا۔ اور خلافت ایسے منصب جلیلہ پر ٹھوکر مار دی کیونکہ آپ ذاتی مفاد کی قربانگاہ پر دنیا کو بھینٹ چڑھانا نہیں چاہتے تھے حضرت علیؐ کی وہی ذوالفقار جس نے زمانہ رسولؐ میں تمام دفاعی لڑائیوں کو سر کیا تھا وہ ملک گیری کے

معرکوں میں کبھی بھی بے نیام نہ ہوئی۔ بلکہ آپ اسی زمانے میں مدینہ میں بقول آنحضرت امیر علی علم کے دریا بہاتے تھے۔ شہادت کے وقت اپنے قاتل کو پہلے شربت پلوایا۔ آپکے بعد حضرت امام حسن نے صلح حدیبیہ کے اصول پر معاویہ سے صلح کرلی جب حضرت امام حسنؑ زہر دغا سے شہید کر دئیے گئے تو حضرت حسینؑ ابن علیؑ نے دیکھا کہ معاویہ اور یزید نے نانا کی تعلیم کو بالکل یک قلم نیست و نابود کردیا ہے اور بیدینی کی تائید اور تصدیق کے لئے یزید کے حق میں بیعت حاصل کی جارہی ہے اسوقت آپ اہل مدینہ کی جانیں مکہ میں حاجیوں کی خون ریزی اور کوفہ کو تباہی سے محفوظ رکھنے کی غرض سے ارض کربلا پر تشریف لائے آپ نے سفر کی ہر منزل پر اپنے ہمراہیوں کو اپنی موت کا یقین دلایا ہر ایک پر اپنے مقصد کو صاف الفاظ میں واضح کیا کہ یزید کو مار کر اس سے ملک اور تخت کو چھیننا نہیں ہے بلکہ اپنی شہادت کے کیمیائی اثر سے منافقین کو مومن، گمراہوں کو صراط مستقیم پر اور بیدینوں کو دیندار بنانا ہے۔ فرزند رسولؐ اپنی مہم میں کامیاب ہوئے قلعۂ منافقت منہدم ہوگیا۔ خود یزید نے اشک ندامت برسائے اور خود اسکے بیٹے معاویہ دوم نے منبر پر سے حق کا اعلان کیا۔ اور اس خلافت پر ٹھوکر ماردی جو سیرت شیخین پر قائم کی گئی تھی نتیجہ ہم کا سلسلہ یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پہونچے انہوں نے اپنے دشمنوں اور قاتلوں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کیا جنگ صفین میں معاویہ نے حضرت علیؑ کے لشکر پر پانی بند کیا۔ لیکن حضرت علی نے گھاٹ پر قبضہ کرکے معاویہ کی فوج پر پانی بند نہ کیا۔ فوج یزید نے فرزند رسولؐ اور انکے بہتر ساتھیوں کو تین روز کا بھوکا پیاسا شہید کیا لیکن اس شامی فوج کو جو مدینہ کے قریب بیابان سے ہلاک ہونے والی تھی علی ابن الحسینؑ نے پانی اور رسد پہونچائی۔ عملی تربیت کردار۔ انسداد فساد اور قیام امن کی اس بے نظیر تعلیم کو قتل و غارت پسند امویوں نے اسلام میں داخل ہوکر بالکل مسخ کردیا۔

اگر حسین ابن علی بیعت کر لیتے تو کیا ہوتا

یزید کا یہ کہنا کہ اسلام حضرت محمد کا ڈھونگ تھا۔ بالکل سچ ہوکر رہتا حضرت علیؑ پر تبرہ ہو ہی رہا تھا اور سب لے ٹھنڈے دل سے سن بھی رہے تھے

یزیدیوں کی دو چار پشتوں کے بعد جب اولادِ اصحاب و انصارِ رسول کا بھی خاتمہ ہو جاتا تو سب ختم میں حضرت علی کی ساتھ حضرت محمد بھی شریک کرنے جاتے۔ شیعہ ہوتے اور نہ سُنی۔ یزیدی مذہب ہوتا اور اسکے دو فرقے ہوتے ایک یزید کو معبود اور دوسرا اسے نبی مانتا۔ اولاد سبطین نسیاں پر ہوتے اور انکی جگہ پر پنہیاں اور گرجا بنجاتے۔ اور قرآن کی جلا انجلاء و مصحف ارشِ آسمانی صحیفے عام ہو سے سمجھے جاتے۔ انھیں کے حافظ اور مفسر ہوتے۔ آج تیرہ سو پندرہ برس بعد با وجود یزید پر لعنت کے قصبہ شیخاں میں تیس ہزار آدمی یزید بن معاویہ کی پرستش کر رہے ہیں حسین ابن علی کی بیعت کے بعد تو سب یزیدی ہی ہوتے۔ بیشک حضرت حسین ابن علی نے انسانیت پر بالعموم اور مسلمانوں کے بہتر فرقوں پر بالخصوص بڑا احسان کیا۔ پس ناجی وہ مبارک بندہ ہے جو فرزند رسول کو اپنا رہبر بنائے ہوئے ہے۔

ابن عالم

اگر خلافت کے معنی ملک گیری اور بادشاہت کے تھے تو خلافت شیخین کامیاب ہوئی۔ اگر خلافت کے معنی تبلیغ اسلام میں رسول کا ہاتھ بٹانے کے تھے تو حضرت علی نے دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا اور اسکی تصدیق میں حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ اگر جانشینی رسول کے معنی اذ کیا کو قتل کرنا اور اسلام کو رسول کا ڈھونگ سمجھنا تھا تو بیشک یزید کامیاب ہو گیا۔ اور اگر نیابت رسول اور امامت کے معنی گمراہوں کو صراط مستقیم پر لگانا تھے تو فی الحقیقت حضرت حسین ابن علی کامیاب ہوئے اور اسکی پہلی تصدیق حضرت حُر نے اپنی شہادت سے پیش کی اور خود یزید کے بیٹے نے بھرے دربار میں منبر پر یزید برسر اعلان حق کیا۔ دنیا والو! اولاد رسول کے سروں کو تاج شاہی سے خالی دیکھ کر انکو ناکام نہ کہو ان کا فریضہ ہدایت خلق تھا۔ کسی تخت شاہی پر بیٹھ کر جلوہ نمائی نہ تھی۔ انھوں نے اپنی غرض خلقت کو بہادری سے پورا کیا۔ اسی لئے انکے سروں پر شہادت کے تاج ہیں۔ حضرت محمد دنیا میں امن و شانتی اور معاشرتی نظام ان اصول پر قائم کرنا چاہتے تھے جن کے اساس پر ریگ و فن قائم ہوئی تھی آنحضرت کی محنت کو بنی امیہ کی اقتدار پسندی کی سیاست نے تباہ و برباد کیا اور ریگ

لیگ آف نیشنس کی قیام امن کی کوششوں کو ہٹلر اور مسولینی وغیرہ کی اقتدار پرستی نے تباہ کر کے دوسری ہولناک جنگ کے شعلے بھڑکا دیئے۔ اگر آنحضرت کے اصول برائے قیام امن کارآمد نہیں تھے تو پھر انھیں اصولوں پر آج حفاظتی کونسل کیوں قائم کی گئی ہے۔ بے شک یہ بھی بس اسوقت تک عہدہ برا رہے گی جب تک کہ دنیا کی لیڈری کا جنون جوش میں نہیں آتا ہے۔ اب اگر آپ دنیا کو تیسری ہولناک جنگ سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو حسینؑ ابن علی کی طرح دنیا کی لیڈری کے مجنونوں کی بیعت کسی قیمت پر نہ کریں۔ دنیا یقیناً اب بھی کربلا ہے اس وقت اسلحہ کی جنگ سے زیادہ مہلک اقتصادی جنگ کے شعلے بھڑکے ہوئے ہیں ان سب فسادات کے انسداد کی بس ایک ہی صورت ہے جسے ذبح ہوتے وقت حسینؑ ابن علیؑ نے کہا تھا یعنی جس وقت دنیا کی ہر فرد میں یہ احساس پیدا ہو جائے گا کہ کسی کے ہاتھ یا زبان سے کسی کو نقصان نہ پہنچے تو اسی وقت بین الاقوامیت کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوگا۔ یقیناً حضرت حسینؑ ابن علیؑ کے نقش قدم پر چل کر اس بلند اور اعلیٰ کردار کی تربیت ممکن ہو سکتی ہے جسے اہنسا کہا جاتا ہے۔ یہی کمال انسانیت ہے۔ تکمیل انسانیت کے بعد ایمان کی منزلیں اور مدارج شروع ہوتے ہیں جس کی راہ میں منارۂ ہدایت واقعات کربلا ہیں۔ بے شک حسینؑ کی محبت سے ایمان پختہ ہوتا ہے جسکی ظاہری علامت گریہ و بکا ہے"۔

آسان ہندی کو ہزاروں اُردو داں حضرات از خود بغیر کسی پنڈت کی مدد کے ایک گھنٹہ روز پڑھ لکھ کر صرف دس ہی دن میں ہندی داں ہو گئے آپ بھی فائدہ اٹھائیں۔ قیمت صرف دو آنے ۲ر
ملنے کا پتہ ...... سید علی اکبر شمیم۔ کنکر کنواں لکھنؤ

ساتویں صدی عیسوی میں دنیا کی سب سے بڑی
سلطنت کے حدود جس کے تاجدار یزید نے
نواسۂ رسول کو تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کیا۔

